U 37799 P.34-10 Brackets

TITLE - MUNTAKHIB KULLIYAAT-E-ZAFAR.

Creator - Abu Zafar Mohd. Siraj uddin Zafar

Publisher - Munshi Nawal Kishore (Kanpur).

Date - 1912

Pages - 184

Subject - Urdu shayari - Intikhab Kalaam

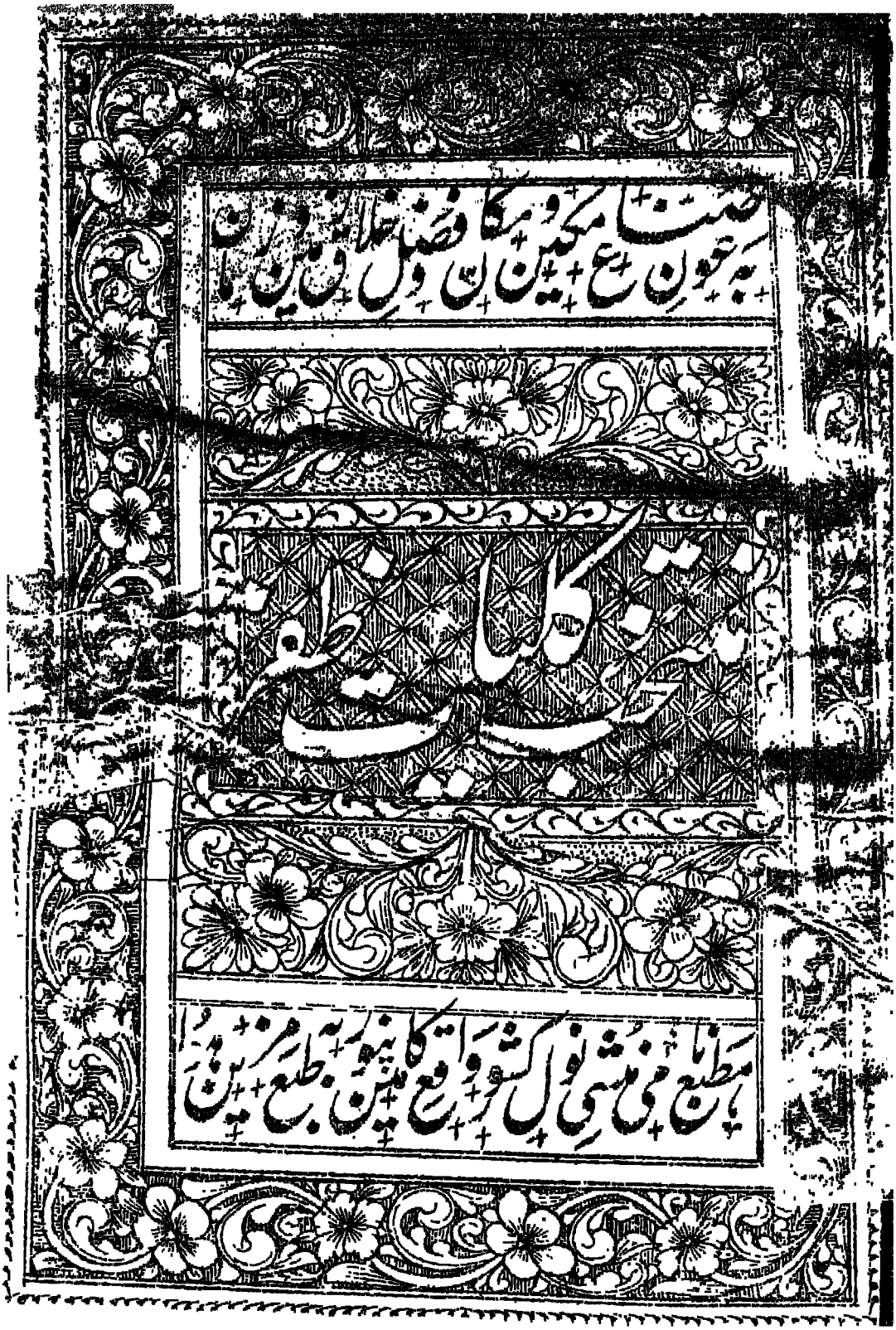

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U37799

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف جلد اوّل

صورت ہی تیری عجب استعداد رکھتی ہے
ہو جلوہ بین خاک اور بھی جلوہ نظر آیا

گر فکر مین ہو راہ کو توشہ کا کر فکر
اے مرغ خانہ زاد یہ کنج قفس نہ آ

بادی ہی تری ہاتھ مین ہو کل خبر نہ مجھ
آنکھون مین پھیر دیکھ کہ لو ہوا ور ہے

تو نیگا پڑا خاک کے صدمہ سے ہے ہے
آرام کی گھڑی کو چوہتی مین مر گیا

کیا حرف زبان پر تری آیا تھا کہ اے شیخ
کلمہ کفر و شر پہ مسلمان کر آیا

کیا جادۂ نجف پہ کیا دشت خبر مین
جو خاک بسر آج بگولا نظر آیا

کیا جانے ضمیر آج ہے ان جان مین کیا
جو آیا جہان مین سو وہ بدخبر آیا

اس کوچہ پہ ہو سر مارکر تو کوئی ہوتا
تو بستر راحت پہ تو سوتی ہی ہوتا

کس کا فلک اے دل تجھے شکوہ مرا شیک
اک آنکھ جھپکتے مین ڈبو کوئی ہوتا

یہ دل ہی تھا نادان کہ تسکین کو ترستا
ہم کاہے کو لیتے خانہ برباد کوئی ہوتا

بلبل بھی بھی جان باختہ پروانہ بھی جلتا
پر میرے سر سوز جگر تاکوئی ہوتا

لاکھ کبھی کام آتا صبا گریہ شبنم
گر داغ جگر اشک سمو تاکوئی ہوتا

ہم بھی گل کشت جگر اپنے دکھاتے
یہ پھول جو بالو نہین پروتا کوئی ہوتا

تنہائی مین اتنا تو نہ گھبراتا ظفر مین
دل گرچہ مرے پاس نہ ہوتا کوئی ہوتا

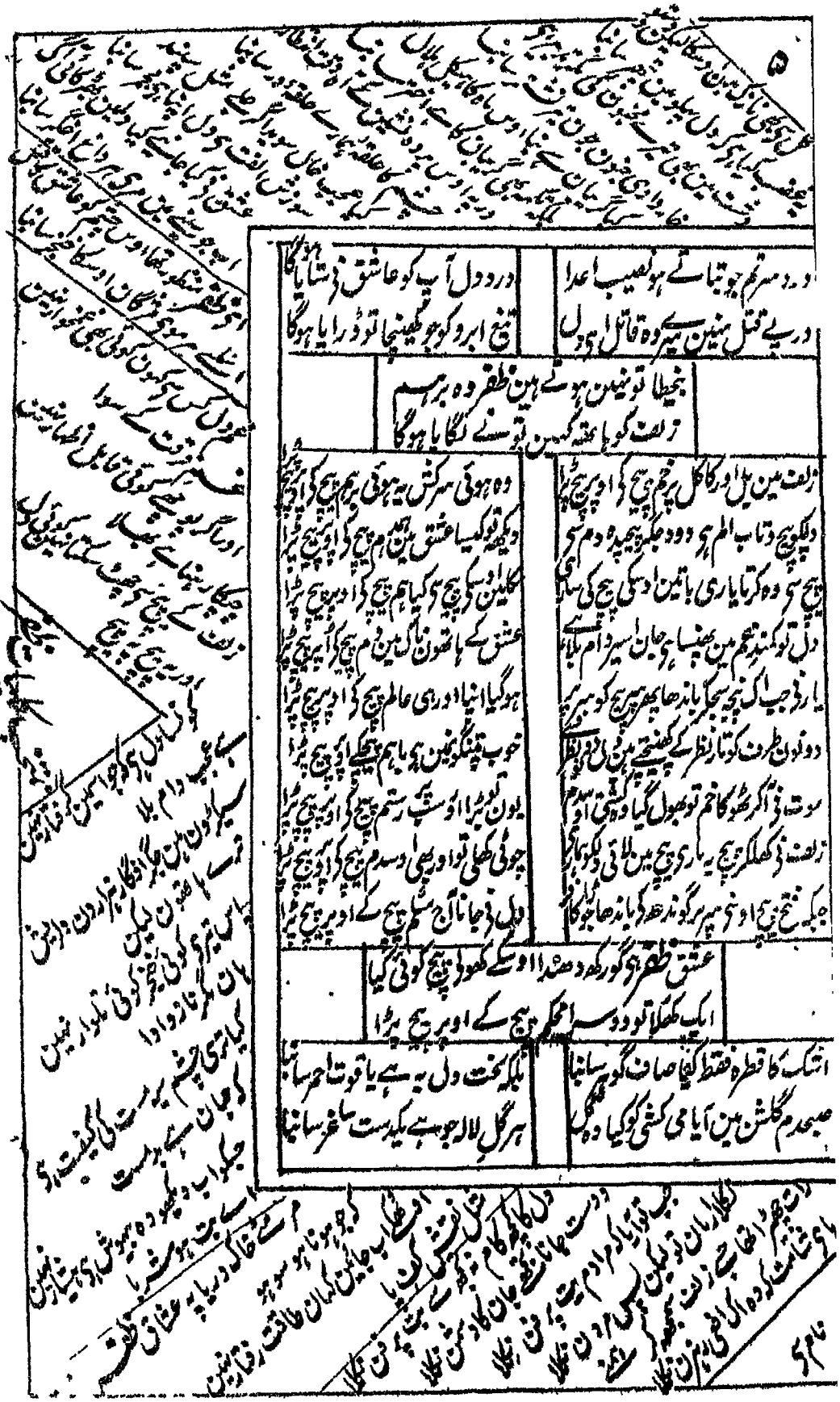

کام سے کام نکلتا نہیں بے جوہر اصل
تل سے عارض کے نہ ہرگز کبھی رخ تن نکلا

خون عاشق کا ہے گلگونہ ترے عارض کو
قتل ہونے سے ہمارے ترا جوبن نکلا

چارہ گر بھر نہ سکے میرے جگر کے ناسور
ایک گر بند کیا دوسرا روزن نکلا

اے ظفر نالۂ دل نے ترے کچھ کی تاثیر
گھر سے گھبرا کے جو وہ غیرت گلشن نکلا

سر تلک دست ستم جو ہیں ترا قاتل بڑھا
خون جسم ناتوان تل تل گھٹا تل تل بڑھا

مت گھٹا دل کو مرے بوسہ مجھی چکی سے دے
قصہ کوتہ کر نہ اتنی بات اے جاہل بڑھا

ہر بھنو عکس رخ روشن سے بنجاوے قمر
سر جبین منعکس کو ذرا اپنے ساحل بڑھا

دل کو تو کر اپنے دولت سے قناعت کی غنی
اس ہیت دست ہوس اپنا نہ اے غافل بڑھا

وادی مجنون کی اے لیلی ہو کیا دلکش زمین
اک قدم ہرگز نہ آگے ناقۂ محمل بڑھا

کوئی دم ہے بحر ہستی میں ابھی تو اے حباب
حبس دم کی بڑھ سکے کثرت کو جو شاغل بڑھا

جب ہوئی تجکو شباہت دوش پر نور سے
مرتبہ پھر اور بھی تیرا مہ کامل بڑھا

دیکھنا چاہا تھا کل میں وہ مہ وش شاید کہ ہے
اختر صبح قیامت روز ان دسکا دن تھا

غنچہ گل دیکھکر اس شوخ گل کے ہاتھ میں
دل جو اپنا سمجھے ہم کیا کیا ہمارا دل بڑھا

جامۂ فانوس میں کیا کیا جلی غیرت سے شمع
سر پہ جو فانوس اے ظفر وہ رونق محفل بڑھا

زلف کی سیاہی تا وہ رخ اگر چھپ جائیگا
رات کے پردے میں پھر روز سر چھپ جائیگا

اوس تری کی بائیں پسلی مین جو دکھائی جال
وہ مرے تعویذ ہوں دل کا نقطا ہوا

تو ہی اے دل ناتوان دیکھ آہ کو مت چھیڑیو
یہ عصا تیری ہے ہنگام پیری کا ہوا

اف تری کشتے کا سوز دل کہ ظالم سنگ بھی
گور پر اوسکے رہا محشر تلک جلتا ہوا

اے ظفر انجم نہین ہین میرے تیر آہ سے
ہے سبک سر سر پہ گنبد نیلیا ہوا

وہ بے حجاب جو کل پی کے یان شراب آیا
اگرچہ مست تھا مین پر مجھے حجاب آیا

ادھر خیال مری دل مین زلف کا گذرا
اُدھر وہ کھاتا ہوا دل مین پیچ و تاب آیا

خیال کسکا سمایا ہے دیدۂ دل مین
نہ دنکو چین مجھے اور نہ شب کو خواب آیا

تمھاری نقش کف پا کے بوسہ لینے کو
زمین پہ سایہ کے مانند آفتاب آیا

وہ رخ صفا ترا آئینہ روبرو جسکے
جب آیا شرم سے یان ہو کے غرق آب آیا

جب آیا طرہ مشکین کا تیری دلمین خیال
زبان پہ تیری دہن مین ذکر مشکناب آیا

ترا سخن ہی ظفر وہ کہ سامنے تیری
ہوئی خموش سخنور نہ کچھ جواب آیا

چشم مین دنبالہ کو یکہ اوس بت گمراہ کا
مست آہو نہ مین کیا تالیہ ہی کاہ کا

کون سی سیکش کی دعوت ہی فرشتونمین کہ ہیچ
دیکھکر غیا فلک کا اور ساغر ماہ کا

خال کا جل نہ سمجھو اوس نخدا نکی قریب
آگیا ہی ہاتھ زنگی کی کنارہ چاہ کا

کہکشان کا خط نہین یہ صاف آتا ہی نظر
عکس فانوس فلک مین میری شمع آہ کا

گریہ ہنگام ولادت کیون ہے ہر طفل کو
جو ہوا دنیا مین پیدا نوحہ گر پیدا ہوا

بے شرارت کوئی ہوتا ہی نہین ہم دونگدل
دیکھو پتھر پر گرا پتھر شرر پیدا ہوا

عکس رو سے آتشین ساقی کا دریا مین پڑا
ہمسر خورشید تابان ہر بھنور پیدا ہوا

حق مین پروانون کے تھا اک تیزہ پرتو خورشید حشر
شمع کے سر پر جو شعلہ اے ظفر پیدا ہوا

دیگر

رات بھر مجکو غم یار نے سونے نہ دیا
صبحکو خوف شب تار نے سونے نہ دیا

شمع کی طرح مجھے رات کٹی سولی پر
چین سے یاد قد یار نے سونے نہ دیا

یہ کراہا ترا بیمار الم درد کے ساتھ
کسی ہمسایے کو بیمار نے سونے نہ دیا

اے دل آنار تو سویا کیا آرام سے رات
مجھے پل بھر بھی دل زار نے سونے نہ دیا

مین وہ مجنون ہون کہ زندان مین نگہبانونکو
میری زنجیر کی جھنکار نے سونے نہ دیا

سوؤن مین کیا کہ مری پاؤنکو بھی زندان مین
آرزوے خلش خار نے سونے نہ دیا

یاس و غم رنج و تعب میرے ہوے دشمن جان
اے ظفر شب انھین دو چار نے سونے نہ دیا

نہ درویشونکا خرقہ چاہیے نہ تاج شاہانہ
مجھے تو ہوش دے اتنا رہون مین تجھپہ دیوانہ

کتابون مین دھرا کیا ہے بہت لکھ لکھ کے دیکھا ہے
ہمارے دل پہ نقش کالحجر ہو تیرا فرمانا

غنیمت جان جو دم گذرے کیفیت سے کیفیت مین
دے جا ساقی پیمان شکن بھر بھر کے پیمانا

شوق پا بوسی ہا پہونچا نہ قدمون تک تری
تیغ بسمل پانون ای قاتل رگڑکر رہگیا

چشم مین آنسو کہان خون جگر دیدہ ای جیسا
کوئی قطرہ تھا سو وہ ٹھوکر سے ٹھہر کر رہگیا

جب دکھایا تو ذرا اپنا قد رعنا باغ مین
پھر تو نہالت سی زمین مین سر دھر کر رہگیا

دل مین اک مکان سا مارا جو کسیکی یاد نے
یہ ہوئی حالت کہ دم سینے مین اڑکر رہگیا

پہلوان عشق کا کیا پوچھتے ہو مجمسی حال
جو چڑھا ہتھے پر اوسکے وہ پچھڑ کر رہگیا

کارروان منزل ہستی ہوا درسا رہم سفر
مثل گرد کارروان اک مین بچھڑ کر رہگیا

اور تبدیل قوافی مین غزل لکھی ہی ظفر
ہاتھ مین اپنے قلم کو کیون پکڑ کر رہگیا

جب وہ خط پڑھکے بھڑکا اور بھڑک کر رہگیا
دل خطر داروں کا دھڑکا اور دھڑک کر رہگیا

حسرت اوس تمبوح پر تیری کہ قاتل کو ہی دم
زیر تیغ ناز پھڑکا اور پھڑک کر رہگیا

پھر گیا کیون آنکر در پر ترے خانہ خراب
شب کو جو دروازہ کھڑکا اور کھڑک کر رہگیا

سنکے نالہ اور جوش گریہ میرا دیکھکر
آسمان پر ابر کڑکا اور کڑک کر رہگیا

ہر نفس اوس واسن مژگان کی جنبش سی ظفر
دل مین اک شعلہ سا بھڑکا اور بھڑک کر رہگیا

نہین عشق مین اسکا تو رنج کرتا ہ شکیب ذرا نرہا
غم عشق تو اپنا رفیق رہا کوئی اور بلا سے رہا نرہا

مطلع ثانی

ویگر

خدا جانے گمان بیٹھا ہی وہ اور ہی کیچھ تھا
مگر چشم تصور سے ہی سب پیش نظر پھرتا

تماشا دیکھنا کیا دوڑتا ہی اشک مژگان پر
پڑہ کا شعبدہ بازی سی ہی اک تار پر پھرتا

لکھا قسمت کا اپنی آگیا دم اپنی آنکھون مین
نہین لیکر جوانا مہ ابتک نامہ بر پھرتا

جو سر گردانی اپنی اذنی کہتا ہون تو کہتے ہین
خدا کیواسطے چپکے رہو ہی میرا سر پھرتا

محبت جیتے جی کی ہی وگرنہ بعد مرنیکے
نہین کوئی کسی کی قبر پر بھی آنکر پھرتا

کوئی آرام سو کیونکر زمین پر بیٹھنے پاوے
رہی جب تک پر گردش فلک آٹھون پہر پھرتا

جنون نے سلطنت دی کشور صحرا کی مجنون کو
بگولے کا ہی چتر اوسکے جو سر پر ای ظفر پھرتا

ویگر

دنبالہ دیکھکر تری چشم سیاہ کا
آہو چبانا چھوڑ دے پھر برگ گاہ کا

خورشید آسمان چہارم پہ ہی گمان
شعلہ کوئی بلند ہوا میری آہ کا

کثرت ہی آنسوؤن کی ہجوم سیاہ غم
تالہ نہین نشان ہی یہ اوس سیاہ کا

تنکے چنے گا دشتیون کیطرح ناصحا
دیکھیگا گر کرشمہ اوس آہونگاہ کا

کس مہروش نے چہرہ سی برقع اوٹھا دیا
منھہ ہوگیا سفید فلک پر جو ماہ کا

کرتا ہی جسکے ساتھہ فلک کج ادائیان
دیتا ہی اوسکو عشق کسی کج کلاہ کا

رکھی قدم جو کوئی محبت مین اے ظفر
لازم ہی پہلے ڈھونڈ لے رستا پناہ کا

خاکساری کیلئے گرچہ بنایا تھا مجھے
کاش خاکِ درِ جانانہ بنایا ہوتا

نشہ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھکو
عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا

دل صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن
زلف مشکین کا ترے شانہ بنایا ہوتا

صوفیون کی جو نہ تھا لایق صحبت کو مجھ
قابل جلسۂ رندانہ بنایا ہوتا

تھا جلانا ہی اگر دور مے ساقی سے مجھے
تو چراغ درِ میخانہ بنایا ہوتا

شعلۂ حسن جہین مین نہ دکھایا اوسنے
ورنہ بلبل کو بھی پروانہ بنایا ہوتا

روز معمورۂ دنیا مین خرابی ہے ظفر
ایسی بستی سے تو ویرانہ بنایا ہوتا

کہون کیا رنگ اوس گل کا اہاہاہا اہاہاہا
ہوا رنگین چمن سارا اہاہاہا اہاہاہا

نمک چھڑکے ہے وہ کس کس مے سے دلکو زخمہ ریز
مزہ لیتا ہے وہ کیا کیا اہاہاہا اہاہاہا

خدا جانے حلاوت کیا تھی اب تیغ قاتل مین
لب ہر زخم سے گویا اہاہاہا اہاہاہا

شرار و برق مین کیا فرق مین سمجھون کہ دونون مین
ہے اک شعلہ بھبوکا سا اہاہاہا اہاہاہا

بلا گردان ہون ساقی کا کہ جام عشق سے مجکو
دیا گھونٹ اوسنے اک ایسا اہاہاہا اہاہاہا

مری صورت پرستی حق پرستی ہے کہون کیا مین
کہ اسمین صورتون مین ہے کیا کیا اہاہاہا اہاہاہا

ظفر عالم کہون کیا مین طبیعت کی روانی کا
کہ بہے دریا ہوا امڈا اہاہاہا اہاہاہا

ہمنے شبدیز قلم کو اپنے جب جولان کیا
ملک معنی کا قلمرو یک قلم سیران کیا

گلشن مین اوسکے جلوۂ قامت سے سائے
مانند بید کانپنے سرو چمن لگا

کروٹ بدل کے سوز سے کیا خاک ہو فرش
سینے سے سینہ اور بدن سے بدن لگا

گرمی سے تم گیا یہ فلک میری آہ سے
دیکھو تو کیا ستون ته سقف کهن لگا

پھولا برنگ گل نه سمایا مین آپ مین
آکر مرے گلے جو وہ گل پیرہن لگا

کیونکر نه اپنا روز بهی هو کراب ترا
قسمت سے ہاتھ بوسۂ سیب ذقن لگا

طرز سخن کا اپنے ظفر بادشاہ ہے
اوسکے سخن سے یان نه کسیکا سخن لگا

ہے پسینے مین کیا وہ خال لب ڈوبا ہوا
نیلوفر کا پھول ہے پانی مین سب ڈوبا ہوا

آئینہ کیا دیکھے تجکو آب خجلت مین ہے غرق
اپنی نظر دن مین ہے ملک طلب ڈوبا ہوا

گردش چشم بتان سے کیا ہو دلکو مخلصی
حلقۂ گرداب سے نکلے ہے کب ڈوبا ہوا

دلسے کب ہے تیری زلف رخ کی تاب
وہیان مین رہتا ہون اونکے روز و شب ڈوبا ہوا

پنجۂ خورشید ہے یار و شفق آلود آج
دست قاتل ہے یقین ہے خون مین اب ڈوبا ہوا

خاسا کھٹکے ہے جی مین اوسکے فرق کا
ہے رگ جان مین یہ نشتر کیا غضب ڈوبا ہوا

جب تہ دل سے کہا یکبار کی یا بو تراب
بحر عصیان سے ظفر نکلا تب ڈوبا ہوا

دیگر

کیا کہون کیون کہ تہ ہی کوچے مین ہو کر آیا
تجکو پایا جو نہین خوب مین رو کر آیا

کرے وہ تیغ لیکر ہاتھ مین اپنے اگر اونچا
یقین ہے ہو سکے اوسدم رستم کا بھی نیچا

دماغ اوس ماہ کا ہے جو اب عرش معلی پر
بنایا چاہتا ہے کاخ گردون سے بھی کہرا اونچا

گرا جو آشنا اوسمین نہ نکلا وہ قیامت تک
کنارہ عشق کے دریا کا ہے یکسقدر اونچا

پل گردون مین یارو دیکھنا کیا زور بازو ہے
اوٹھایا اپنے سر سے جو ہے نال قمر اونچا

بھرے کیونکر نہ حاتم سا سخاوت سے تری دم اب
کہ ہے جو مہر دست زر فشان تیرا ظفر اونچا

مین ہون سودا زدہ جان جہان بت گمراہون کا
جسکا پہونچا ہے دھوان چرخ تلک آہون کا

خاک ہوکر بھی بگولے کیطرح چین نہین
حال ابتر ہے یہ کچھ تیرے ہوا خواہون کا

حج اکبر ہو جسے کعبۂ دل سے حاصل
ہو خیال اوسکا بھلا کس لیے درگاہون کا

جائیگا جب کہ تہ خاک ترا سوختہ جان
گرم ہو جائیگا پانی وہین سب چاہون کا

اے ظفر دل سے ہون مین خاک در فخر الدین
معتقد مین نہ گداؤن کا ہون نے شاہون کا

دست صیاد سے ہے کیا پر بلبل ٹوٹا
زیر ہر شاخ ہے آتا ہے نظر گل ٹوٹا

زلف مین پھول پرو کر جو دکھائی اوسنے
رشک سے وہین چمن مین گل و سنبل ٹوٹا

زاہد گر سنہ کا سہ یکمیٔ آتا ہے نظر
حرص کے ہاتھ سے ہے پای توکل ٹوٹا

آکے در پہ ترے مرے پھر گیا وہ غیر کے گھر
عہد و پیمان تھا جو مجھ سے وہ بالکل ٹوٹا

تسلزم چشم سے پھر اشک بہے جاتے ہین
دل کہ گردون سے بندھا تھا جو یہان پل ٹوٹا

کبھو تو سنا کرو راغور دل سے
فسانہ کسیکا فسانہ کسیکا

مجھے یاد کر کر کے آنسو بہانا
بہانہ کسیکا بہانہ کسیکا

نہ سمجھا تو ناصح کہ مدتسے مین ہون
ودانا کسیکا ودانا کسی کا

نہو وے گا دل تیر مژگان مین اوسکے
نشانہ کسی کا نشانہ کسیکا

نہ مانا کرو میری جانب سے ایتم
لگانا کسیکا لگانا کسیکا

قوافی بدل کر ظفر پڑھ غزل تو
رہے تا نہ آگے ٹھکانا کسی کا

جلاجی نہ دل مفت لیکر کسیکا
کہا بھی تو مان اے ستمگر کسی کا

نہ کیون تنگ ہو کشمکش سے قفس مین
نہ باقی رہا ایک شہپر کسیکا

بھلا ہو کس روسے اب غنچہ روکش
کہان منھ ہے اسکے برابر کسی کا

دل اوسکا کسطرح میرے دل سے
کہ بس کب چلے ہے کسی پر کسی کا

جو مژگان کا عالم ہوا اوسکے ہمدم
نہ دیکھا کوئی ایسا خنجر کسی کا

یہ جی چاہتا ہے کہ سر ہی سے مارین
اوٹھا کر ہم اوس در سے پتھر کسی کا

بدل بحر اور قافیے کو ظفر تو
کہ خوش ہووے دل شعر سنکر کسی کا

دیگر

مری جان سے غیرون نے لگایا کچھ نہ کچھ ہوگا
نہ آیا وہ تو اوسکے دلمین آیا کچھ نہ کچھ ہوگا

نہ ہرگز درد دل سے مین کراہا
غرض پوشیدہ الفت کو نباہا

محبت کے یہ معنی ہین کہ مین نے
وہی چاہا کہ جو کچھ تو نے چاہا

عیان ہی صفحہ رخ پر ترے خط
کہ ہے تنخواہ جو سون کا سیاہا

نہ کر منصور تو سر نہان فاش
کہے ہی دیکھہ دار انگشتا وٹھا ہا

فقیرون سی تو پوچھو لذت عشق
اہا ہا ہا اہا ہا ہا اہا ہا ہا

ظفر کو باز رکھہ اعمال بد سی
خطا بخشا کرم گارا آلہا

صرفت العمر فی لہو ولعب
فآہا ثم آہا ثم آہا ہا

ظفر ہی عرض یہ ہی فخر دین سی
کہ شاہا دین پناہا تکیہ گاہا

دیکھکر حالت مری گردون اگر غمناک تھا
کہکشان سے آنکھوا وسکا گریبان چاک تھا

جو گیا دریاے الفت مین وہ ڈوبا آخر ش
دل جو میرا پیر کر نکلا تڑا پیرا ک تھا

لسلہاے گیسون لب جو پر نہ مرد آب جو
دغن یان اوسکا شہید قامت چالاک تھا

گردش چشم بتان سی اشنی یہ سیکھی ہین طور
ورنہ گردان کب بھلا یون گنبد افلاک تھا

تھا شہید و نکا تری ماتم سحر گلشن مین کیا
جو سحر ہوتے ہی بلبل گل گریبان چاک تھا

جو نہ کہنا تھا کہا جھٹ منھہ پہ اوس سفاک کی
سچ تو یہ ہی ہان ظفر بھی ایک ہی بیباک تھا

ہووے تمھاری دور تک اپنا کہان سی آنا
جب اک قدم ہو مشکل اس تا تو اوسکی آنا

لب اپنا کاٹا کیا مین نہ نکالا
لگی گی تری خاطر جو چشم پر آب ہوا

لگاے بھی دل اپنا بہت خراب ہوا
تری گلی مین بہاے تو ہم نے دل اپنا

ہمارا کلمہ سی گیا ہوا جواب ہوا
جواب خط کے نہ لکھنے ہی پہ ہو اسلوم

منگائی تھی تری تصویر دیکھی اور اضطراب ہوا
کہ آج ہی ہمین اوی نامہ بر جواب ہوا

جلایا دل

چلا یا دل جو تیرے شعلۂ نگاہ نے رات
فلک پہ نالہ مرا ناوک شہاب بنا

دل شکستہ کی تو میری کچھ درستی کر
خدا کا گھر ہے بنا نا بُرا ثواب بنا

ہوئی نہ پانوں تلک اوسکی دسترس افسوس
ہمارا دیدۂ نہ کیوں حلقۂ رکاب بنا

کیا تھا کشتہ مجھے کسکی چشم مست نے آہ
کہ میری خاک ہی ہے ساغر شراب بنا

جو میرا اختر بخت سیہ دکھاتا ہی
تو خال تو کوئی کاجل کا اک شتاب بنا

نہ پہونچا کان ملاحت تمہارے کانون تک
اگرچہ اشک مرا گوہر خوش آب بنا

لطف جو کہنا ہی احوال دل تجھے اپنا
تو ایک رقعہ سے کیا ہوویگا کتاب بنا

مارا عاشق کو تو کیا کام تمہارا نکلا
ہمین کیا کام بُرا نام تمہارا نکلا

روش نکہت گل سیر کو گھر سے باہر
پھر قدم سرو گل اندام تمہارا نکلا

ساری منہ تکنے لگے گھر مین تمہارے دشمن
منہ سے کیا صدر کہ جو پیغام تمہارا نکلا

دلکو ہم جانتے تھے ہوگا تمہارا نہ مطیع
یہ تو اک مبدۂ بے دام تمہارا نکلا

صدقے سونپی کہ دل لیکے مرا پوچھے ہین
کیون جی گم تھا دل ناکام تمہارا نکلا

نیند بھر شب کو کہان آپ کی زلفون کی قسم
ذکر یان جب کہ سر شام تمہارا نکلا

پختہ پایا نہ ذرا طرز محبت مین اوسنے
یہ خیال اے ظفر اب خام تمہارا نکلا

تھا رون اوٹھا کے سر پہ شا گنج لیچلا
دنیا سے کیا بخیل بجز رنج لیچلا

قسم خدا کی بھیجتا قاصد کہ یہ پیام ۔ کہا ہی یار نے یا تو ذرا ہی سی کہا

اوٹھا ذرا لاکھون ستم تیری ہی کر دل ہمی ۔ نہ آفرین بھی کبھی تو ذرا دل ہی سی کہا

صدا نہین یہ چٹکنی کی غنچہ گل کی ۔ لبون کو دیکھکے کچھ تیری بکلی سی کہا

ہمیشہ کرتی رہی غیر کی طرفداری ۔ کبھی نہ آپ ذرا اک حرف منصفی سی کہا

بھر آئی چشم اجل مین بھی یک بیک آنسو ۔ تمھاری کشتے ذرا کچھ ایسا بیکسی سی کہا

مقطع

ظفر وہ دشمن جان ہی ادسی نجا بیوفا دوست
ترے جتانے کو یہ ہمنے دوستی سی کہا

لاغری سی حال اپنا کیا کہون کیا ہو گیا ۔ مین زمین پر نقش پا ہی موکو یا ہو گیا

جلگیا گل کا جگر اوس رو سے آتشناک سی ۔ قطرہ شبنم نہین ہی یہ پھپھولا ہو گیا

اپنے زخمی سی تڑپ کر تو جو بولا خنجر ۔ ٹوٹ یون زخمون کی بانکی اک تڑاقا ہو گیا

جب کہ دریا مین پڑا ساقی کا عکس تاب رخ ۔ ساغر خورشید اک طاقہ بھنور کا ہو گیا

آہ تھی میری کہ اثر کی کاٹا چرخ کو ۔ زہر اوسکا یہ چڑھا اسکو کہ نیلا ہو گیا

حسن جو تیرا نظر آیا اوسی تو شرم سے ۔ ماہ کامل جون مہ یک ہفتہ آدھا ہو گیا

پشت لعل لب پہ جب نکلا زمرد فام خط ۔ ساغر یاقوت پر گویا کہ مینا ہو گیا

کھلگیا سارا جہان گردون پہ احوال مین ۔ چشم کی مانند جب پانو کا چھالا ہو گیا

ہے یہ وحشت بھی بلا موذی کہ مجکو اے ظفر
ہر قدم پر نیش کژدم مار صحرا ہو گیا

جون آئینہ اب حیرت دیدار سے تیری
رہتا ہی کھلا دیدۂ بیدار کسی کا

رونیکا رہیگا یہی عالم تو پھر اکدن
گھر دیگا ڈبو دیدۂ خونبار کسی کا

شاذ سے نہیں کیونکہ کرے آپ کو ظاہر
دل زلف پریشان مین ہی گرفتار کسیکا

مکتب مین نہین خبر دیدہ صنعت آنکی لینا
پہلو مین تڑپتا ہی دل زار کسیکا

ہستی کو نہین ہی رکھا اسنے ظفر کو
محتاج نہ کر حیدر کرار کسی کا

یون تو جانا تمھین منظور جہان ہو جانا
پر ہوا آنا ہوا ادھر سے تو یہان ہو جانا

آفتون کا مری آنکھون سے روان ہو جانا
اور مرا راز نہان سب پہ عیان ہو جانا

دوستی کی ہین سب انداز تمھارے معلوم
پر کہین تم نہ مرے دشمن جان ہو جانا

تازہ یار کو کیا جانے سکھایا کس نے
جگر دل مین مرے تیر و سنان ہو جانا

دیدیا ہمنے دل و دین جان جہانکو اپنا
تھا نصیبون مین جو رسوائے جہان ہو جانا

عشق و مسازا گر ہو تو عجب کیا جون نے
استخوان کا مرے بربز فغان ہو جانا

یون تو پروانہ بھی جلجاتا ہی پر مشکل ہی
عشق میری طرح شعلہ جان ہو جانا

دیکھتے جاؤ مری جان کیونکر جاتی
ابھی بالین سے مرے جاؤ کہان ہو جانا

رہ سیاہی فقط نام و نشان کی خواہش
ہی نگین چاہیے بے نام و نشان ہو جانا

گھر سے عاشق کے یہ جاتا تھا خدا نے کچھ
کہ ترا جانا اور اوسکو خفقان ہو جانا

ہمکو دکھلاتی ہی ہر لحظہ جمال جانان
دل کا صاف اپنے ظفر آئینہ سان ہو جانا

جب تک وہ خفا مجھسے ہین سن تو لیجیو
کیا میرا علاج خفقان ہو نہین سکتا

ہمچشم مری چشم سے ہوا بر تو کیونکر
اسطرح وہ خونابہ فشان ہو نہین سکتا

کیا جانے بلا کیا ہے ترا غمزہ کہ جس سے
جان پر کوئی اے آفت جان ہو نہین سکتا

جبتک قلم شہپر عنقا سے بنا ہین
تحریر ترا وصف وہان ہو نہین سکتا

بدنام تو عشاق ہین سب عشق مین لیکن
مجھ سا کوئی رسوائے جہان ہو نہین سکتا

سودائے محبت مین ظفر سود ہے لیکن
جبتک کوئی رسوائے جہان ہو نہین سکتا

دیگر

آبلہ داغ مین ہے یہ سر سینا اونچا
کہ جڑا خانہ خاتم مین نگینا اونچا

رفعت جاہ کو ہے ہمت عالی درکار
اونچے کو ٹھوکے کیے چاہیے زینا اونچا

سربلندی کیلئے فوق ہے ہان عجز و نیاز
کیون نہ جھک جاے کہ ہے گنبد مینا اونچا

پوچھیے پستی و بلندی زمانے سے یہ حال
کہ سر مہر ہے نیچا سر کینہ اونچا

چشم کو سر مین ملی جاے سب اعضا سے بلند
دیکھ ہے مرتبہ مردم بینا اونچا

گوش زد چیخ دنی سے ہو مری کیا فریاد
کہ نہایت ہی پستا ہے کمینا اونچا

ہمنشین ہو سکے سردار کا مفلس کیونکر
اے ظفر چاہیے اونچے کا قرینا اونچا

وہ نہ آیا یار لاکھ کیون نہ تھا تو یون ہوا
اوسکا آنا بن بلائے یون تھا تو یون ہوا

آرائی خال ہمنے خوب بھی تجھونکو کیا ملا
کہ دہ تو آگیا اس وادیٔ وحشت مین یونہین تھا

پذیرائی عرض غیر نکی ہوئی اسطرح کیا باعث
گزاش کرتا بندہ بھی تو واں خدمت مین یونہین تھا

تم اچھے وقت آپہونچے وگرنہ ہمتو مر جاتے
ارادہ ہوچکا اپنا غم فرقت مین یونہین تھا

دل بیجا جب ہمنے کہا تھا کر علاج اپنا
کہ آیا فرق کچھ تیری بھی طاقت مین یونہین تھا

نہ تھی جاہ گریزای دل اگر تجکو محبت مین
تو آیا تو ارہ دیوانی اس آفت مین یونہین تھا

دکھا کر غیر کو صورت مجھے کیون رشک سے مارا
کہ مین تو مر رہا دیدار کی حسرت مین یونہین تھا

ظفر تم دیکھتے ہو جس طرح آئینہ کو حیران
کل انکو دیکھکر مین بھی رہا حیرت مین یونہین تھا

کیا کہون دل مایل زلف دوتا کیونکر ہوا
یہ بھلا خیچکا گرفتار بلا کیونکر ہوا

جبکو محراب عبادت ہو خم ابروے یار
اُنکا کعبے مین کہو سجدہ ادا کیونکر ہوا

دیدہ حیران ہمارا تھا تمھارے زیر پا
ہمکو حیرت ہے کہ پیدا نقش پا کیونکر ہوا

نامہ پر خط دیکے اونپر تو نے کیا کہا
کیا خطا تجھ سے ہوئی اور وہ خفا کیونکر ہوا

خاکساری کیا عجب دیتی اگر دل کا غبار
خاک ہے دیکھو کہ آئینہ صفا کیونکر ہوا

جسکو یکتائی کا دعوے تھا جو دیکھا آئینہ
ہوگیا حیران کہ پیدا دوسرا کیونکر ہوا

تیرے دانتون کی تصور سے نہ تھا گر آبدار
جوہر آئینہ وہ دُرِ بے بہا کیونکر ہوا

جو نہ ہوتا تھا ہوا ہیہ تمھارے عشق مین
تم نے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا

وہ تو ہے نا آشنا مشہور عالم مین ظفر
پر خدا جانے وہ تجھسے آشنا کیونکر ہوا

اے آتشِ دل کو بجھ نہ واعظ کترا رہی ہے
دیکھے بھر کہنا شعلہ اگر اک اسمین کا اک آہ مین کا

کوئی غزل پڑھی ہے ہمارون نے آکے تیری غزل کہی ہے
شعر سنا ہے اوسکو ظفر اک اسمین کا اک آہ مین کا

ردیف الف جلد دوم

تماشا ہے دلا ارشد کک اللہ تعالی
پہچانا اوسے کونے جسے دیکھا بھالا

ہیدش ہون مین دیکھی اوس شہر باکو
جب سے کہ ابھی اوسنے تھا ہوش سنبھالا

اے داغ بدل آتش رخسار سے تیرے
گردون پہ قمر اور زمین پر گل لالا

سنہ ماری ہے بے طرح مرے پہ تہی ہے
کیونکر یہ بچے کاکہ ڈسے ہے اسی کالا

اللہ رے تری جنبش مژگان بت بدمست
اک پل مین کیے تونے دو عالم تہ و بالا

تیرے رخ روشن کی تصور سے ہمیشہ
ہے کاسہ تاریک مین عاشق کی اوجالا

جاتی ہے نکل جان مری دیکھ کے مندار
تیرا بنا اگر تو ذرا مری دل سے نکالا

ہر خار بیابان ہے موتی سے پروتا
جب پھوٹ کے روتا ہے مری نینون کا چھالا

بازار محبت مین نہ دل بیچ تو اپنا
بک جاتا ہے ساتھ اوسکے ظفر بیچنے والا

ہزار طرح سے کھولا وہ دلربا نہ کھلا
ہمین نہ کھلنے کا کچھ اوسکے معاملہ کھلا

لب جراحت دل تیری سامنے قاتل
اگر کھلا ہے تو ہرگز بخیر و عافیت نہ کھلا

چمن مین جا کے گرہ تو نے غنچہ کی کھولی
پر اپنا عقدۂ دل تجھسے ہے صبا نہ کھلا

جو وہ قاتل نہ اپنے ہاتھ مین خنجر لیے پھرتا
تو یہ سر باز پھر کیون سر ہتھیلی پر لیے پھرتا

اگر پتھر نہ پڑتا ای جنون اس تیری زنجیر پر
تو یون ہر طفل میرے ساتھ کیون تیغر لیے پھرتا

غنیمت جانتی لیلیٰ جو باد صبح کا جھونکا
پس از مرون مین کوئی اوسکا پیغام بر پھرتا

مے عشرت نہین طالع مین اپنے ساقیا ورنہ
خلک مینا لیے پھرتا یا ساغر لیے پھرتا

نہوتا گرچہ صاحب عزم دل ملک محبت مین
کو بیخ و بیم کا اپنے ساتھ کیون لشکر لیے پھرتا

برنگ نالہ زنجیر مین زندان مین ہون لیکن
مجھے دیوانہ پن زندان سے باہر لیے پھرتا

ڈراتا ہی مجھے ناصح عبث کوی محبت مین
جہان ڈر اپنا وان گھر ہی کو ڈانڈا ڈر لیے پھرتا

کبھی جا کر نہ پھرتا مین گلی مین خوبرویون کے
اگر مجکو نہ میرا یہ دل مضطر لیے پھرتا

نہوتا شوق کوی مرتقا تو کون پھر مجکو
ظفر خورشید کو مانند یون دن بھر لیے پھرتا

عشق کے میدان مین ہمنے دیا سر کٹا
جو قدم آگے بڑھا پھر نہ وہ پیچھے ہٹا

دیکھتے ہی عشق کو عقل گئی سٹ پٹا
دل کو مرے آفرین یہ بھی ڈٹا وہ ڈٹا

تیغ نگہ کو ذرا تونے جو چمکا دیا
بھول گئی دیکھکر برق بلانا پٹا

عارض پر نور پر کھول جو دی اونسے زلف
ہنسی یہ جانا کہ ہے رات بڑھی دن گھٹا

عشق کی دولت ہی دونون جہان سے بڑی
یہ نہ کسی سے بنی اور نہ کسی سے بٹا

پھرتا ہی جوگی بنا تیرے لیے آفتاب
خط شعاعی نہین سر پہ کھلی ہی جٹا

چشم کو ہی تیری کام جب سے پڑا مرمہ سے
زہر بھری ہر نگہ سانپ ہی پتھر چٹا

بچا دل تیری باتوں سے آخر ہی کمان ابرو
گیا گر ایک خالی تیر تو دوسرا مارا

پڑا تو دل شہادت کا مارا درد کے ماری
خدا جانے تری جوری نے ٹھکانا کیا بلا مارا

ہجوم خال روی یار کا سنے ہی لیا بوسہ
ظفر یہ خوب تو نے زنگیوں کا ہو چا مارا

روز گھر غیر کے جانا ترا معمول پڑا
یاں جو آ نکلا ہے تو آج کدھر بھول پڑا

لگ گئی جوش گل لالہ سے گلشن کو جو آگ
کہیں اوس آتش رخسار کا کیا پھول پڑا

دل ہے شاغل ہے مرا محو خیال رخ و زلف
رات دن رہتا ہے اس شغل میں مشغول پڑا

کھولا ذکر ہے جا کے خرابات کی سیر
گوشہ مدرسہ میں کیوں یہ ہے محبول پڑا

رکھ قدم کوچہ میں تو دیکھ کے اپنے قاتل
کہ کہیں مرے کہیں ہو تن مقتول پڑا

پھوٹکر چاہ زنخدان میں کہیں گر نہ پڑے
دل پکڑ کر سن زلف کو ہے جھول پڑا

دیکھے جان دل کو بچا تو نہیں ہو جائیگا ضبط
اب تو دنیا ظفر اس جنس کا محصول پڑا

او ادھر تو دست وحشت نے گریبان کھینچکر پھاڑا
آ ادھر ہر خار صحرائی نے دامان کھینچکر پھاڑا

نہ اتنی مجھ سے تم کھینچے نہ اتنا تم سے دل کھنچا
مرا دل رانکو تمنی تو جانان کھینچکر پھاڑا

کشاکش ہے خبون کی تیرے دیوانے کے مرکر بھی
کفن اپنا نہ خاک بیابان کھینچکر پھاڑا

ہوا تجھسے رقابت غنچہ لالہ تو بیٹ اوسکا
صبا نے پوست ہر گلستان کھینچکر پھاڑا

پڑا کشمکش میں خط مرا ہاتھ سے غیروں کے
کہ آخر سب نے اوسکو ہی جان کھینچکر پھاڑا

پہلے تو مجکو تری عشوہ گری نے مارا
اور اگر اوس سے بچے کم نظری نے مارا

مر گیا مین تو ئی تجکو خبر ہای ستم
بیخبر مجکو تری بے خبری نے مارا

پھیر کر منھ جو دکھایا مجھے اپنا چہرا
دلبہ مکار مرے اور رشک ہی نے مارا

خوب پھڑکا کہ مجھی کنج قفس مین صیاد
شوق پرواز سے بی بال و پری نے مارا

ہمسری کی تری رفتار سے جیسا قمری نے
قہقہہ طنز سے اک کبک دری نے مارا

تل یہ تیرے لب شیرین پہ ہو زہر قاتل
ای شکر لب ہمین اس تلشکری نے مارا

کچھ بھی ہوتی اوسے تاثیر تو مرتی ہمپر
ہمکو ای آہ تری بی اثری نے مارا

شفق صبح ہی غرق بخون چرخ ظفر
تیر ایسا تری آہ سحری نے مارا

کیا کہون ہو کیا بتون کی آشنائی مین مرا
وہ مزا سب ایمین ہے جو ہی خدائی مین مرا

آشنا ائینہ تو ہمسے ہو جا سینہ صاف
دور کر دل سے کدورت ہی صفائی مین مرا

جا سکے گلشن تلک اڑکر نہ ہم فی بال و پر
ہنسے ای صیاد کیا پا یا رہائی مین مرا

بیٹھہ رہ آرام سے تو صلح کل کر اختیار
جنگجوئی چھوڑ دے کیا ہی لڑائی مین مرا

بعد مرنے جس جدائی کی ہی امید وصال
آ ئی ہی عاشق کو کیا کیا اس جدائی مین مرا

کچھ تو ہو فریاد مین تاثیر نالے مین اثر
ای جرس ہی ورنہ کیا ہر زہ درائی مین مرا

مسجد و بتخانہ مین ٹکرا یا سر کو بے مزا
تیرہی سنگ در پر آیا جبہہ سائی مین مرا

بیٹھا ہی مندی لگا کر اپنے دست و پا تو
آج ہی ای شوخ تجھسے ہاتھا پائی مین مرا

تا صحا جائیگا تو دستو میرا درد دل | جب کسی پر دل ترا بیدرد مائل ہوئیگا

خضر کی حاجت نہین ہی ہمکو راہ عشق مین
اے ظفر زیر ہمارا شوق کامل ہوئیگا

رخ جو زیر سنبل پیچ و تاب آجائیگا | پھر کے بیچ سنبلہ مین آفتاب آجائیگا
تیرا احسان ہوگا قاصد گر شتاب آجائیگا | میر مجکو دیکھکر خط کا جواب آجائیگا
ہو نہ بیتاب اتنا کر اوسکو عتاب آجائیگا | تو غضب ہی اے دل نا صبر تاب آجائیگا
اسقدر رونا نہین بہتر بس اب اشکو روک دو | وہ نہ طوفان دیکھ اے چشم پر آب آجائیگا
پیش ہوویگا اگر تیرا گناہون کا حساب | تنگ ظالم عرصۂ روز حساب آجائیگا
دیکھکر دست ستم مین تیری تیغ آبدار | میری ہر زخم جگر کے منہ مین آب آجائیگا
اپنی چشم مست کی گردش نہ اے ساقی دکھا | دیکھ چکر مین ابھی جام شتاب آجائیگا
خوب ہوگا بان جو سینے سے نکل جائیگا تو | چین مجکو اے دل بیتاب اضطراب ہوجائیگا

اے ظفر اوٹھ جائیگا جب پردۂ شرم حجاب
سامنے وہ یار میرے بے حجاب آجائیگا

اے تصور ہی ترا جان جہان تک جائیگا | اور تو ایسا نہین کوئی جو آن تک جائیگا
جب کریگا آہ اے ظالم یہ تیرا تفتہ جان | اوٹھیگا اک شعلہ جگر سے آسمان تک جائیگا
جائیگا کعبہ کیا کریگا تیرا عاشق اے صنم | تو اگر جائیگا تیرے آستان تک جائیگا
جان بچ جائیگی ہماری محبت کی ترے | اے مسیحا دم جو تو اوس نیم جان تک جائیگا

کدورت دل ہی اوس آئینہ رو کی کب نکلتی ہی
مری دارو اوسکی ظاہر مین صفائی گر ہوتی تو کیا

طبیبو وصل ہی ممکن نہین آرام عاشق کو
مریض عشق کی صدہا دوائی گر ہوتی تو کیا

بچھوڑی اوس بت کافر کی ہرگز دوستی ہمنے
ظفر دشمن ہری ساری خدائی گر ہوتی تو کیا

حرف اوسپہ آئے جو ہو تحریر کا سانچا
بھوٹا ہو نہ ہرگز کبھی تقریر کا سانچا

ڈھلتا ہی سدا اوسکے جو یہ آہ کا مصرع
کیا دل ہی تری عاشق دلگیر کا سانچا

دیتا ہو لب زخم جگر میرا گواہی
ہے ہاتھ پڑا یار کی شمشیر کا سانچا

ڈھالا ہی تجھے سانچے مین ہوا ہی عالم تصویر
ہے قدرت صانع تری تصویر کا سانچا

کی آہ و فغان دل نے بہت عشق مین لیکن
دعوی نہوا ایک کی تاثیر کا سانچا

یہ شمع اسی سانچے مین ڈھلتی ہی ہمیشہ
ہے سینہ مرا نالہ شبگیر کا سانچا

سانچا ہے ظفر پیر مرا مجکو یقین ہے
ہر قول ہی وا للہ مرے پیر کا سانچا

جو ولکو کاکل زلف دوتا نے بھنایا
تو جان غمزہ ناز ادا نے بھنایا

بہار دیکھکے اپنی نہ انبساط تھا گل
لگایا ایسا طمانچہ صبا نے بھنایا

کیا تھا بلبوسون نے بھی عشق کا دعوی
مگر اونھون ترے ظلم و جفا نے بھنایا

لگایا خنجر زرکوا گر کسینے منھ پہ
تو اسکو خوب ہی اوس ادا نے بھنایا

اوٹھاؤ کرتی ہین سب پہ یکھیان بھی بھیم
مریض غم کو طبیبو دوا نے بھنایا

کہون کیا طبیعت کی اوسکی روانی
بہادی ہی گویا متکلم ہین دریا

بجھی آبگی ہی آنکھون دلکی نہ میرے
بھری ہون ہزار دن اگر تم ہین دریا

مگر دیکھا دریا پستونکو ہنستے
کہ ہر موج سے ہی تبسم ہین دریا

مری پانون کی آبلون سے روان ہی
کہ اس دشت وحشت زہ گم ہین دریا

ظفر اوہو فی جا ہین گنہ کیون نہ اپنے
کہ ہے ذات باری ترحیم ہین دریا

اوہی یار دن کے جاکر میرا تحفہ دیدیا ہوتا
کھلا گر دی نہ سکتی تھی چھپا کر دیدیا ہوتا

بگڑ جاتا ترا کیا مہر و خرد مین بین ہو جاتا
تجھی اک پان تو تو نی بنا کر دیدیا ہوتا

نہوتی مجھ سی تم سینہ بسینہ ہو کے ہمبستر
پر اگ یوسی تو منہ سے منہ بھڑا کر دیدیا ہوتا

گوارا شربت دیدار نیا گر نہ تھا تجھکو
بلا سی زہر ہی مجکو ملا کر دیدیا ہوتا

بھروسے مین جواب خط کے مارا ہائے کیون مجھکو
جواب صاف ہی قاصد نے آکر دیدیا ہوتا

لگاتا خضر کیون آب بقا کو منھ سے ساقی
جو تو نی جام مے منھ سے لگا کر دیدیا ہوتا

ظفر لیکر تمھارا دل وہ کاہی کو مکر جاتا
اگر تمنے ادسے سچکو جتا کر دیدیا ہوتا

علم کر تیغ کو سو یا اوس قاتل کا ہاتھ اوٹھا
نہ ہرگز واسطے فریاد کے بسمل کا ہاتھ اوٹھا

رہا کجھ بن یہ عالم رات دلکی بیقراری کا
کہ دل پر سے نہ دم بھر عاشق مسکین کا ہاتھ اوٹھا

جفا منظور ہی اوسکو وفا دستور ہی اوسکا
ادھر رستم کا ہاتھ اوٹھا ادھر قاتل کا ہاتھ اوٹھا

یہ ٹھہرا جاؤں کیون خط لیکے کیا باعث
اگر قصد اب خیال نامہ بر مین اور کچھ ٹھہرا

نگین دل کا تھا سول اور کچھ ٹھہرا ہوا پہلے
گیا جس دن سے دست یار مین اور کچھ ٹھہرا

کبھی اخگر کبھی شعلہ کبھی گل ہی کبھی لالہ
نہ ٹھہرا داغ یہ تیرے جگر مین اور کچھ ٹھہرا

کوئی زہرہ جبین ٹھہرا کوئی مہ لقا اوسکو
مگر وہ مہ وش میری نظر مین اور کچھ ٹھہرا

نہین نازان ہمارا اور کسی ہمکو دست ٹھہرا
ابھی دیکھا وہ ظالم لحظہ بھر مین اور کچھ ٹھہرا

ہر اک کے دہن مین کچھ طور ٹھہرا اونکے ملنے کا
طریقہ اوسکا پر ہم ظفر مین اور کچھ ٹھہرا

اس میکدہ مین چیز کیا ہے تجھ بتا مجھ کو
کیا خوب نظر باز وہ نیرنگ ہی خدا کا

الکہ رہی تری تیز ہی شمشیر نگہ کی
دم بند جسے دیکھ کے ہو تیغ قضا کا

کہتے ہین نہ تو جیسے دیکھا اوسکے ہمنے
ہے ایک تراشیدہ تری ناخن پا کا

کیا اوس تری بیمار کو امید شفا ہو
جسکو کہ اثر ہو نہ دعا کا نہ دوا کا

ہی دوستدار اوس لبِ بے مہر کے آگے
کیا نام وفا کہ وہ دشمن ہی وفا کا

مرکش ہو بہت حسن تو اتنا ہی ہے شمع
دیکھا کبھی جلوہ نہین اوس ماہ لقا کا

ناکام رہا گر دہن زخم زبان سے
اچھا ہوا شاکی نہ ہوا تیغ جفا کا

تا دل سے ملا دیتا ہے اب کون کسی سے
پھیکا ہی کہ کون ہا مین تری رنگ حنا کا

نیسان ہی ارداس چشم گہربار سے میری
دیکھوگے ظفر ہوگا کبھی خوب بھرا کا

رفع جب بادہ نہو مستون کی گرمی جگر
کب بجھاتا ہی یہ شعلہ آب گنگا آگ کا

سنے خدا جانے یہ میری آہ سوزان کیا
آسمان پر اک لگاتی ہی اڑنگا آگ کا

کرتی ہے تبدوق سی ہوا ی ظفر فوج فرنگ
رکھی ہے ہتھیار پاس اپنے تلنگا آگ کا

عارض کا صاف رنگ ہی گل مین آگیا
زلفون کا پیچ وخم تری سنبل مین آگیا

کس چشم بیخمار کا ساقی پڑا تھا عکس
جس سے کہ یہ نشان قدح مل مین آگیا

کب تک کرون مین صبر کہ دو فراق سے
ہی فرق میری صبر وتحمل مین آگیا

کیا شعلہ و شرار مین کیا مہر و ماہ مین
جلوہ ترا تو ہمکو نظر کل مین آگیا

دیکھا مجھے یہ تو نے اور آنکھون مین پھر دم
آخر کو یار تیرے تغافل مین آگیا

کاکل مین تنگ آیا تو زلفون مین پھنس گیا
زلفون مین تنگ آیا تو کاکل مین آگیا

جلدی سے قاصد ونکی ہوا کچھ نہ ای ظفر
وان سے جواب خط کا تامل مین آگیا

شمع کا داغ جگر ہے بزم مین کیا گل نہا
بلکہ اوسکا دود دل بھی ہمسر سنبل نہا

دیکھ پھر آخر خزان ہی کونسی دن ہی یہ نہا
اس چمن مین مین آشیان اپنا بلبل نہا

ہلگیا دریا مین جب قطرہ تو دریا ہوگیا
خبر و جو کل مین ہوا کم خبر سو گل نہا

مین زہ مے کش ہون کہ میری خاک سے بھی مدتون
یا سبو ے مے نہا یا کوئی جام مل نہا

دل کا زنجیر ملا سی چھوٹنا مشکل ہوا
جب سے وہ شامت زدہ سودائی کا گل نہا

مانگ کی کی لیکھتہ ہر رات سویرا دیکھا
کوچۂ زلف مین دنکو بھی اندھیرا دیکھا

دور ساغر ہی مین گذری ہمین دورِ قمر
ساقیا اوٹھ کے جو منھ صبحکو تیرا دیکھا

ابلق چشم کی اللہ ری تیرے شوخی
کہ دلیل ایسا نہ کوئی بھی پھیرا دیکھا

دل کو چیتا مری ناخن کی خراشون سے تمام
بہتر ابن دست جنون سے نہ چیترا دیکھا

خط مراد دیکھ لیا ایک نگاہ اوسنے تو کیا
حرف مطلب نہ کوئی غور سے میرا دیکھا

حلقۂ زلف سے تم بچ نہ سکے حضرت دل
اس بلا نے تمھین کس طرح سے گھیرا دیکھا

ہمسے غربت زدہ ٹھہری نہ ٹھکانے کہین
لیتے سب جانورون کو بھی بسیرا دیکھا

خاک مجنون نے کیا وادی وحشت مین مقام
کہ بگولے کے سوا کوئی نہ ڈیرا دیکھا

ہم نہ کہتے تھے ظفر بچ نہ دل اوسکے ہاتھ
ناپسند اوسنے کیا لیتے ہی پھیرا دیکھا

اونھین جب پیار سے گود مین کوئی بھر لیگا
دہن کو بوسہ بھی لب کو لب دھر کے لیلونگا

فقیر ہی یار ہو جاونگا مین تیری محبت مین
زمین تکیہ کے خاطر پاس تیرے گھر کے لیلونگا

پر کھر پر جوہری کی مول لینے کا نہین موتی
دُر دندان سے مین تیری مقابل کر کے لیلونگا

لب میگون کی تیری لیگا بوسے کر لب ساغر
تو مین اس بادہ کش کی بوسے تر ہی ساغر کے لیلونگا

بلا دونگا جنا کو دیکھنا زیر زمین مین بھی
ذرا جو کروٹ جو ہاتھ سے دل مضطر کے لیلونگا

جو توڑی شیشۂ می محتسب نے مار کر تیغہ
تو بدلے مین کسیدن اوسکے اس پتھر کے لیلونگا

کرونگا کعبے مین جا کر ظفر کیا گر نہ بنے گا ڈھب
تو بوسے اوس بت کافر کے سنگ در کے لیلونگا

جو بیوہ گو ہو ظفر اوس کہو
نہ باتین بنا میری محفل مین بیٹھا

چھپا ہوا ہے جگر مین میرے یہ نیش مژگان یار کیسا
کھٹکتا ہر دم ہو ساتھ دم کے الٰہی سینے مین خار کیسا

جو مست اوس چشم مست کے ہین نہین ہے کچھ ہوش اونکو ساقی
کہ جام کیسا شراب کیسی نشا ہے کیسا خمار کیسا

نیدھا جو اشکو نکا تار دیکھا تو اوسنے ہنسکر یہ مجھسے پوچھا
کہ تو نے اپنے گلے مین ڈالا یہ موتیون کا ساہار کیسا

اوڑاتا کیا خاک سر پہ مجنون چلا ہے زندان سے سوے ہامون
اڑی ہے دیکھو یہ گرد کیسی اوٹھا ہے دیکھو غبار کیسا

کرے جو تجھ سے تپاک پیدا جو تجھپہ ای شعلہ خو ہو شیدا
پھر اوسکو ہوش و حواس کیسے پھر اوسکو صبر و قرار کیسا

یہ لیکے تیر و کمان کا جانا شکار کا ہے فقط بہانا
تجھے کسیکو ہدف بنانا ارے ستمگر شکار کیسا

ظفر جو پیری ہوا مسنے چنون خفا ہی مجھسے وہ شوخ پرفن
بنا دیا اوسکو میرا دشمن یہ عشق ہے دوستدار کیسا

ترا سبل ہی کیا تجکو ہے اے قاتل دغا تا لب ہر زخم سے ہر دم ہے اوسکا دل دعا تا

جب عاشقی مین دل ذمرا پاس کھو دیا
مین نے بھی اوسکا ایسا کیا ناس کھو دیا

تعلیم کے ہوش کیا رہین اوسکی تو عقل کو
اے چرخ تو نے باعث افلاس کھو دیا

اقرار نامہ اونکی محبت کا ہم اونھین
دکھلائین کیا کہ ہمنے وہ قرطاس کھو دیا

مضمون تو آگیا تھا خموشی کا اپنے ہاتھ
یارون نے کی جو آن کے بو اس کھو دیا

خورشید جو چھپا تو یہ آیا نشے مین جوش
سونے کا وہ فلک ذکمان طاس کھو دیا

افسوس اپنے اشک کی جانی نہ ہمنے قدر
کیا بے بہا نگینۂ الماس کھو دیا

نے دل رکھا نہ جان رکھی مین نے عشق مین
جو کچھ کہ اے ظفر تھا مرے پاس کھو دیا

اگر مرے دل سوزان کا داغ گل ہوتا
کبھی چمن مین نہ گل کا چراغ گل ہوتا

وہ رشک گل جو گلستان مین میکشی کرتا
تو غنچہ ہوتا گلابی ایاغ گل ہوتا

ہر ایک خار پہ فیض قدم سے مجنون کے
نمود ہے سر دامان راغ گل ہوتا

جو زشت زہین دلفین کیا ہے روز عشق
سنا ہین کبھی معشوق زاغ گل ہوتا

اگر یہ جانتا ہے تنگ عرصۂ گلزار
چمن مین نالہ بلبل کو کون پھیر سنتا

شگفتہ یون نہ کبھی باغ و راغ گل ہوتا
ترے طرح سے جو نازک دماغ گل ہوتا

چمن مین جا ہے جب اے ظفر وہ رشک چمن
تو اوسکو دیکھ کے اے باغ باغ گل ہوتا

ڈھب رونے کا تری چشم مین اک آن نیا
بھیجہ یارون نے لیا پہلے ہی طوفان نیا

منت کش مرہم ہون نہ مجروح ازل کے
دیکھا نہین زخم گل میرب کا پھاہا

گرمی ہے مرے خون جراحت کے عجب کیا
ہمسر ہو جو خورشید جہانتاب کا پھاہا

وہ زخمی شمشیر حوادث ہی کہ جسکو
آئے ہی نظر جرخ بھی زہرب کا پھاہا

زخم دل عاشق کی نہ سوزش مین کمی ہو
بالفرض اگر اوسپہ ہو گرداب کا پھاہا

پرورد کو تر دن ہی غرض کیا ہے زخم
یکسان ہی گر ہی کہ ہو کمخواب کا پھاہا

پھوٹا سا نہ کیون پھوٹ ہو دل ظفر اوسپر
ہے مرہم نمکخواری احباب کا پھاہا

تو نے جو گل کیطرف غیرت گلشن دیکھا
کبھی آئینے مین اپنا نہین جوبن دیکھا

مہ جبین ہمنے تجھے کیا پس چلمن دیکھا
تا زار رش مین چھپا اک سہ روشن دیکھا

تو ہو اجب سے گیا دست جنون دست اندر
ہمنے ثابت نہ کبھی جیب نہ دامن دیکھا

جتنا تو ہمسے کھنچا اتنا ہی کھنچکر آیا
کشش دل کا اثر اے بت پرفن دیکھا

گردش چشم تری وہ ہی کہ جسنے اے شوخ
سنگ ہتر کو کیا سنگ فلاخن دیکھا

کیا ہی بانکی ہی تری چشم فسونگر کی جھپک
کبھی ایسا نہ برستے ہو ی ساون دیکھا

دیدہ آہو ے صحرا کے سوا تمنے چراغ
اے صبا تربت مجنون پہ نہ روشن دیکھا

خانہ دل مین جو ہی آہ و فغان کا عالم
قعر یہ مے خانے مین بھی ایسا نہ شیون دیکھا

راز دل جس سے کہا دوست سمجھکر اے دل
اے ظفر ہمنے اوسے جان کا دشمن دیکھا

کہا تھا تجھ سے جو احوال ہمنشین ہمنے
خبر نہین کہ کہا اوس سے تو نے کیا نہ کہا

جتا ئین ہمنے سہین اسقدر کہ مرہی گئی
مگر کبھی نہ کہا تو نے مرحبا نہ کہا

مری نگہ نے مرا راز کہدیا اوس سے
بلا سے گر نہ کہا مینے مدعا نہ کہا

وہ حال دل جو سنے گوشی دلسے تو کیسے
وگرنہ کہنے سے کچھ فایدہ کہا نہ کہا

ہم اوسکی بات سے قایل ہین اے ظفر جسنے
بھلا کیا جسے منھ سے اوسے برا نہ کہا

ظالم ترے چپ رہنے کا عقدہ نہین کھلتا
کیا جانے کہ ہو دلمین ترے کیا نہین کھلتا

جب تک ہو دم سر و رخ زرد نقاب
ہر ایک پہ راز دل شیدا نہین کھلتا

اوس مست ناز کی ادھر سے نگہین
وہ عالم مستی مین بھی اصلا نہین کھلتا

کھلتا نہین احوال پریشانی دلکا
جبتک کہ ستمگر ترا جوڑا نہین کھلتا

بند آنکھین ہوئی جاتی ہین مشتاق کی میرے
کیون بند نقاب رخ زیبا نہین کھلتا

جو اسکو پڑھا تو مین وہ جبتک کہ نہ اوس
خط سامنے اوس شوخ کے میرا نہین کھلتا

کس کام کے پھر ناخن تدبیر ہمارے
جبتک محبت ہی کا پھندا نہین کھلتا

کیا منھ ہے کہ ہو خنجر قاتل کی تسکا پر
یان منھ ہی ہے زخم جگر کا نہین کھلتا

یان آئے کیا ن سے ہین کہان جانیکے یان سے
حیران ہین ظفر ہم یہ سماتا نہین کھلتا

پاس عارض کے ترے کان کا گوہر چمکا
دن کے دیپلو مے خورشید مین اختر چمکا

ہم صورت ایسی اوسکو جو آئی کبھی نظر
حیران ہو آئینہ خانے میں رہ گیا

تھا میرے اوسکے بیچ میں کل وصل کا نظر
یکبارگی دوئی کے اوٹھانے سے اوٹھ گیا

جسکو کہ ڈھونڈھتا ہوا میں ہر کہیں گیا
دل ہی میں تھا مرے مجھے مل کہیں گیا

جسدم گیا میں اوس بت کافر کے سامنے
یہ ہو گیا یقین کہ بس ایمان دے گیا

آنکھیں ہی کھل گئیں نہ انجم کی دیکھنا
کوئی پہنچ تو جو شب ہی مہ چین گیا

کیا جانے کسکو ذبح کریگا کہ آج وہ
خنجر بکف چڑھا ہوا آستین گیا

چونکا نہ خوابگاہ میں تشنہ کو دیکھ کر
شور و فغان مرا سر حرخ برین گیا

رو رو کے ہمنے چشم سے دریا بہا دیا
دل کا شرر ہی غیر یہ اب تک نہیں گیا

میں اور دون دل اپنا کسیکو ترے ہوا
تیرا خیال یہ کدھر اے نازنین گیا

گنج لحد میں بھی مجھے آرام ہو چکا
گر ساتھ یہ مصیبت بال اندوہگین گیا

ایا رقیب بیچ کے وہاں سے دوڑ کے ظفر
پیغام بر جو ہو کے مرا ہمنشین گیا

جب پرتو نگاہ میں یک سیک مل گیا
چشم بلبل میں تاریک یا بکل گیا

خانہ خراب ہے
شور محشر ہی بھی اک برپا سو اخل ہو گیا

بل بے جوش گریہ آنکھوں میں نیستاں سا بہ گیا
عشق کی کیفیتوں سے خون دل بل ہو گیا

تجکو کیا تیری بلا سے کوئی اے غفلت شعار
ہو گیا کشتہ تیغ تغافل ہو گیا

دانہ گندم نے جنت میں آدم کھا گیا
دانہ نسیان کر دیا تھا منع لیکن اوسپہ بھی
ظفر

جسم خاکی اپنا ظرف خام تھا اوسنے ظفر
آتش غم سے بچانے کو جو بھیجا پک گیا

بکتے بکتے ناصحا تیرا تو بھیجا پک گیا
اور سنتے سنتے اب میرا کلیجا پک گیا

دنبہ وہ پھوڑا نہیں ہے کہ پک کر پھوٹ جائے
تو اگر جراح کہتا ہے کہ ہاں پک گیا

چاہتے تھے ہم یہ مدت سے کہ پک جائے خیال
خواہ ہی ہمدم ہمارا تھا خواہ ہمارا پک گیا

دل ہی اے ظالم مرا تخم محبت کا ثمر
اب نہیں کچا رہا پکنا تھا پکا پک گیا

گرچہ وہ خنجر بکف آکر مکاں پر پھر گیا
موت کا پر ذائقہ آکر زباں پر پھر گیا

تپ چڑھی گی اور گرمی سے سوا خورشید کو
نالہ سوزاں مرا گر آسماں پر پھر گیا

بوالہوس سے بھی کیا تھا اوسنے اقرار وفا
لیکن اس اقرار سے وہ امتحاں پر پھر گیا

جب ہلی مژگان تمہاری ایک خنجر سا چلا
یاں گلوئے عاشق آزردہ جاں پر پھر گیا

بجھ سکا سوز جگر میرا نہ جوش گریہ سے
گرچہ اس طوفاں سے پانی اک جہاں پر پھر گیا

آپ ہم دلکو بچا لائے تھے لیکن لائینگے پھر
آگر یہ ہو کر شیفتہ اوس دلستاں پر پھر گیا

دیر گیا اور کعبہ گیا دونوں سے دل میرا ظفر
پہونچتے ہی اوس صنم کے آستاں پر پھر گیا

خدا سکا بھید یاری سے نہ عیار سے ہاتھ آیا
خدا آگاہ ہے دل کی خبر دار سے ہاتھ آیا

وہی کعبہ کا صاحب خانہ وہی دیر کا مالک | وہی رازق ہی کافر کا وہی ہادی مسلمان کا
اگر ہوجائے پارہ پارہ دل اوسکی محبت مین | تو پھر ہر پارہ دل کو سمجھ سی پارہ قرآن کا
نہ کرتا وہ اگر پیدا بنی کو نوع انسان مین | تو محمود ثنات مین اشرف نہوتا نوع انسان کا
بنی وہ رحمۃ للعالمین جسکی شفاعت ہی | نہووے عاصیونکو حشر کے دن خوف عصیان کا
عجب کیا نعمتین کر اوسکی نور حسن مغنی ہی | بجای حسن مطلع ہووے مطلع مہر تابان کا
زلیخا دیکھتی گر اک نظر اوسکی رخ روشن | تو اوسکو خوف جاتا تماشا ماہ کنعان کا

ظفر مضمون حمد و نعت کے گلہای رنگین سے
ورق میرا ہر دیوان کا ہی اک باغ رضوان کا

ہمنے روضہ کو ترے روضہ رضوان پایا | بلکہ رضوان کو نہ یان ہمسر یزدان پایا
محو نظارہ ہوا آکے جو اس گلشن مین | چشم نرگس کیطرح سی اوسی حیران پایا
دیکھے سب معرفت آگاہ ترے در کے فقیر | ہمنے پایا جسے یان صاحب عرفان پایا
تیرے در وے کی ہی خاک وہ اکسیر شفا | کہ جسے ہمنے ہر اک درد کا درمان پایا
تشنہ لب کیون نہ محبت کے ہون اگر سیراب | ہمنے ہر چشمہ کو یان چشمہ حیوان پایا
کہے اس درگہ عالی کی کوئی کیا رفعت | کہ اسے عرش کا ہمپایہ ایوان پایا

کعبہ و دیر مین ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہین جسے
شکر صد شکر کہ وہ ہمنے **ظفر** یان پایا

حال دل سب لکھا نہین جاتا | اور لکھون تو پڑھا نہین جاتا

کیا ہزار شگفتہ بہار نے لیکن
خزان کے ڈر سے کبھی باغ گل نہوا

نہ ٹپکے خار پہ مجنوں کے پانوں سے تا خون
نمود اک سر دامان راغ گل نہوا

گیا جو تو تو مقابل تری نزاکت کے
چمن مین اور بہت نازک دماغ گل نہوا

بہار آئی مگر جب تلک نہ تو آیا
چمن مین رشک چمن باغ باغ گل نہوا

عشق او سپہ مین ہون نہ غیر ای ظفر کہ خبر بلبل
بہار مین کبھی مرغوب زاغ گل نہ ہوا

کوئی صنم اوسے سمجھا کوئی خدا سمجھا
نہ سمجھے ہم کہ وہ کیا سمجھا اور کیا سمجھا

نہ آیا دل کی سمجھ مین کہ بار غم ہے گران
اگرچہ سینے دیا اوسکو بارہا سمجھا

چڑھا جو اشک کا دریا مرے تو ایک جہان
فلک کے خیمے کو پانی کا بلبلا سمجھا

بنایا رخ پہ ہے کیون تو نے خال کاجل کا
یہ نکتہ مین نہین اے شوخ مدعا سمجھا

نہ سمجھے سنبلے کو کیون عرصہ گاہ محشر وہ
جو دل کے داغ کو خورشید حشر کا سمجھا

غم جدائی مین موت اوسکو عین صحت ہے
مریض ہجر ترا زہر کو دوا سمجھا

ہمیشہ کیون تری آنکھون سے اشک جاری ہین
ظفر رہین بھی ذرا یہ تو ماجرا سمجھا

ای ستمگر کنے ایسا تجکو غصہ گھٹ کر دیا
ان فریبون نے ترے عالم کو تل پٹ کر دیا

صبح گل اوسکا کھلا تو نے جو تجکو دیکھکر
راتکو نیا چراغ خانہ گل جھٹ کر دیا

کر دئے ہین پانی کی آمیزش شراب ہندمین
خون دلسے انسوؤنکو ہمنے غٹ پٹ کر دیا

واسطے بے مغز کے کیا خاک ہو نشو و نما
سبز ہو سکتا نہین وہ جو کہ دانہ کھن گیا

جاگ اوٹھا خواب عدم سے یک بیک سارا جہان
کان مین جسدم طبل خالق کا دم کن گیا

گر فلک تک یہ ہمارا نالۂ دل جائیگا
کنگرۂ عرش معلی کا ابھی ہل جائیگا

غم نہین جائیگا تیرا جتبلک ہے دم مین دم
دم کے ساتھ آیا ہے یہ اور دم کے شامل جائیگا

رشک گلزار ارم ہو جائیگا کوچہ ترا
چشم پر خون لے کے جب تیرا مائل جائیگا

ہو گئے ہین ساتھ جو تیرے یہین تک ہین وہ ساتھ
آیا ہان تنہا ہے تو تنہا ہی غافل جائیگا

گوہر دندان پیارے ہونگے جب انجم نثار
عارض روشن کے صدقے ماہ کامل جائیگا

اوٹھکے جائیگا تری محفل سے جو ای شمع جو
چشم تر ہی وہ مثال شمع محفل جائیگا

جائیگا دم مین دیار یار تک پیک خیال
ورنہ جو جائیگا وہ منزل بمنزل جائیگا

مین چمن مین بھی ہونگا دل گرفتہ ای صبا
دل نہین ہے میرا وہ غنچہ کہ جو کھل جائیگا

جان شیرین جائیگی اپنی مثال کوہکن
پر نہ تیرا شوق اے شیرین سائل جائیگا

تیری کوچے سے کہان جائیگا تیرا خاکسار
مثل نقش پا وہین یہ خاک مین مل جائیگا

ہوئیگی اوس روز برپا کیا قیامت اے ظفر
خاک پر جسدم شہیدون کی وہ قاتل جائیگا

غلط ہے جو کہی یہ چپکے رہنا کچھ نہین اچھا
نہ کہنے مین مزا ہے منھ سے کہنا کچھ نہین اچھا

جنھون سے دوستی کی وہ ہمارے ہو گئے دشمن
قصور اونکا نہین اپنا ہی اپنا کچھ نہین اچھا

دست پا میں جو لگا ڈھونڈھنے منھ دیکھا
کیا نہیں خون کسی عاشق کا نگارا ملتا

ہوتے پیدا ہیں وہاں مارے سنبل
ہے جہاں خاک میں دل لف کا رلا ملتا

دست و پا مارتے ہیں گرچہ تڑپ کر لیکن
نہیں دریائے محبت کا کنارا ملتا

ہوگا کیا دشمن اگر سارا جہاں ہو جائیگا
جب کہ وہ بے مہر مہرباں ہو جائیگا

گر ہوا اس آہ سوزاں کا کوئی شعلہ بلند
دیکھ لینا خاک جلکر آسماں ہو جائیگا

اے پری رو اپنی صورت تو دکھائیگا جسے
صاف وہ حیرت زدہ آئینہ ساں ہو جائیگا

وہ جو دل میں لگ رہی ہے آہ بھی نہیں
چشم تر ہے گرچہ اک دریا رواں ہو جائیگا

دیکھنا اوس چاند کے ٹکڑے کو کیونکر جانتا
ٹکڑے ٹکڑے دل مرا مثل کتاں ہو جائیگا

اے خوباں تیری بدولت نام میرا آخرش
دشت میں ہر خار کے ورد زباں ہو جائیگا

باز آ اس نوع نفشانی سے کہیں اے چشم تر
دیکھ میرا راز دل سب پر عیاں ہو جائیگا

اے تغافل کیش کی تو نے اگر آنے میں دیر
کام اپنا تیری عاشق کا میاں ہو جائیگا

کرتے ہیں دعوی محبت کا جو اوس سفاک کی
اے ظفر اک روز اونکا امتحاں ہو جائیگا

ہمارا اونکا ہے جب دم مقابلا پڑتا
نہیں کلام کا غیر اونکا حوصلا پڑتا

فراق یار میں ہوویگی زندگی کیونکر
کہ پیچھے جان کے یہ غم تو ہے بلا پڑتا

یہ سوز دل ہے مرا اشک گرم ہے کہ جہاں
بدن پہ گرتا ہے وہاں ایک آبلہ پڑتا

سناتے نالہ پر درد ہم اگر اپنا
تو بلبلو ابھی صیاد بلبلا پڑتا

تیری اک تار کی قیمت مین ہون دون چین فتا
تو بھی سودا نہ ہوا ای زلف پریشان مہنگا

روبرو اوس لب پان خوردہ کے کچھ مال نہین
کیا ہوا اگرچہ ہی لعل بدخشان مہنگا

جان تک بھی تو اگر دیکے اوسے ای دل
نہ کہون مین کہ کیا تو نے یہ پیکان مہنگا

کیون نہ قاتل سی کرے ہاتھ لہو سے رنگین
نہین مہندی سی سوا خون شہیدان مہنگا

کر دیا آنسوؤن نے میری یہانتک بیآب
ایک کوڑی یہ بھی ہی اب در غلطان مہنگا

گر ظفر ایک نگہ پر تیرا ہو جاے غلام
چھوڑ یوست کہ نہین تجکو یہ ارزان مہنگا

ساقی ہی نشہ آنکھون مین معمول سی ہلکا
نظرون مین ہی اب طول گران بھول سی ہلکا

ہر بات مین تو ایک بھی ہی لاکھ سی بھاری
گر بات کو اپنی نہ کرے طول سے ہلکا

ہے جامۂ تکلف کا پسند یدۂ خلق
ہوگا نہ گدھا یہ کبھی اس جھول سی ہلکا

اچھا کیا مر تو نے مرے تن سے اتارا
اب کوئی نہین اس تیرے مقتول سی ہلکا

خبر تارک دنیا ہوس سے نہ سبکدوش
یہ بوجھ نہ دنیا کے ہو مشغول سی ہلکا

صرفہ نہین کاغذ کا مگر بھیجتے ہین وہ
خط ڈاک مین اندیشہ محصول سی ہلکا

دنیا مین ظفر جو ہے گرانبار جہالت
کب ہوتا ہے وہ مردم معقول سی ہلکا

نہ تھا وہ آؤ تجھ کچھ بھی قابو رات پڑ جاتا
بلا سی کچھ بھی ہوتا لیکن اوپر بات پڑ جاتا

اگر ہم روکتے یا رو نہ اپنی اشکباری کو
جہان مین تہلکہ یہ دیکھکر برسات پڑ جاتا

جانیکا دل کو غم ہی نہین اور غم مجھے
عارت بلائے گرچہ در و بام ہو گیا

رنگ شفق نہین ہی کسی مگر فلک
گرم غضب ہوا سی جو منھ لال ہو گیا

عاشق ہوا جو یار کے طرز خرام پر
آخر کو رفتہ رفتہ وہ پامال ہو گیا

وقت نظارہ روی مصفا پہ یار کے
عکس اپنی مردمک کا ظفر خال ہو گیا

کدورت دل مین ہی ظاہر صفائی گر ہوئی تو کیا
ملاپ اونسی ہوا تو کیا جدائی گر ہوئی تو کیا

ارہی نا آشنا و پھر وہی نا آشنا ہوئم
کیسی تمسی دو دن آشنائی گر ہوئی تو کیا

بنایا ہی صنم جنو انھین سجدہ اوسکو ہی
بتون کے سنگ در پہ جبہہ سائی گر ہوئی تو کیا

جوانی کیسی طاقت کوئی رک سکتی ہی پیچھے مین
کسی تدبیر سی حاجت روائی گر ہوئی تو کیا

لڑائی جاؤ ہین وہ آنکھ دیکھو اب بھی غیر و شمن
مری اس بات پر اونسی لڑائی گر ہوئی تو کیا

نہین پرواز کی صیاد دل و پر کی خطا طاقت
قفس سے ہم اسیرونکی رہائی گر ہوئی تو کیا

رہی وہی جب گزرنہ کچھ شکر و شکایت کی
بھلائی گر ہوئی تو کیا برائی گر ہوئی تو کیا

پہونچ سکتی نہین فریاد اوس مہوش کے کانون تک
فلک تک آہ کو میری رسائی گر ہوئی تو کیا

نہ چھوڑی اوس بت کافر کی ہرگز دوستی مین نے
ظفر دشمن مری ساری خدائی گر ہوئی تو کیا

جب آگے میری قتل کو قاتل الٹ گیا
مضطر ہوئی یہ سنکے قضا دل الٹ گیا

آتا نظر ہی یون فلک سیر واژگون
جیسے ہو جام زہر ہلاہل الٹ گیا

پہلو مین کل سے اپنے اوسے دیکھتا نہین
یارب کدھر مرا دل پر غم نکل گیا

دیکھی عذاب سوز محبت مین اسقدر
دل سے ہماری خوف جہنم نکل گیا

پھر خواب مین بھی ہمنے نہ دیکھا وہ اے ظفر
آنکھون کے سامنے سے جو عالم نکل گیا

غلط گوئی کی جو چپ ہو سے کچھ نہین ہوتا
بیان چپ ہی کچھ اچھی ہو کوئی کچھ نہین ہوتا

ہنسے جام لبالب بھی تو کیفیت ہو اے ساقی
صراحی کے تو خالی قہقہے سے کچھ نہین ہوتا

سہے ظلم ان ستمگارون کے کوئی کس توقع پر
کہ یان ظلم و ستم بھی تو سہی سے کچھ نہین ہوتا

مجھے بھاتی ہین اپنے نالہای زار ای بلبل
مرا دل خوش ترے اس چہچہے سے کچھ نہین ہوتا

دکھادے تو رخ نو خط پہ خط سبز کی سبزی
کہ حاصل لطف سبزہ لہلہے سے کچھ نہین ہوتا

نہین بجھنے کی دلکی آگ گرچہ میری چشمون سے
بہا دریا تو کیا دریا بہی سے کچھ نہین ہوتا

خط آئے پر بھی ہو عالم وہی اوس روے روشن کا
ظفر بے نور یہ سورج کہی سے کچھ نہین ہوتا

جو مطلب ہے کتاب عشق مین سب یاد ہو جاتا
مری صحبت مین مجنون بیٹھکر اوستاد ہو جاتا

زبان جب اپنی ہو جاتی ہو اپنے واسطے دشمن
سخن ہی اپنا حاسد مین اپنے ہی جلاد ہو جاتا

قیامت کرتا برپا عاشق شوریدہ پر کیا کیا
اگر بیدار شب کو شنکے وہ فریاد ہو جاتا

مری نالون سے پتھر موم ہو جاتے ہین پر ظالم
ترا دل اور بھی ہو سخت اک فولاد ہو جاتا

خجل ہو جاے ہو گل دیکھکر رخسار کو تیرے
ترا قد دیکھکر شرمندہ ہو شمشاد ہو جاتا

ردیف الف جملہ تمام

یہ فضل دیکھیے کہ خود بادشاہ ہی لیکن
رکھا ہی اور ون پہ بھی نام بادشاہی کا

یہ لطف دیکھیے کہ خود بی نیاز ہی لیکن
دھیان ہی اوسی بندونکی خیر خواہی کا

تم اپنے جی مین غریب اور ذلیل ٹھہرا لو
خدا ہی ایک سہ دھر مرغ و ماہی کا

کیا کسیکو جگر خستہ دوام فراق
دیا کسیکو فرا وصل گاہ گاہی کا

بھرا وہ چشم تبان مین فسوں کہ جو دیکھی
تمام عمر کری شکوہ کم نگاہی کا

جو حب آل نبیؐ اور صحابہ دل سے ہے
ظفر اوسے نہین ڈر حشر کی تباہی کا

ہے مرتبہ ہر ایک بشر کا جدا جدا
قسمت جدی جدی ہی نصیبا جدا جدا

خالی نہین جہان مین تمنا سی کوئی دل
ہر ایک مین ہی گرچہ تمنا جدا جدا

برچھی نگہ کی تیغ بھوون کی شرہ کا تیر
ہے میرے کشتہ وخون کو مہیا جدا جدا

شعلے مین بھی ہی برق مین بھی اور تیر مین
اک نور کا کسیکے تجلا جدا جدا

اللہ رے جوش گریہ مری ہر مژہ سی آج
بہتا ہے ایک خون کا دریا جدا جدا

گہ رخ کا بوسہ لیتے ہین گاہی دہن کا ہم
دونون مین ہمنے لطف جو پایا جدا جدا

خط لکھا ایک اوسنے مجھے اور غیر کو
مضمون اگرچہ اوسمین ظفر تھا جدا جدا

دہان یار کا راز نہان معلوم کیا ہوگا
نہوگا منہ سی جب تک کچھ بیان معلوم کیا ہوگا

گرون فرہاد مین کیونکر نہ ادبی بیدادے
مرا درد آسکو فی آہ و فغان معلوم کیا ہوگا

ہا یام یار طاقت پرواز تھی کسے
اے عشق تہ انا ظفر لیکے اڑ گیا

گر آیا ابر سیہ نظر ہو زمین سے اونچا فلک سے نیچا
یہ اپنا دود دل و جگر ہی زمین سے اونچا فلک سے نیچا

نہ کچھ بلندی کی ہی تمنا نہ کچھ ہی پستی کی فکر ہمکو
نہ شعلۂ برق سمجھو اسکو نظر اوٹھا کر بغور دیکھو

خدنگ جاناں سے کوئی کہدو کہ دلمین اکر ہمارے بیٹھے
چلا لگا کر یہ کیدھر ہی زمین سے اونچا فلک سے نیچا

تپا سکا کبھی تپا نا تو کچھ سمجھ مین نہ اپنی آیا
کہا یہ دستی کہ میرا گھر ہی زمین سے اونچا فلک سے نیچا

فلک کیجانب ہی چشم فرم زمین چھانکی ہین چھانکی کرانجم
کھڑا ہو دشت بام پر ہو زمین سے اونچا فلک سے نیچا

زمان نے پستی بلندی ایسی دکھائی ہمکو پس از فنا بھی
غبار اپنا جو اڑی ظفر ہو زمین سے اونچا فلک سے نیچا

تو مری لاش پہ قاتل نہین دم بھر روتا
خونکی اشکون سے ہر دن سر اخگر روتا

یون تو ہان رونیکو ہی ابر بھی روتا لیکن
نہین اس دیدۂ گریان کے برابر روتا

اے ستمگار ترے ہاتھ سے دلسوز ترا
شمع کیطرح سے جل جل کے ہی اکثر روتا

رہی تاثیر نہین آہ و فغان مین ورنہ
ہو کے پانی مری فریاد سے پتھر روتا

تجکو آتی ہی ہنسی سب بھی نصیبون کا لکھا
ورنہ ہی غیر بھی خط کو مرے پڑھکر روتا

بزم عالم مین ہم شادی و غم ہین دونون ق
ایک ہنستا ہی ظفر ایک ہی یان گر روتا

دیکھ فرا کھ سے گر ساغر مے ہنستا ہے
ہچکیان لیکے ہے شیشہ بھی مقدر روتا

دیا ظفر اُتر گیا اور ابر کھل گیا
اپنا نہ زورِ طبع نہ زورِ قلم گھٹا

جو لیکے وہان سے خط و پیغام ہی آتا
وہ کون ہے یا اوسکا نہین نام ہی آتا

جب کرتے ہین فریاد وہ کہتے ہین کہ ہمکو
کچھ اِسکے سوا اور نہین کام ہی آتا

کس روز ترا ذکر رخ و زلف زبان پر
سو بار نہین صبح سے تا شام ہے آتا

مرغان چمن کرتے ہو کیا چہچہے دیکھو
وہ دوش پہ صیاد لیے دام ہی آتا

کیون شرم سے گڑ جاہ نہ شمشاد زمین پر
گلشن مین وہ سرو سمن اندام ہی آتا

تر دامنی اوسکی ہی کہ کبھی مین بھی جو رند
تر می سے کبھی جامۂ احرام ہے آتا

غش کھاکے گرہی ہے وہین مہتاب مین پہلے
جب رات کو وہ ماہ لب بام ہی آتا

جو حق کہی ہم کیون نہ ظفر اوسکے ہون قائل
ناحق ہمین دنیا نہین الزام ہی آتا

ہم روے ایسا تونے جو ہمکو رُلا دیا
پانی مین اک دکھائی فلک بلبلا دیا

اوس شعلہ خوے بزم جہان مین لگاکے لو
مانند شمع آپ کو ہمنے کھلا دیا

ہے خاک راہ یار کی چٹکی بھی کیمیا
یہ عشق نے بتا ہمین اک چٹکلا دیا

ایسا منو کہ غیر یہ کھلجاہی مدعا
قاصد نے میرے خط اوسی جا کر کھلا دیا

سب یار کوچ کر گئے میری کھلی آنکھ
غفلت نے کیا کہون مجھے کیسا سولا دیا

تمنے کیا نہ یاد کبھی بھول کر ہمین
ہمنے تمھاری یاد مین سب کچھ بھلا دیا

جلا دیگا جہانکو دیکھہ لینا یہ دل سوزان
جو نالہ اسنے اور اک آہ آتشبار کھینچا

خطر رخسار کو تیرے جو دیکھا اے گلستان رو
قلم سب شنبلیوں نے خط گلزار پر کھینچا

ہوئی کچھہ تو دل بسمل کی اپنے صورت تسکین
تری تصویر کو جب سینہ انگار پر کھینچا

دل زخمی سے اپنے ناوک دلدوز کو اوسکی
اگرچہ کھینچتا تھا اے ظفر دشوار پر کھینچا

لب نازک پہ نہیں رنگ بسی کا اودا
صدقہ بوسے سے لب ہو گیا تیرا اودا

رخ خورشید پہ ہے ابر بہاراں سے نقاب
یار کے چہرۂ روشن پہ دوپٹا اودا

آب گریہ میں ہمارے فلک نیلی فام
نیلوفر کا سا کوئی پھول ہے اودا اودا

سر بر آلودۂ تر اشک نے خط جدول
صفحہ رو کے کتابی پہ ہے کھینچا اودا

ہے نمایاں پردۂ ظلمات میں صاف آب بقا
برمیں اوس جان جہاں کے نہیں چوڑا اودا

لکھتا شنگرف سے شبخون کا اشاہ میرے
ہاتھہ کاغذ مری قاتل کے نہ آیا اودا

ہے فلک ظفر اس دود جگر سے میری
طرفہ جام زر خورشید پہ بنا اودا

سرد مہری سی تری دل ہوا ایسا ٹھنڈا
گرم سینہ بھی بدن پر مرے آیا ٹھنڈا

تپش دل نہ ہوا کم گرچہ مرے سینے پر
رکھی صندل میں لوئی رنگ کے پرا ٹھنڈا

غم کی کھانے سے یہ گرمی ہے کہ جی چاہتا ہے
پانی اسوقت پلائے کوئی ٹھنڈا ٹھنڈا

پیکے مے کیونکہ نہ مے خوار ہو اخواری کو
جائیں صحرا میں کہ ہے وقت سحر کا ٹھنڈا

دکھاتا ہی لب خشک اپنی ہر زخم جگر میرا
ستمگر تو ورا آب دم خنجر نہین دیتا

ابھی آتا ہون اگر بات تیرے پر کرون کیا ہی
مرا خالق مجھے پر ای پری پیکر نہین دیتا

پھلی ہی باغ پھولون سے بھرے ہین ہین ہمارے
مجھے بھر بھر کے ساقی ہی کیون ساغر نہین دیتا

جواب خط تو دی دی وہ تو خط تیرے قاصد کو
جواب خط نہین دیتا بلا ہی کر نہین دیتا

ٹیرا مین کر دین لیتا ہون ساری رات بستر پر
ذرا آرام ہی سو ہی دل مضطر نہین دیتا

خط اوسپر بھی اوسکو رو رو ہے ہزار دفعہ
اگرچہ جانتی ہین سب کے وہ لیکر نہین دیتا

بلا ہی گرچہ جا بیٹھا خبر پہونچا کے جا بیٹھا
مراوان نامہ بر ایسا سر پہونچا کے جا بیٹھا

بھی حیرت ہی دل کیونکر ترے گوشہ مین جا بیٹھے
بہم اخلاص تجھ سی عشوہ گر پہونچا کے جا بیٹھا

خدنگ ناز ای ناوک فگن تیرا تو پھٹتے ہی
مرے دل مین ہی جا کو ضرر پہونچا کے جا بیٹھا

رفاقت تو نہ کی دل کی مگر کچھ رہنمائی کی
الگ مجھ سی مجھی وہ اوسکے گھر پہونچا کے جا بیٹھا

نہ پہونچا بام جانان تک اگرچہ شاخ سدرہ پر
دل مضطر بہم کچھ بال پر پہونچا کے جا بیٹھا

ہوا حاصل مجھے کیا تو کنار رنجبرین ظالم
کنار گور کے مجکو اگر پہونچا کے جا بیٹھا

گیا تھا دلکو کیا پہونچانے اپنے کو دی زیرین
کہ بین تو آپ ہی اوسکو ظفر پہونچا کے جا بیٹھا

مقابل جب تیری آئینہ شانہ روبرو ہوگا
تو حیران و پریشان اک زمانہ روبرو ہوگا

نگاہ ناوک افگن تیر دل پر ہی سنبھالے
نشانہ تب لگیگا جب نشانہ روبرو ہوگا

پھنسا گا ہی دل کیونکہ دام زلف مین کافر
نہ در گوش ہی گر آب و دانہ روبرو ہوگا

نہ ظفر کو نیند آئیگی نہ اونکے ہمنشینونکو
بیان کر عشق کا میرے فسانہ روبرو ہوگا

ملا یا دل ہی بادل کیا گرج کر دیکھا ہی سا ۔۔۔ یہ پیل مست پیل مست سے چنگھاڑ کر چمٹا
تری دامن سے چمٹیگے مری ہار سر تربت ۔۔۔ نہ نیچ جھاڑ اپنے دیکھ دامن چھڑ کر چمٹا

ظفر نے آستان چھوڑا نہ اے پردہ نشین تیرا
رہا در سے ترے دربان وہ کھڑکا رکر چمٹا

نہ تحقیق ایک مرگ عاشق دلگیر کا دن تھا ۔۔۔ کوئی تبلاتا جمعرات کوئی پیر کا دن تھا
ہوا سے لوٹتے تھے تو یہ مینا ہی حباب آسا ۔۔۔ یہ روز ابر بھی ساقی عجب تاثیر کا دن تھا
بہت تھا نار ہمکو آج اپنی سخت جانی پر ۔۔۔ میان یہ امتحان برش شمشیر کا دن تھا
ہوا جس روز یہ مفتون تھا اس چشم مفتن پر ۔۔۔ وہی دن اس دل صد پارہ کی تدبیر کا دن تھا
فقط کیا زلف تھی اسکی اندھیری رات تلمس ۔۔۔ رخ روشن بھی تو اوس عالم تصویر کا دن تھا
پہونچنا چاہی تھا جلد تجکو جان بلب تھا مین ۔۔۔ نہین یہ آج ہی عیسی نفس تا خیر کا دن تھا

کہا جو چاہا اوسنے اور کچھ منہ سے بولے تم
ہی خاموش کیون اب اے ظفر تقریر کا دن تھا

وہ نہ ہی مے مین نہ ہی وہ مے پرستی مین مزا ۔۔۔ جو نگاہ مست ساقی کی ہی مستی مین مزا
دل گرفتہ ہی برنگ غنچہ رہنا خوب ہے ۔۔۔ ہنسکے یا گل نے کیا گلزار ہستی مین مزا
خاک اوڑانی تھی اوڑائی نہ پستی مین مزا ۔۔۔ نے بلندی مین اوڑایا کچھ نہ پستی مین مزا
ہی ستمگر نیچ تو مژگان کے مجروحون سے پوچھ ۔۔۔ کیا ہی زخم کاری تیغ دو دستی مین مزا
دیکھ ہی کیا ابر باران ساقیا دی بھر کے جام ۔۔۔ مے کے پینے کا ہی اس بدلی برستی مین مزا

زاہد اکہتا ہی تو رشتہ تسبیح جسے
یہ بھی ہی دام فریب اور تری فن کا تاگا

سانپ بن نیکے مجھے کاٹتا ہی بن تیری
شب ہر اک لیتر اندوہ و محن کا تاگا

مرغ دل جا کہان جکڑ پڑا گردن مین
ہمد عشق بت صید فگن کا تاگا

کہکشان کہتے ہین جسکو وہ نظر آتا ہے
اے ظفر جامۂ گردون کہن کا تاگا

دور ابھی تار جو ساقی شراب کا ٹوٹا
نشہ بھی ساتھہ ہی رند خراب کا ٹوٹا

بہم شکست و درستی ہی قید ہستی مین
دہین بناؤ مین ساغر حباب کا ٹوٹا

ہزار ابر گہربار کا بھی زور گھٹا
نہ تار اشک سے چشم پر آب کا ٹوٹا

جو ٹوٹا ہاتھہ سے ساقی کے آج ساغر مے
تو مست بولے کہ جام آفتاب کا ٹوٹا

شکست دل کا لگا حال مین جو لکھوانے
قلم دبیر کتابت مآب کا ٹوٹا

سرود نالہ کے آگے ہی ہیچ ایسا
کہ تار رہے ترہی مطرب رباب کا ٹوٹا

نہین ہی رنگ شفق آسمان پہ پھیلا
ظفر یہ شیشہ ہی صہبا ہی ناب کا ٹوٹا

ابرو کا تیری تب جو اوسے کچھہ خیال تھا
کیا کیا فلک پہ رشک سے گھٹتا ہلال تھا

دیکھا جو ماہ کو ترے عارض کے روبرو
بے رونق اپنی آنکھون مین اوسکا جمال تھا

ہلتے وہان صبا سے جو زلفون کے بال تھے
یان پیچتاب رشک سے چلنا وبال تھا

ہوتا نہ کیونکہ ای مہ کامل مجھے زوال
باعث ترے زوال کا تیرا کمال تھا

آمد و رفت عدو ہی اور بھی افسوس ہی
اور وہان سے ہمدا اپنا آنا جانا ہو گیا

دیکھکر وہ پنجہ مژگان نہین زلف آتا ہی ریف
کیون نہ اپنا ہی دل صد چاک شانا ہو گیا

آب و دانہ گرچہ ہین کنج قفس مین کیا ہوا
اشک و لخت دل ہی ہمکو آب و دانا ہو گیا

چوتھی ہین ہم جو آنکھون سے صنم اپنے لیے
سنگ اسود تیرا اشک آستانا ہو گیا

تجھسے اے جان جہان کی جب سے ہین نے دی
کیا کہون دشمن مرا سارا زمانا ہو گیا

قصہ فرہاد و مجنون سے زیادہ اے ظفر
درد عالم عشق کا اپنے فسانہ ہو گیا

ردیف بای موحدہ جلد اول

نیست از انجم شب تاب چراغان شب
مگر او خندہ نمایان شدہ دندان شب

شب ہم از کاکل شکین تو سودا دارد
کہ شد از کاہکشان چاک گریبان شب

دل بشوق رخ و زلف تو چنان گشت غریب
کہ نہ سامان سحر و ماند و نہ سامان شب

زلف شبرنگ بر خسار تو پیچید ہر روز
صبح عشاق سیہ بخت بدامان شب

صبح ہجر ش ظفر آورد بلا روز سیاہ
بود در منزل آن ماہ کہ مہمان شب

کیا ہمسے کیا نباہ کیا خوب
صد آفرین اونکو واہ کیا خوب

آن نہ آن پھر وہ شب کو
یا صبح دکھائی راہ کیا خوب

ہو غیر کے گھر مین روز جاتے
یان آتے ہو گاہ گاہ کیا خوب

یارب مین داغ کھاکے سراپا تمام شب
جلتا ہون مثل سروچراغان کیا سبب

ای چشم یہ تو چشم نہ تھی تجھسے مجھکو تو
برپا کری ہی نوح کا طوفان کیا سبب

طفل سرشک تو تو مرا نور دیدہ ہی
مژگان کا میری چور ہی دامان کیا سبب

چاہت سی تھا نہ دل تو کبھی آشنا مرا
پھر کیون ہی غرق چاہ زنخدان کیا سبب

سمجھو سی جا ظفر کے نہ اوٹھکر تو میری جان
کیون بیٹھتا نہین ہی تو اک آن کیا سبب

دل تیرا کیلیے نہو اشوخ و شنگ آب
ورنہ پیارا ہی ہوتی ہین گریہ سی شنگ آب

کرتی نہین ہی شمع مرا حال دیکھکر
آتش کا ہوگیا ہی یہ زہرہ پلنگ آب

خط سی نہ کمر ہو کیونکہ رخ یار کی چمک
جاتی رہی ہی آئینہ کی زیر زنگ آب

یون خط سبز کے ہین تصور مین اشک سبز
کائی سی جسطرح کہ بدل جاے رنگ آب

عارض پہ تیری ہو عرق افشان مجھی جو لیکر
پھر جاے ایک پل سر ملک فرنگ آب

مین تشنہ لب ہون جام شہادت کا ہمدمو
آتی ہی مجکو پینے ہوی عار و ننگ آب

مژگان مین لخت دل ہی کہ شیر نیستان
آتا ہی دیکھو پینے کو بالای گنگ آب

تو جلد جام حلقہ جوہر سے دے مجھے
اس اپنی آب تیغ سی ای خانہ جنگ آب

دل کی ظفر ہی کچھ محبت مین زندگی
یان یعنی سچ ہی یہ کہ ہی جان نہنگ آب

خال رخ سی ترے قطرہ ہین پسینے کی قریب
یا دھرے ہیرے ہین نیلم کے نگینے کی قریب

کیونکر دل موم ہو ان آہن سنگین دل کا
ہو گئی ہے مری فریاد جگر سے پیدا

جبہۂ خاقت سے یوں دست ستمگر سے
گھر کے آرام کا اسباب ہے گھر سے غائب

نظر عالم سے چنان کیوں نہ ہو خاص
جو کہ حاضر ہیں ادھر ہیں نہ اودھر سے غائب

پردۂ غفلت کا پڑا دل پہ اسی کے دم سے
وہ تو اک لحظہ نہیں ہیں ہم دم شر سے غائب

کر گئی دلکشی چشم پر افسوں کا فسوں
طرفۃ العین میں ہے نظر سحر سے غائب

گر ہو بہر صرصر چشم اوسکی خاک و نصیب
سارے ہی تخم زمین انکے کیوں یا و نصیب

زور سے ہوتا ہے کوئی وصل ہمیشہ نصیب
ہوں تو ہی طالع نہ جنتک زندہ اور نصیب

پھوڑ پتھر سے نصیبو نکو رائیگاں
ہوگا اس غار اشکافی سے تجھ پر نصیب

ہوئے حق میں تشنہ کاموں کے وہ آب مردی
ہاتھ سے تیری جو ہوا تیغ خنجر نصیب

جام جم کی اوسکی نظروں میں کیفیت ہی
ہو وہ چشم مست ساقی کی جسے ہاتھ نصیب

آپ کو پہونچیں وہاں تک الٹی پڑتی ہو
آج ہم بھی زمیں اے دل مضطر نصیب

دور رہا جب تک بہر صورت رہا حیرت زدہ
صورت آئینہ یاں جسکو ہو جوہر نصیب

خاک ہو کر بھی گئی گردش نصیبو نکی آہ
خاک کو اپنی بگولوں میں ہوا چکر نصیب

ہیں تمنا کی انکھیں تو تیری خواہش دیدار کی
اوسکو دیدار ہے جسکو ہو ترا گھر نصیب

ہست اور نابود آسودگان خاک کو
اک ذرا راحت ہوئی ہے انکو اے گر نصیب

آتے آتے آئے میرے در سے پھر جاتے وہ کیوں
اے خطا گشتہ بر ہو جاتے نہ میری گر نصیب

زیرِ محراب ابرو ہیں وہ انکھیں بند ہیں
آؤ مسجد میں ہیں کیوں پیچھے پیئے خوار شراب

ہم پیئیں خونِ جگر کیونکہ تمنا ہی نہیں
کوئی پیے ہو کہ جو ہم صحبتِ اغیار شراب

فاقہ مستی کی مزہ پوچھ کوئی مفلس سے
پیتے اس لطف سے ہیں کاہ کو زر دار شراب

مے کشی کا ہے یہی نرم محبت میں مزہ
دل عاشق ہو کباب اور لبِ یار شراب

دیں عرق کھینچکے کتنے ہی نصیحت ہو ولے
پیے بے جب تک نہ تری چشم کا جیا نیمخواب

کیا اثر تیرے جامِ بلا نوش کا ہے
پر گری پانو سے گر کر نہ گنہگار شراب

ناصحا گوشہ نشیں بھی ہے ریاکار شراب

اے ظفر ترکِ بلا نوشی اولیٰ

ردیف باءِ موحدہ جلد دوم

جہاں سے دل لگی باہر دو نونکی دو جانب
لگی ہے دل جو اس میں ان کے ابرو نونکی دو جانب

نہ بولا منہ سے وہ ہم سے نہ ہنس کر ایک پل بیٹھا
رہی اک ٹکٹکی تو دو میرے دو نونکی دو جانب

ادھر تاکیوں کے رخسار دن کے تو یہ نور ہوتے ہیں
خفالت کیا ہے اے سیمبر دو نونکی دو جانب

مرا دل اور جگر چھیدے ہے مژہ تیغ دو دم سے
رہے بھینکے یہ پیان گر کا نکدو نونکی دو جانب

نہ مرتا کوہ میں فرہاد دشت میں مجنوں
نہ لیجاتی اجل دونونکو گر دو نونکی دو جانب

وہ دیکھے آئینہ اور ہم اوسے یہ کیا تماشا ہے
کہ ہے اک جلوہ منظور نظر دو نونکی دو جانب

نہ جائے تبکدہ کو برہمن ترے تیغ کھیے کو
محبت گر ہو ورے راہبر دو نونکی دو جانب

ہیلون نے کہا کہ تم پوچھتے تھے مجھسے فریب | اسنے کہا کہ دنیا مین سب سے فریب

جام مے دے کے ہمین کہتے ہو لو سلام | ہاتھ ہوا دیتے ہو آپ بھی جم جم سے فریب

جان کر ماہیہ بوسے کو لگینے پائے | کھا گئی شب کو ہم اوس طرہ پرخم سے فریب

غیر کیا دیگا فریب آن کے لاحول ولا | بھاگے ہے صورت شیطان رجیم آدم سے فریب

پوچھا محرم ہین ہی کیا کہتے ہو کچھ بتلیں کیا | [illegible] محرم سے فریب

کوئی ایسا ہی مرشد و عالم ہو ظفر
اوسکا چلتا نہین تجھپر کسی عالم سے فریب

ردیف بای موحدہ جلد سوم

ہمارا اور عالم ہمکو اس عالم سے کیا مطلب | کسی سے کیا غرض ہمکو کسیکے کیا مطلب

تماشا سیر عالم ہے دیکھو بنا غور مین | ہمین آنکھون کی ساقی ہمکو جام جم سے کیا مطلب

جراحت مین مرے کچھ لون چین پیسکر مرہم | کہ ہے یہ زخم عاشق کا اسے مرہم سے کیا مطلب

عرق آلودہ عارض تیرکے دیکھون ہے گلستان | مجھے کیا کام گلشن کی گل و شبنم سے کیا مطلب

سیہ بختی ہی اپنی اس بلا کے بیچ مین آیا | وگرنہ دلکو میرے زلف خم در خم سے کیا مطلب

جو جو کچھ کہتا ہے وہی جی چاہے [illegible]
رہا اونکو ظفر پھر فکر بیش و کم سے کیا مطلب

ردیف بای موحدہ جلد چہارم

کبھی جو بھیجتے ہی ہین وہ نامہ تو ہمین جواب | تو لکھتے ہین ترے خط کا نہ ہوگا تو ہمین جواب

ردیف بای فارسی جلد اول

آپکی خاطر سے ہم کہتے تھے ضبط اضطراب
دیکھکر چیتا ب ہوگا اور گھبرائینگے آپ

گونجا ریگی سواری آپکی غیرون کے گھر
گھوڑی کاغذ کے پہیون سے بیٹھے دوڑائینگے آپ

دل اداسی بھیجکر زلف مین کوئی سلجھتا ہی ظفر
اور اوجھیگا زیادہ جتنا سلجھائینگے آپ

بے پیے جسپر خ ہی اک برسیر کین آپ سے
سر پھرا اوکسیکا تو نہین آپسے آپ

ہے یہ خاکی بھی کوئی ہر عاشق خیات
ورنہ کب آتی ہی لرزش مین زمین آپسے آپ

ہوگئے ہیں وہ کیون چین جبین آپسے آپ
[illegible] آپسے آپ

محبت برکشد اگر ہو [illegible]
[illegible] آپسے آپ

دیکھی گھر سے نکلنے مین جو تمنے تو یہان
[illegible] آپسے آپ

عشق چمکائے اگر داغ الم کو اپنے
ہووے ہر کشور دل زیر نگین آپسے آپ

کھینچین ہم کلک تصور سے جو تیری تصویر
بولے ہوو ہر نگین دیکھے جین آپ سے آپ

گر محبت ذرہ دل کی صفائی مین اثر
پھر نہ ہونے کا اوتھین ہوگا تھین آپسے آپ

کیسی تدبیر ظفر جب وہ کرے اپنا کرم
کام بگڑے ہیں بنے جاتے ہین یونہین آپسے آپ

کیا ہو الجھے کشیدہ وہ گر آپ سے آپ
کشش دل اوسی کھینچے گی ادھر آپسے آپ

اوس دل آزار کا کیا جائے کیا ہو جسے
دل اوسکا کہا ہی طرز دوروبہر آپسے آپ

ہے ابھی رات کہان جائے ہی ماہ لقا
بولی اوٹھا ہی یونہین مرغ سحر آپ سے آپ

جو ہمکو دو حرف ہوگے لکھتے تو پہروں تم دل مین سوچتے ہو
یہ کیا کہ غیر کو خط پہ خط ہو ہمیشہ صاحب رقم چھپا چھپ
تفس کی ہے جو کہ آمد و شد بغور کر سیر اسکی غافل
کہ دیکھتے ہو رہی ہی کیونکر رہ وجود و عدم چھپا چھپ
خدا بچاوے کہ ان لٹیرون کو یا وہ لپ چھپ ہے کیسی بلا کی
کہ لے ہی جاتے ہین دین و ایمان کو ٹوکر یہ ہم چھپا چھپ
رہے نصیب اونکی عاشقون سے کہ بے تامل رہ وفا مین
اوڑا دی سر ایک دم مین سب کے وہ لیکے تیغ دو دم چھپا چھپ
ظفر ہزار آفرین و تحسین کہ وہ کیا خوب اس غزل مین
لکھے ہین اشعار عاشقانہ اوٹھائے تو نے قلم چھپا چھپ

ردیف بامی فارسی جا جا یا م

جانتے ہین جب سے ہمکو دوستی خواہندہ نین آپ — ہم نہین زندہ گر آپ گفتہ ہین زندہ نین آپ
حضرت دل دیکھیے کیا عرض دلکا ہو تنگ — نشتکاری محبت کی ہین کاردونین آپ
ہو سنے کس کس لطف سے خبر شکر خندی کی — شیخ جی تشریف فرما ہوین گر نہ نین آپ
مطرب لکو سرہ نجم تو کرنی دو شروع — نالہ و فریاد بلبل بینگے ساز و نین آپ
ہو سرا دہر مین ہے اغا فلر مہمان طریق — جاؤگے پھر ان جہان تھے پہلے پابند و نمان آپ

یار کی باتون کا رین ظفر لکھتے ہو وصف
ہین عجب مضمون رنگین کی نگارندونین آپ

نہ اگر تو دکھائیگا صورت — دیکھیو ہوگی اپنی کیا صورت
جب کہا میں نے مین مؤا تو کہا — مرنے والون کی دیکھا صورت
گر یہ ہو سمت قبلہ حاجت — تیری اوس سمت بھی ہے ہوا صورت
شمع ہے بیشہ عاشق بیزار — چپکے چپکے روکے رہا صورت
آئینہ خانہ زمانہ مین — ہے ہر اک اپنا آشنا صورت
وہ ہے بے مثل ہے مرا قاتل — دیکھو سب مین ہے انوکھا صورت
اوس کی صورت کو دیکھنا ہے ظفر — مین جو روتی ہون اشک وا صورت

[illegible]

مست سب جام کی ہے ساقی مخمور کی بات — سوجھتی یعنی نشے مین ہے بہت دور کی بات
دار پر کھینچو و یا قتل کرو جیسے تم — تم پہ ہے کچھ نہ چلے گی یہ ہنر کی بات
بچا رہا کر جو چلے ہو کہ سنوگا چنگا — تلوار کی ہے یہ اوس ابرو کمان ہوا سے ابرو
پیارا پیارا ترا جیسا کہ ہے انداز کلام — کر شہائی نہین دیتی ہے ہنر کی بات
پیر ہے آتا نہین ہے مین غریب و بیزار — کہ پری کا ہے سخن ایسا نہ ہو کی بات
بھید من مقدور نہین یہ تو ہے تقدیر کی بات

دولت حسن کا ہے جب سے ظفر اوسکو غرور
خالی از غرہ نہین کچھ بھی غرور کی بات

خلق کے دلمین اثر کیون نہ کرے تیرا سخن
سچ ہے واللہ ظفر ہے ترا تاثیر کی رات

ردیف تائی فوقانی جلد دوم

خواہ سو جمعی کی اور خواہ ہو اتوار کی رات
کسے مشکل ہے ہی ظالم تری یہ رات
نہ دیا سونے خدا نے تری مژگان کی مجھے
شب فرقت میں ہمیشہ تری بیداری ہے
مارا شکوہ کا جو یا سو خطا تھا مری انکھون نے
ہر قدم ایک لڑی تھی تری رہگذار کی رات
کس مصیبت سے بسر ہوتی ہے ہمسے یہ جیو
حشر کا دن ہے ہمین فرقت دلدار کی رات
ہے گمان خواب کہ وہ خواب مین دیکھی مجھکو
کبھی آنکھون مین ہے جسنے کشی دیدار کی رات
گذری اسطرح سے غفلت مین جوانی اپنی
جیسے مستی مین گذر جاتی ہے خمار کی رات

ہو دشمنی ناہ کی ہو گردا گرد کھلا ہے
اے ظفر تاب ذرا لانے وہ رخسار کی رات

بسکہ طبع جو ہو سیری اک جہان کو بات
بھلا وہ بھی دس شوخ بدگمان کو بات
لگی ہے کان مین جب سے تیری کان کو بات
کہے ہے کیا وہ خدا جانے لگ گئے کانکو بات
دکھا نہ رنج مجھے اپنی تو جدائی کے
نکالی اور کوئی سیر اتنا کو بات
کہا پہیلی محل نشین نے مجنون سے
کہ راز کی نہ معلوم سارہا نکو بات
یہی اک آئی ہے اوس شوخ بدگمان کو بات
کسے تو کہتی ہے عاشق کو بھول جاتا ہے
وہ دیکھتے ہی تمہاری اوہ آنکو بات

دُرِ دندان ترے نسبت نہیں کہتا ہے تنگ گل
گو دہان غنچہ میں ہوں کو ہر تبسم کے دانت

عشق اوس آہو نگہ کا ہے قوی دست استقم
مارِ گرسنہ پر طمانچہ ہے ہر ضیغم کے دانت

اوس مژہ کو دشمنِ عالم نہیں کہتا کیوں
بستا ہے یہ ہمیشہ سر پہ اک عالم کے دانت

کان کے بالے کو سونی دیکھ بالوں میں نہیں
ہیں یہ اوس مار سیاہ زلف خم در خم کے دانت

سامنے آ مرے گر عشق کے میدان میں
کھٹے کر دوں ابھی دم میں ترے ستم کے دانت

ردیف تامی فوقانی جلد چہارم

جواب دو مجھے تو سب ہے بات بات میں
کریں جو ہم تری دوری میں یاد دریا

سنیں نہ کان ملاحت اگر کہیں کچھ ہم
لگا کے کان ہمیشہ سنے غریب کی بات

کرو وہی کہ جو کرنا ہوا یکو منظور
مگر سنا تو کرو تم کسی غریب کی بات

کلام اشرف و ارزل میں فرق ہے کہ کہا
صدائے زاغ میں آواز عندلیب کی بات

مجھے ہو ڈر کہیں ایسا نہ دل بتا آپ
عدو کے سامنے کہہ بیٹھے کچھ حبیب کی بات

مطلع ثانی سے شیریں تر آفرش پائی
جو پہلے تلخ سمجھتے تھے ہم حبیب کی بات

گو نظر بازی میں طاقت ہے ہمیشہ دیکھے
پر نظر میں دیکھی کم اور عیب میں دیکھی بہت

مرہم داغ دل دیکھو خاتمِ عمری ہے
جسے ہوں اس سے محبت کنعان میں دیکھی بہت

تیری گلی کی خاک تری خاکسار کو
ہو کاش بعد مرگ بجا غیر دوست
کیونکر نہ میرے قتل کا دین تجھکو مشورہ
دشمن جو میرے ہین وہ ہین تیرے مشیر دوست

دشمن ہی کیا ہین چشم حقارت سے دیکھتے
رکھتا ظفر نظر مین ہی ہمکو حقیر دوست

وہ تجھے حق نے دی صنم صورت
ہے نہین کوئی تیرا ہم صورت
ہم تو ترسین جمال کو تری
دیکھے آئینہ دم بدم صورت
نہین پاتی ہی تیری صورت تجھکو
بولے اللہ کی قسم صورت
چڑھتا ہی مہر کا تپ و لرزہ
دیکھکر تیری صبحدم صورت
رفتگان عدم کی پھرتی ہی
اپنی آنکھو نمین دمبدم صورت
ہو گئے ہین مریض غم یارو
دیکھکر چاندسی وہ ہم صورت
ہاتھ مانی نے اپنے چوم لیے
کھینچکر تیری اک قلم صورت

دشت گردی مین بھی ظفر اپنے
روبرو ہے وہ ہر قدم صورت

نباجو تجھسے نبی اپنا کاردست بدست
کر رکھکے مُنھ نہ غفلت شعار دست بدست
کہان نصیب کہ گلگشت صحن گلشن مین
ہمارا تیر جو ہو گلعذار دست بدست
بدست پیک صبا اؤ بدست قاصد اشک
پہونچتی سب سے خبر تا پیار دست بدست
ہین دشت مین مجنون سے سو قدم آگے
کہ بھاگ مارے ہم لاکھ بار دست بدست

ردیف تائی ہندی جلد دوم

ظفر اپنے

ردیف ثائی مثلثہ

ثواب الفت خوبان تذہ ہے کھونٹ

ردیف تائی منتخبہ جلد اول

جرعہ ہی کا تو زاہد کو گمان ہے حوصلہ
مست ہو جاوے اگر لیوے ذرا ساغر کو چاٹ

کان کے آویزہ لعلین یہ کب ہی زلف مار
سانپ پتھر چھپا ہی لیتا ہی پتھر کو چاٹ

وہی اگر اکسیر بھی کوئی تو وہ کھاتا ہی کیا
جسنے اکبار ہی لیا ہی تیری خاک در کو چاٹ

دل مین کیا چھوڑیگا غم ہی پاوے سکو لگ گئی
یہ جیوڑا نا دیکھا جائیگا تو سارے گھر کو چاٹ

وے چکا بوسہ لب شیرین کا وہ بیکل ظفر
ہونٹھ اپنے کرکے بادا وس لعل جان پر کو چاٹ

ردیف تائی ہندی جلد چہارم

ساتھ غیرون کے پیو تو بادہ عشرت کو گھونٹ
اور ہم تجھ بن پینگے خون جگر کے گھونٹ

تلخ باتین سنکے تیری ہم سہی جاتے ہین ہم
اسطرح سے ای شکر لب سبطرح شربت کے گھونٹ

منھ مین زاہد کے ابھی بھرے ہین پانی گر گیا
ہین شراب عشق کے کیا واہ کیفیت کے گھونٹ

ای گریبان دیکھ یہ ٹکڑے اوڑا دیگا ترے
تو گلا کر کیون نہ اس وارہ وحشت کے گھونٹ

پیکے قلیان اپنا ہر دم غیر کو اونہی دیا
میرے ہاتھ آیا تو کوئی بعد اک مدت کے گھونٹ

اب جیوان کے بھی بہتیرے بیمار کو
ای مسیحا تیری زہراب نعم الفت کے گھونٹ

جام ہی اور ونکو ساقی وہی ہی بھر کر پے بہ پے
ای ظفر اپنے نصیبون مین وہی قسمت کی گھونٹ

ہی عجب اوس بوسہ لعل لب شیرین کی چاٹ
پر گمان قسمت مین آیا اس عاشق غمگین کی چاٹ

آپ زخم کو کبھی نا بدنہ ہرگز منہ لگا
ہے خوشا کہ وہ فرہاد اوس بت بیدین کی چاٹ

وہی پیش آئیگا لکھا ہے جو پیشانی مین
نامہ کرتے ہو ظفر تم اوسی تحریر عبث

ردیف ثانی مثلثہ جلد دوم

کہدو ناصح سے کہ پھر جائے نہ بان اوسی عبث
مین سمجھتا ہون کہ نین مجکو سمجھا ہی عبث

نہین امید کہ تو خاک پہ بھی آکے کبھی
کیون کوئی تیری لیے خاک مین ملجا ہی عبث

کیا نہ تھا پنجہ مژگان مرا سلجھانے کو
موی زلف آپ ذرا تونے سی جو سلجھا ہی عبث

دل سی کہدو وہی ہوویگا جو ہونا ہوگا
ہوگا گھبرا ذرا سی اتنا نہ گھبرا ہی عبث

دل ذرا پھیرا تو اوسی شوق سی مارے بازی
زلف کا زری پر مجھپہ نہ بل کھا ہی عبث

اوی کماندار ذرا تم کے نہ دیکھا تو نے
دیر تک صید محبت ترے چلا ہی عبث

جانتے ہو کہ وہ مجھسی ہی کشیدہ خاطر
ہمشینون اوسی تم کھینچکے یان لا ہی عبث

غیر کا سر تری زانو پہ ہیگا یونہین
سر کوئی سنگ سی ٹکرا ہی تو ٹکرا ہی عبث

نہ کیا کام کچھ ایسا جو وہان کام آتا
کھوئی یان عمر ظفر تونہین ہای عبث

ہین یہان رنج کے اثنا خوشی کی باعث
اشک آنکھون سے ٹپکتے ہین ہنسی کے باعث

عجب آباد ہمین عالم نظر اللہ کا
دیکھین اون دانتونمین رہتین جو ہنسی کے باعث

ہول دل سمجھو مجھی خواہ تباؤ خفقان
ہی یہ جو کچھ ہو تمھاری خفگی کی باعث

تیرے خنجر سے نہ رکھا آب دم تیغ ترے
خشک لب جاتے ہین تشنہ لبی کے باعث

سن تو لیتے ہین مرا حال جو کچھ کہتا ہون — اوسکا برہم مری جانب سے ہر چند مزاج
آگیا چشم کی بیمار کا دم آنکھون مین — تونے پوچھا نہ کبھی کیون ہے کسلمند مزاج
ہون وہ دیوانہ کہ مجنون بھی ادب سے جن مین — پوچھتا مجھ سے ہے فرہاد کہ فرزند مزاج
بوسہ ہائے لب شیرین کی جسے چاٹ لگی — اوسکا مائل نہو سو شکر قند مزاج
تیری آذی ہوئی خوش نہ طبیعت ظفر — بلکہ رنجیدہ ہوا سنکے تری نیند مزاج

اے ظفر جسنے کیا قطع تعلق سب سے
چاہتا اوسکا کسی سے نہین ہوند مزاج

مین کیا کہون اوسکی جدائی کا غم و رنج — ہے میرے لیے ساری خدائی کا غم و رنج
چھوٹا بھی قفس سے تو کہان طاقت پرواز — ہے مجکو بڑا اپنی رہائی کا غم و رنج
پوچھو کوئی غم کھانے کی عاشق سے حلاوت — رکھتا ہے مزا کیا یہ مٹھائی کا غم و رنج
گہ روٹھتے ہین گاہ وہ ملتے ہین اب اوسنے — نے صلح کی شادی نہ لڑائی غم و رنج
اوس در پہ نہین مجکو رسائی تو بلا سے — لیکن ہے رقیبون کی رسائی کا غم و رنج
کیون آنکھ دکھاتا ہے ترا حلقۂ گیسو — ہے دلکو اسی چشم نمائی کا غم و رنج

ہر دم ظفر اک تیغ الم کھینچکے دل پر
کیا ہاتھ لگاتے ہین صفائی کا غم و رنج

ردیف چہارم تازی جلد چہارم

اے دل وہان در کسی مہ پر کو بھیج — بھیجے اگر تو قاصد لخت جگر کو بھیج

کارروان عمر ما ہر دم رواں — لیک گرد کارواں ہیچ ہیچ ہست ہیچ
بے جماعت دولت دنیا و دیں — در نگاہ عاشقاں ہیچ ہست و ہیچ
از برای ہیچ ہیچ اے دل مپیچ — کین خیال این و آن ہیچ ہیچ

گر نہ بیند جلوہ بینش ظفر
این تماشائے جہان ہیچ ہیچ

دل مرا او بجھا ہوا ہی یار کیا لوٹیگا — کیا تماشا ہی کہ اک عالم ہی جو جا لوٹیگا
چشم ما بسل دیکھ جسکو مائل حیرت ہوئی — یہ چلن کے گل نہی ہین سیر کیا لوٹیگا
جسطرح آئے نظر گرداب مین بھی ہین حباب — یون دکھائی دیتے ہین موتی کیا لوٹیگا
رو بر رو ہوتے ہی دم نکلے ہی نفع صور کا — کیا قیامت شور ہی یارب کہ مرنا لوٹیگا
یان تلک صحرا نوردی مین نے کی ہی بیخبر — ہین خلیدہ سیکڑون کانٹے مجھے لوٹیگا
جی جلاتے ہین سدا شعلہ رخان ہر یکے — بیٹھ مستانے تا لون آتشی ہمکا لوٹیگا
دیکھہ سیل اشک کو نظر زمین دم نے کہ — کس طرف سے دیر آیا آب تا لوٹیگا
کب تلک آتی ہی میرے جب کبھی اک آہ گرم — دیر تک رہتی ہی سوزش سے تنور تا لوٹیگا

آپ کا چوری ہی جانا کھل گیا شاید ظفر
آج جو جا ہو رہا تھا اونکے گھر والو نکے بیچ

ہار گیا گل کا جو یون رنگ کا ساتھی کے بیچ — آہ صبا کیا خبر اڑتی ہی پھرتی کن کے بیچ
دم مین دم میرے نہین جان نہین جاتی تک — زلف کیا کہنی ہی جھمکے ہی ترے کاکی کے بیچ

ردیف ب
فارسی جلد سوم

گل جو پہنچے نہین جامہ مین سماتے ہین صبا — آیا یا باغ مین وہ غیرت گلشن سچ مچ
ابھی مرجاؤن اگر جاؤ یقین ہو کہ وہ شوخ — آئیگا گور پہ میری پس مردن سچ مچ
یون ہلی زلف ہوا سے کہ ڈرا میرا دل مین — کاٹ کھائیگی ابھی اور نہ ہے ناگن سچ مچ
جب ہنسی کی ہے تو ہونٹون سے لب نازک کے — برگ گل بنگئے برگ گل سوسن سچ مچ

[illegible] — ظفر
[illegible] — برہمن سچ مچ

مجھ مین جو کا فہین ہے پہ ترین چار پانچ — مجھ سے گئے برس وہ گذرتین چار پانچ
جیسا کہ آسمان ہے ہو پہ آتا سا ایک — ایسے ہین میرے داغ جگر تین چار پانچ
ہین ہمسے وہ بچھڑے ہوئے لیکن ہم الاسنی — [illegible] ہین چار پانچ
ارواح تین خلط ہین چار اور حواس پانچ — ہین پیٹے رفیق بشر تین چار پانچ
ہین دوست گر بہت سے اپنے ایک دو — اور کم سے کم عدو ہین اگر تین چار پانچ
رہتے ہین روز کوچہ مین قاتل ترے ہمی — دو تین چار لاشے تو مر تین چار پانچ
خالی نہین ہے عیب و ہنر سے کوئی بشر — لیکن ہزار عیب ہنر تین چار پانچ

بارہ امام ہی سے ہے اسلام کو قیام
ہین یہ ستون دین کے ظفر تین چار پانچ

ردیف جیم فارسی جلد چہارم

دل ہوا ناوک مژگان کا نشانا سچ مچ — آگیا تمکو تو ہان تیر لگانا سچ مچ

باغ مین جلوہ تمھارا دیکھکے خط سبز کا
منہ اوپر ریحان کے کھولا زہر کھایا ہوگا

محو نظارہ رہیگا اپنی صورت کا ذرا آپ
آئینہ یار دادسی تمنی دکھایا ہوگا

بوجہ قرکان سے کب رکتا تھا یہ طفل اشک
آفرش ہر پلک طوفان کیا ہوگا

بنگیا ہے سر بسر سینہ مرا آتشکدہ
سوز الفت نے مرے دل کو جلایا ہوگا

چاہ مین اوس یوسف ثانی کے یار نے کیا
ہائے کمبختی مجھی دل نے دبایا ہوگا

ہم نہ کہتے تھے خضر دل مت لگا ہر ایک سے
دیکھو یہ اوسکا مزہ آخر کو پایا ہوگا

ہم مانتے ہین کب کسی غمخوار کی صلاح
اپنی وہی صلاح کی جو یار کی صلاح

اوس بیوفا کی ہوسکی ترک دوستی
یہ ہمنے اور دل ہی نے کی یار کی صلاح

مرجائے نہ ہو جیسے منت کش مسیح
اب تو یہی ہے اپنے ستمگار کی صلاح

کاکل نہین دل پھنسے ہے گرفتار زلف مین
فرمایئے جو اسمین ہو ہرکار کی صلاح

انکار وصل کیونکہ ہو تیر امشورہ
ہے اونسے جو دین کبھی اقرار کی صلاح

ٹھہری تھی اونکے آنیکی پھر آج اسطرف
لیکن نہ ٹھہری اونکے طرفدار کی صلاح

کہنے پہ کیجے پیر خرابات کے عمل
لیجے نہ زاہدان ریاکار کی صلاح

برگشتہ بخت وہ ہون کہ جنکو دل کہین
پھر جائے لیتے لیتے خریدار کی صلاح

کیا ذکر اپنے منھ سے نکالین جو ایک بات
جبتک کرے نہ ظفر دو چار کی صلاح

ہوا شیفتہ کوئی کسی پہ تو کیا ہوئی باہم اگر اہی ہو شعرا

کبھی عجز و نیاز اور ناز و ادا ہماری طرح نہ تمھاری طرح

کہا قیس نے مجھے ظفر یہ سخن کہ ہی سچ تو یہی اہی مشفق مین

کوئی دشت جنون مین خراب ہوا نہ ہماری طرح تمھاری طرح

دل ہی کمدر اونکا صفائی ہو کس طرح
سخت اپنے نارساہین رسائی ہو کسطرح

دام بلا ہی زلف مین کچھ بے فرحسی دل
بھاکر پھنسا ہی دیکھین رہائی ہو کس طرح

حسن تہان مین ہووے نہ قدر نکا گر فنور
معلوم پھر خدا کی خدائی کس طرح

جان دار ے وصال نہو جنبلک نصیب
جان پر مریض درد جدائی ہو کسطرح

آنکھین لڑائین غیر سے وہ میرے سامنے
میری نہ اوسپہ رونہ لڑائی ہو کسطرح

قاتل بغیر ناخن شمشیر کے ترے
اس سخت جان کی عقدہ کشائی ہو کسطرح

جسکو بھلا خدا نے بنایا ہی اے ظفر
پھر کیسے اون بھلون سے بھلائی ہو کسطرح

سوز غم تجھپہ پڑا ہے لگے ہمارے بطرح
لاتیگی گرمی محبت کے حرارے بی طرح

چل نہ جا می بزم مین تلوار دیکھیکے خنجر
کرتا ہی آبرو سے تو اپنے استار ہی طرح

جنبش گیسو سے کہدو دل ہی تاب دین
کوئی اس شامت کے مارہی کو نہ مارہی طرح

جی ڈرے کیونکر نہ میرا ای شب تار فراق
آنکھین کھلا دیتے مجکو رسانے بے طرح

پارہ پارہ کرکے چھوڑینگے گمان کیطرح
دل کے درپی ہین مرے یہ پاکباز ہی طرح

دیکھا جب گردش کو تیری چشم کی اے فتنہ گر
سمجھے جانا گردش تقدیر کو اچھی طرح

اپنی کیا اچھی عمارت پر ہو نازاں غافلہ
دیکھ لو اگلوں کی یاں تعمیر کو اچھی طرح

کاتب قدرت نے گرد اوس مصحف رخ کے لکھ
کیا ہی خط خوب سے تفسیر کو اچھی طرح

دل ہی گھر اچھا نہیں ہے کوئی اے ناوک فگن
بیٹھنے دے اسمیں اپنے تیر کو اچھی طرح

ہور پہنچے خار بھی مانو ہیں اب جنون
پانوں سے دے مرے تسخیر کو اچھی طرح

چوتھے منظور ہی کرنا وہی میرا یکبار
سن تو لے ظالم مری تقریر کو اچھی طرح

دے سکے دل اوس سنگدل کو کر چکے ہم امتحان
اے ظفر اس آہ بے تاثیر کو اچھی طرح

ردیف حا مہملہ جملہ چہارم

ہے سوز غم سے یہ دل بیتاب کی طرح
آتش یہ بیقرار ہی سیماب کی طرح

گیسوئے عنبریں سے وہ رخسار تابناک
پوشیدہ زیر ابر ہی مہتاب کیطرح

بنفشہ ہی زلف قد ہو ترا مصرعی روش
گلبرگ لب ہیں رنگ گل شاداب کیطرح

رنگین طبیعت اوسکی ہی اللہ رے سقدر
ہر رنگ میں سما گئی وہ آب کی طرح

گویا ہی انار رجاب یا توت وہ دہن
دندان ہیں اوسمیں گہر خوشاب کیطرح

آنکھوں کے عکس سے ہیں نمودار ہوئے
آئینہ اوسکے آگے ہی تالاب کی طرح

غفلت یہ تم ہماری نہ جاؤ کہ غافلہ
دنیا کو ہم ہیں دیکھ رہی خواب کی طرح

ہی خاک و اشک خون سے قبای برہنگی
تن پر لباس اطلس و کمخواب کی طرح

اگر شمار ہو اوس سرو کا تو پھر
تیغ ماہ نو کیون ہر ماہ کیون خمکاے چرخ

جو طمع سے ہاتھ کھینچے وہ ہی تیرے ہاتھ سے
پانون اپنے پسر آرام سو پھیلاے چرخ

چرخ کی بیمہریون سے ڈر رہے یہ اے مہروش
تو جو آوے میرے گھر ایسا نہو ٹھہر جاے چرخ

ہے فرابرسات کا تجھسے وگرنہ ساقیا
تار بارش سے ہے بہتر پر اگر برساے چرخ

چرخ ساغر مین بھری کسکی ہے گلرنگ عشق
ہوگیا زہراب غم سے سبزہ مینا سا چرخ

جب تلک تجکو نہ دیکھین دیکھو اب کیا مین
آنکھین دکھلاین اشارے آنکھین دکھلاے چرخ

آنکھ اوس خورشید وش کی پھر نہ جاوے اے ظفر
اسکی کچھ پروا نہین پھرتا ہے گر پھر جاے چرخ

جب کہ ہو تجھ مین مجھے خواب و خور و آرام تلخ
زندگی کیونکر نہو پھر اے بت خود کام تلخ

اس شکر لب کی زبانی لگتا ہے شیریں مجھے
ورنہ لگتا ہے ہر اک انسان کو دشنام تلخ

خون دل جو تلخکامی سے پیا مین نے مدام
ساقیا اسی کہان ہوگی مے گلفام تلخ

زہر چشم یار کا کشتہ ہون مین اے ہمدمو
نخل تربت مین لگین میرے نہ کیون بادام تلخ

حرف جانیکا زبان پر لاتا ہے جانان مرے
ہے وہ میرے حق مین جیسے موت کا پیغام تلخ

حرف میری تلخکامی کا جو لیوے ایکبار
صبح سے اوسکی زبان ہووے ظفر تا شام تلخ

ردیف خا معجمہ جلد دوم

عجب طرح کا ہے دن رات آسمانکو چرخ
ہمیشہ چرخ سے ہے اسکے اک جہانکو چرخ

تسخیر کرنے کشور دل گر شہ خوبی
کچھ لکھنی ظفر تسخیر کی تاریخ

خون دل سے میرے لکھوا دسکو خط مین رنگ سرخ
رنگ ہی اسکا تبھی اسکا ہے از ننگ سرخ

حوصلہ گل کا کہان جو نالہ بلبل سنے
کرتا ہی غنچے سو شہ پہلا ہی یہ کمظرف سرخ

ماتمی گرمی مین جو پانی ہو زرد رنگ شکستگی
اوسکی عکس سے رو گلگون سے ہو آب شفاف سرخ

گر نہین ہی سر چڑھا سکی کسی بے جرم کا
ہین گلاہ قاتل سفاک کی کیون طرف سرخ

اشک خون سے پاس نہی ہی زرد رنج و سپید
گر سفید اطرف ہم کرتی ہین گا ہی صرف سرخ

ٹپکے اشک سرخ کا قطرہ جو میری چشم سے
اے ظفر ہوجاے گا اک دم آب شرف سرخ

ردیف دال مہملہ جلد اول

قدر اے عشق رہیگی تری گیا میرے بعد
کون تجھے کون سنین پوچھے گا میرے بعد

زخم پر دل سے گوارا ہی مجھے گویہ کہ نمک
کون چکھے گا محبت کا مزا میرے بعد

در جانان سے میری خاک نہ کرنا برباد
دیکھہ جانا نہ ادھر بعد صبا میرے بعد

تھا صحرا ے جنون یو نہین اگر تیز رہے
کوئی آئیگا نہین آبلہ پا میرے بعد

میرے دم تک ہی ترا ہی دل جایہ علاج
کوئی لینے کا نہین نام وفا میرے بعد

اوس ستمگر نے مجھے جرم وفا پر مارا
کوئی لینے کا نہین نام وفا میرے بعد

اے ظفر کیونکہ محبت کو نہو غم تیرا
کوئی غمخوار محبت نہوا میرے بعد

وہ مری گردش طالع ہے کہ جسکے آگے
ہوگیا کاسۂ گردش بھی چاک پہ گرد

دل پر آبلہ سی گر ہو مقابل تو صبا
جھاڑوی خوشہ انگور نے بستاں پہ گرد

صرصر حرص و ہوا سے ہے مکدر عالم
اے ظفر سب کے پڑی ہے رخ ادراک پہ گرد

ردیف واؤ مہملہ جلد دوم

گیا وہ میں ہیں تیرے ابر لعل لب بدخشاں سفید
دُرِ جک یاقوت میں موتی ہیں یکساں سفید

دیکھو وہ بوٹیں پیشنی ترے رخسار پر
جیسے دیکھے ہوں نہ گل پر قطرہ باراں سفید

تیرہ بختوں کے لیے ہے صاف تیغ آبدار
سر کے بالوں میں بھی ہے مانگ اے جاناں سفید

جوش گریہ ہے یہ عالم ہے کہ ہر آنسو کی بوند
ہے کبھی منخ اور کبھی تیر سے سرطرگان سفید

دوست جیسا دشمن ہے واہ تنا تا آشنا
ہوگیا لوہو جہاں کا سے جاناں سفید

اک غضب بجلی سی چمکی شب تیرے رخسار سے
دیکھتے ہی ہوگیا روی مہ تاباں سفید

چاہیے دل ہے فقیری اسپہ کیا موقوف ہے
اے ظفر رنگین ہو یا ہو جائے انسان سفید

ردیف واؤ مہملہ جلد چہارم

یار ہے عیار گرچہ یار ہے بعید
پر نہیں اے مہربان عادت تمہاری سے بعید

کیا کرے گر شمع پر جان نہ پروانہ کرے
اس جگہ پر ہے تامل جان نثاری سے بعید

کشتی زرخ گر ہو غرق طوفان بلا
کیا ہے میری چشم تر کی اشکباری سے بعید

تیر نگاہ سے مجھے زخمی تو کر چکے
پھر کھنچتی ہو تیغ میان یک نشد دو شد
جل ہی رہا تھا آتش اندوہ غم مین دل
اودھنی لگا جگر سے دھوان یک نشد دو شد
بیٹھے تھے خانقاہ مین ہم سنکے پاس سا
پھر یاد آیا دیر مغان یک نشد دو شد

کی دوستی جو اوس بت کافر سے اے ظفر
دشمن ہوا ہے اپنا جہان یک نشد دو شد

ردیف ذال معجمہ جلد اوّل

کیونکر خسرو کو لگین اوسکی نہ دشنام لذیذ
جسکا شیرین ہو دلا نام خدا نام لذیذ
تشنہ لب جو کہ شہادت کے ہین اوسکے قاتل
کیون نہ شربت سے ہون اوسکے دم صمصام لذیذ
یہ مزا قند و شکر مین بھی نہین ہے ہرگز
لب شیرین سے ہے جیسے ہین دلارام لذیذ
یاد چشم بت بدمست مین ہمکو ساقی
وقت می نوشی کے کیا لگتے ہین دو جام لذیذ
لگ کے تو نخل محبت مین دلا ہو نہ پختہ
یعنے ہوتا نہین ہرگز ثمر خام لذیذ
ہے کمان بیضہ بھی مین بھی حلاوت ایسی
بوسہ جو تیرے ذقن کا ہے گل اندام لذیذ

جو فرہاد نے الفت مین ظفر تلخی کو دیکھا
ایسی ہوتی نہین ہرگز مے گلفام لذیذ

چھپایا تو نے ہے کسکا کواڑین کا غذ
دھرا ہوا ہے جو پٹ کی دراڑین کا غذ
لکھو جو محضر خوبان کو کوہکن کے عشق
تو برگ لالہ ہو صحرا کی پہاڑین کا غذ
کسیکو لکھتے تھے خط وہ پلنگ پر بیٹھے
مجھے جو دیکھا چھپایا تو اڑین کا غذ

خط نہین رو سے مترش پہ تری پھر نکلا
مدلا قرآن کی ہی تفسیر کا پہلا کاغذ

سیکڑون نسخے کیے جمع صوفی نے مگر
نہ ملا نسخۂ اکسیر کا پہلا کاغذ

وہی ہی جب جرم وفا پر وہ کسیکو تعزیر
دیکھنا ہی مری تحریر کا پہلا کاغذ

سرنوشت اے ظفر اپنی نہین بدلی جاتی
ہے وہی اک خط تقدیر کا پہلا کاغذ

ردیف رائے مہملہ جلد اول

خدا نگ عشق ہوا کیا جگر کو توڑ کے پار
یہ تیر وہ ہی کہ جاوے جگر کو توڑ کے پار

ہزار دن روزن دل بنا کیجیگا آپ
نگاہ جاویگی دیوار و در کو توڑ کے پار

اسے نہ آنکھون مین تل سمجھو تم نہ روزن در
نظر کا تیر گیا ہی نظر کو توڑ کے پار

اتر سکا نہین دریائے عشق کوئی
چلا ہے کس لیے فرہاد سر کو توڑ کے پار

فلک ہی آہ ہماری گذر گئی اسطرح
کہ جیسے تیر کوئی ہو سپر کو توڑ کے پار

کمان ہی ابرو اس نازک پہ دلکشونکی نوک
ہوے ہین خانہ گلگیر ترکو توڑ کے پار

خلق سے تھا شب مہتاب مین یہ حال اوس بن
ظفر ہوا ہی تھا نالہ قمر کو توڑ کے پار

وقت غفلت ہی یہ ہنگام ہوشیاری کا
خواب کی سیر اور ہی اور سیر بیداری کی ہی اور

ای تجلی صنم مین صدقے تیری شان کے
تیری شان حسن مین طرز ادا داری کی ہی اور

درمندان محبت کا طبیبون کے علاج
کسطرح سے ہو سکے یار یہ بیماری کی ہی اور

پیدا نگاہ کر کہ تجلی حسن یار سب جا ہے آشکار
شعلے سے طور کے نہین کم روشنی مین ہر سنگ گاشر

کیون کعبہ و کنشت مین مرتا ہے تو سر گرم جستجو
تو جسکو ڈھونڈھتا ہی چھپا وہ تجھی مین ہی پرتو ہی پیکر

جوش بہار حسن کسی گل سے اوی صبا ہی یہ جنون کا جوش
معروف اسقدر ہو گریبان دری مین ہی ہر غنچہ ہر شجر

ہے دور جام و صحبت یاران زندہ دل کیفیت حباب
کچھ ہی اگر مزہ تو یہی زندگی مین ہی باقی ہے درد سر

اوی خود پرست پوچھتا کیا ہے خدا کی راہ ہی وہ بہت غریب
گم کردہ راہ آپ تو اپنی خودی مین ہی اوی سوختہ جگر

صد داغ سوز عشق سے کھا بلکہ صد ہزار ہر داغ دل پہ تو
لذت تجھے نصیب اگر عاشقی مین ہی اوی سوختہ جگر

افشای راز عشق نہ کر کہنے چپ کی بات ہو وہ ہی خوب ہی
جی ہی مین اپنے رہنے دی جو کچھ کہ جی مین ہی خاموش اے ظفر

یا گوہ رکتھی ہی سر کوشی ہمین سے اسقدر
یا لگی ہوے سخن پوشی ہمین سے اسقدر

ہمکو یہ اشنا ہو ہر بات پہ پہلو تہی
اور تمھین ننگ ہم آغوشی ہمین سے اسقدر

ہوش مین آؤ ہمین کہتے ہو تم بیہوش نہ
کیون سیان دل ہوش بیہوشی ہمین سے اسقدر

ہمارے سر جبین سینہ کے دیکھو آبلہ تو نے
کہان اس طرح کے ہین اختر تابندہ گردون پر
ہوے جو داغ ہو دل کے تیرے چاہنے والے
جھلکے ہے مور جیل طاؤس اونکی روزمرہ فون پر

طفر کے مرے سرسبز ہوے کس طرح کوئی
کرے ہے طفر مرے مصرع ہر آب سرو موزون پر

کرون مین گریہ اگر اپنی ناتوانی پر
فلک نے مین ہو ہولون جون حباب پانی پر
وفا کے بدلے جفا تم کرو ستم ہے یہ
صدا فرین ہے تمہاری بھی قدردانی پر
غنیمت آہ سمجھ لے تو وصل گل بلبل
نہ پھول باغ مین دو دن کی زندگانی پر
ہمارے رونے پر ہنستا جو ہے تو ہنسی
لگے ہین بچکو بھی ابر مرع بوستانی پر
نصیب خفتہ مرے بعد عمر جاگے آج
ہو چشم یار ہے کچھ عین مہربانی پر
ہزار حیف کہ بلبل کا ہن گلشن مین
نہ چھوڑا ایک بھی صیاد نے نشانی پر
ہنسی کی بات نہین ہے اگر ہر سحر خورشید
عطا نہ ہے تری دستار زعفرانی پر
کھلی ہے چشم حقیقت ہوئی ہے مثل حباب
وہ باز ہے نہین نکیہ جہان فانی پر

طفر ہم اپنی ہی تھے مین ہنسے الوداع
خیال کس سے ملا رکھین اب کنائی پر

بلا سے گر کوئی دنیا مین ہو نہ غمخوار لگیر
پر آشنا سے ہو یارب آشنا دلگیر
ہون مین محبت بلبل ہے گل تو خندان ہے
الٰہی مجھ سے مرا کیون ہے دلربا دلگیر
نہین ہے گلشن عالم شگفتگی کی جا
ہر رنگ غنچہ تصویر ہین سدا دلگیر

وفور انکون کا ہی ہمارے نکلتے بالون مین ہین ستارے

نہ کیونکہ ہون عشق پر نچھاور زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

پھپھولے پانون مین ہین نمایان تو سر پہ داغ جنون فروزان

نہ دیکھین دیوانے تیرے کیونکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ذرا جبین عرق فشان پر تو اپنی افشان دکھاوے چمکر

کہ تا نظر آئین ماہ پیکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

نہ سبزہ و گل پہ جوش شبنم نہ چمکے جگنون ہوا پہ ہر دم

نظر سب آتے تھے محکو یکسر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ادہ دھر تو فوارے چھٹتے ہین ادھر ہین اشجار پر چراغان

نئی ہے سیر اک چمن کے اندر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

زمین نہایت ہی تھی یہ مشکل ظفر سے اوستاد پردہ کامل

غرض دکھاوے وہی بٹھاکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

بخر انکو کب راضی ہون ہم خبث کے جانے
رکھی ہی مرغ روح می کشان تیک بے دانے

تا سلف کو ہین کے بار کوہ غم اوٹھانے پیر
ٹپکتا تھا یہ سرشیرین کی سنگ آستانے پر

ترا گھر میرا کاشانہ تھا اب ہی غیر کا مسکن
تسلط زاغ نے پایا ہمارے آشیانے پر

فرد دیکھا ترا ہی گریہ وہ بیدرد کہتا ہے
کہ محکو آگ لگ گئی ہی ترے آنسو بہانے پر

ہمارے دل کا عقدہ غنچہ لب تیرے کوئی کھلتا ہے
کہ واشد اسکی ہی سو توت تیر کھلھلانے پر

کب تلک تیری جدائی مین رکھون ابر کے مانند آنکھین اشکبار
اے ظفر اوس سے کوئی کہتا نہین
جاکے اتنا بھی کہ سن او گلعذار

وہ نور گریہ نے چشم تر آب کے اندر دکھایا ہمکو سمندر حباب کے اندر
نگاہ مست مین ساقی کی ہے جو کیفیت بھلا کہان ہے وہ مستی شراب کے اندر
برنگ شعلہ فانوس ہون پوشیدہ تمہارا عارض روشن نقاب کے اندر
ذرا بچشم حقیقت ہو گرم نظارہ وہی ہے ذرے مین جو آفتاب کے اندر
اگرچہ صاف ہے دل سادہ لوح پر اپنا ہو دیکھا ہمنے نہ دیکھا کتاب کے اندر
کہان ہے سینے مین پیکان کہ وہ لہو بہتا چھپا ہوا دل پر اضطراب کے اندر

ہمارے آنسوؤن مین یون ہے راز عشق ظفر
کہ جس طرح سے ہو خوشبو گلاب کے اندر

دکھائے لاکھ وہ شاہ و وزیر کا محضر سند نہ رکھے گا کوئی فقیر کا محضر
بروز حشر دکھاؤنگا یہ دل پر داغ خدا کے آگے تمہارے اسیر کا محضر
فلک کے صفحہ پہ جو مہر و مہ کی مہرین ہین مگر یہ ہے کسی روشن ضمیر کا محضر
جگر پہ اوسکے نہ تو داغ یہ سمجھ گلگیر ہوا ہے تجھ پہ یہ شمع منیر کا محضر

ظفر نہین ہے کسیکو مجال تقصیر
یہ چاک ہوگا تمہارے شریر کا محضر

رخصت پرواز گر صیاد تو دیتا ہمین
ہم چمن مین پہونچتی باد سحر سے پیشتر

رکھتی ہستی مین عدم سے کیون ہمین اپنا جوہم
ہوتی واقف اس مقام پر خطر سے پیشتر

تھی جو خوبان زمانہ اور بھی ہاتھ فتنہ ساز
پر یہ فتنہ تھی کہان اس فتنہ گر سے پیشتر

صنعت اوس دم پہ اب ہم نقش بر دیوار ہین
سرہت کرا چکے دیوار و در سے پیشتر

عرصۂ ہستی مین تنگ اتنا کہ جیتے ہین گرم رو
اک نفس مین ہم گذر جاتے ہین سر سے پیشتر

مار اسکو ہین کو ہمنے پتھرون سے عشق مین
پیشہ اوسکو مارتا تھا اپنے سر سے پیشتر

نور تھا خیر البشر کا گو تھا ظاہر مین بشر
حق اگر پوچھو بشر ہی تھا بشر سے پیشتر

جاتے ہین پیش نگاہ یار ہونے کو نثار
پیشتر دل سے جگر اور دل جگر سے پیشتر

دیدۂ مشتاق کا شوق نظارہ دیکھنا
چاہتا ہے مین نکل جاون نظر سے پیشتر

پیش آیا آہ جو جو کچھ کہ راہ عشق مین
کہدیا تھا ہمدمو ہمنے ظفر سے پیشتر

ردیف رای مہملہ جلد سوم

تمہاری گالیان کھاتا ہون مین بوسے لاج پر
کہونگا سچ یقین ہو یا نہو تمکو مری سچ پر

مری اک بات سے بھی تم تو رکتے ہو خدا جانے
لگے ہے آپکا دل کس طرح اورون کی کچ کچ پر

کھچا کچھ پھرتے ہین عشق ذدل مین غم حسرت
نہین ہوتی ہے نیت سیر دلکی اس کھچا کھچ پر

سفارش لاکھ پر سچ گر کرے کوئی نہین سنتا
وہ ظالم جبکہ آجاتا ہے اپنی باتکی بچ پر

کہا سب نے مرو دلکو بیچ بچ مارگیسو سے
بچا ہرگز نہ یہ شامت کا مارا اپنی بچ بچ پر

تیغ ہمسر تیرے ابرو کی نہ کوئی بن سکے
تینگر رہجائین لوہا بے قرینہ کوٹ کر

ہاتھ لوئین محتسب تیرے کہ تو نی سنگدل
ریزہ ریزہ کردیا پتھر سے مینہ کوٹ کر

گر کبھی ہو وصل کا مکتب تو ہم اوسکی عوض
دن گذارین چھاتی اپنی اک مہینہ کوٹ کر

پارہ پارہ کردیا سنگ ستم سے ہم ستم
ای پیر پیر تو نے دل کا آبگینہ کوٹ کر

ظلم بیجوہر کیا نقصان شریفونکو دیا
کب گھٹائے زر ظفر لوہا کمینہ کوٹ کر

دن اور ہی رات اور زمین اور زمان اور
رہتے ہین زخود رفتہ جہان اور وہ جہان اور

اک بار کہی نذر دل و جان ترے دزدان
اب کیا تجھے دین ہم کہ نہ دل ہو نہ جان اور

دے جام پہ گر جام پیا پے مجھے ساقی
مین بس نہ کرون سنکے کبھی جاون کہان اور

جل جائیگی ہی برق نمود یکھہ مقابل
ہے سوختہ جانون کا دم شعلہ فشان اور

کچھ چشم تر و سوز جگر نہین موقوف
افشائے محبت کی بہت سی ہین نشان اور

کس طرح غم یار کو مین دل سے نکالون
جاوے یہ کہان اوسکا ٹھکانا ہی کہان اور

کیا ہووے گا اک چاک کو سینے کے سیے سے
دل مین تو ہزارون ہین ابھی خم نہان اور

یہ شوق شہادت کی ہی تاثیر کہ قاتل
ہوتی ہی مری خون سے تری تیغ روان اور

دون دلمین جگہ کیونکہ نہ اوسکو نشین کرون
اس سے نہین بہتر کوئی پردہ کا مکان اور

محفل سے اوٹھا غیر کو لاؤ اوسکی عوض کو
رکھدی مری چھاتی پہ کوئی سنگ گران اور

تو گھر کو سدھار اپنے خدا کیلیے ناصح
ہوتا تری تو ن سے ہی مجکو خفقان اور

دریای غم مین ہردم یان غوطہ کھا رہا ہے
آتا زبان پہ میری جب نام ہے تمہارا

میرا کلیجہ اچھلا واہ سے تم آکر
اک جوش عشق میرے اوسپر ہے کر رہا ہے

پہونچو مدد کو میری کہتا ظفر ہے دلسے
یا بو علی قلندر یا بو علی قلندر

[illegible]

تعدم وہ عشق کے کوچے مین گاڑ دے اے ظفر اپنا
کہ جو سر باز اپنا رکھلے پہلے سر ہتھیلی پر

ردیف ای ہندی جلد اول

دیکھہ دلکو مرے اوکافر بے پیر نہ توڑ
نخل سبز اوادی وحشت مین رکھون کا بر
دیکھہ کہ ہے مہر سے آئینہ دلکو میرے
تاج زر سے کہین شمع کا سر کاٹی تو

گھر ہے اللہ کا یہ اسکی تو تعمیر نہ توڑ
اے جنون دیکھہ مرا بانو کی زنجیر نہ توڑ
آسمین آتا ہے نظر خالم تصویر نہ توڑ
رشتہ الفت پروانہ کو گلگیر نہ توڑ

اے عیش وہ صراحی شراب ناب کی تو	تو رکھدیں مست بھی کوئی ہیں خواب کی تو
اوسینگے ابر جو ساقی یونہیں کیفیت	تو ڈر ہے دین کہیں تو یہ نہ ہم شراب کی تو
سوال بوسہ پہ دیکر جواب توڑے تو	نہ خاطر اے صنم اس خانہ خراب کی تو
چمن میں اوس تن نازک سے گر مقابل ہو	تو پیاں لبھی ہو شکیں گل گلاب کی تو
غموں کی اتنی گرانبار یوں سے آگے دوں	کمر نہ میر ہو دل گرم اضطراب کی تو
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

ردیف الف مع میم جلد اول

بشر کو کیوں نہ ہو پیش یان نشیب و فراز	کہ دم کے ساتھ ہم ہر دم یہان نشیب و فراز
فلک عروج و تنزل سے اک زمانے کو	دکھاتا ہے روش روبان نشیب و فراز
یہی ہے جادہ راہ فنا کو طے ہر دم	سمجھیے کچھ نہیں عمر روان نشیب و فراز
حضیض و اوج میں سیارہ تا رہے بھی	دکھاتا کس کو نہیں آسمان نشیب و فراز
کہوں بگولہ کو کیا خاک میں یہاں کہ وہ	کہ میری طرح سے دیکھے کہاں نشیب و فراز
دکھاتا ہے عاشق کو [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

نگہ باز و دلق و نمدان سبھی نہیں ہے ۔۔۔ مجرد لب ہے یہ سرخی ہے سیاہی انیز
تیری مژگان کی پلٹن ہیں ان سب کی ہیئت ۔۔۔ قوم کا اور نہیں اسمیں سپاہی انیز
کسکا پھرتا ہے مری آنکھوں میں دھانی جوڑا ۔۔۔ ہوگیا رنگ ہواب اشک کا کاہی انیز

کبھی انکار تشنج سے کبھی ہے اصرار
اے ظفر کرشمہ ہیں دل ربا ہی انیز

مسنگ ہے کیا یوں نگہ یار کو تیز ۔۔۔ جسطرح سنگ فسان کرتا ہے تلوار کو تیز
تن برہنہ ترا وحشی جو سر دشت آوے ۔۔۔ تو کرے یاد مغیلان سر ہر خار کو تیز
گل اوسی دیکھ کے دیوانہ ہوا ہے تصدق ۔۔۔ بلبلیں کیوں نہ کریں نشتر منقار کو تیز
نوک مژگاں کی نہیں کچھ سر مژگاں سے کم ۔۔۔ پھر کیا توسن وحشت کی جو رفتار کو تیز
نگہ یار نے کی دل کی تپش جو ۔۔۔ کر دوا دیجے نہ اس طرح کی بیمار کو تیز
محبت نیم نگہ ہیں عاشق دو جہاں ۔۔۔ کر دیا عشق نے یہ حسن کے بازار کو تیز

اے ظفر دیکھیے کیا ہو کہ وہ سفاک جہاں
آج پھر دیکھتا ہے اپنے گرفتار کو تیز

اگرچہ منزل رشک غیر ہے دور دراز ۔۔۔ پہونچتا اپنا بھی پیک نظر ہے دور دراز
خدنگ ناز ہے کہدو کرو نہ کوتاہی ۔۔۔ کہ عرصہ دل ہے نہیں تا جگر ہے دور دراز
پہونچتے ہیں کہیں مرکے تا سر منزل ۔۔۔ غریز وراہ عدم اسقدر ہے دور دراز
نہ روک ہیں ہیں ظفر دو تجکو کیا ناصح ۔۔۔ بلا سے راہ محبت اگر ہے دور دراز

ناحق زبان شمع نہ کٹلیسہ کاٹتا — کرتی نہ وہ زبان جو سر انجمن دراز
بارے کیا وہ پیشہ آخر نے مختصر — تھا پہلوکہ قصہ عشق کا ہی کوہکن دراز
ذکر ہی ہو پیر زبان دہن زخم لاف عشق — یہ نوزبان دراز نہین ہی دہن دراز
تشبیہ اوسکو دون قد موزون سے کیا ہو — ہی رشک گل ہو قامت سرو چمن دراز

جاسنے دی تو نہ چھیڑ ظفر ذکر زلف یار
ہو جائیگا زیادہ و گر مختصر دراز

ردیف زای معجمہ چہارم

جس طرح کھینچے ہو تم آکو یہ دلگیر تیر — اسطرح نکلے کمان سخت سے کب پیر تیر
گرمیِ دل نے جلا کو تجکو خاکستر کیا — کردیا اس آگ کو تو نے تو اے تقدیر تیر
کند کردل کو ہوا تو تیز اسنے کیسے کے — کرلے تو اپنی چھری ظالم ذرا تکبیر تیر
پھر لگے کانوں سے گھونسنے دو دو چار نظر — گر گئے وہان تجھ پہ تحسین پہ تحسین تیر
رو برو اوسکے ہے تیری زبان میں کیا مجال — گر رہی ہین مجھے مجھے ہم سین تقریر تیر
قتل کرنا کسکا تھا اوسکے دیکھے نظر — اوس نگہ نے سنگ سے مہ جو کی شمشیر تیر

بہتی نصوریں مرتبع مین ہین عالم کے ظفر

تمسلا گل پہ جو بلبل را ہو تو پھپھولے دو رہین
دیکھو ہی داغ جگر میرے دل زار کے پاس

منکشف کیون نہون آثار محبت تجھ پر
پر عاشق کی ہی ظالم تری دیوار کے پاس

حلقۂ زلف اوس بر دے کہو کیونکہ قرار
رکھتی قاتل کو سپر جا تلوار کے پاس

سوزش عشق مین دل کیون نہو بیتاب نصیر
جانے دیتا نہین کوئی مجھے اوس یار کے پاس

آبلہ پیدا ہوا داغ دل مضطر کے پاس
چاہیے تھا واقعی شیشہ ہی یان ساغر کے پاس

زلف آشفتہ نہین خال رخ دلبر کے پاس
شاخ سنبل باغ مین طرفہ ہی نیلوفر کے پاس

جب سے دل کی متصل رکھتا ہون تصویر یار
اور ہی صورت کا جلوہ ہے خدا کے گھر کے پاس

دل عبث ہم نے دیا ہی اے بت کافر تجھے
لعل کی کیا قدر ہو جب تجھ سے ہو پتھر کے پاس

مین تو سایہ ہی بھی اوسکے مانگتا ہون الحذر
ہو جو دیوانہ سو جاوے اوسی پیکر کے پاس

ابر کی کفیتن خالی ہمین بھاتی نہین
بادۂ گلگون سے ساقی رکھدی شیشہ بھر کے پاس

زلف کرکشتہ کا تیری ہی جہان مرفق دہان
جا نہین سکتا کبھی کالا بھی مار ڈر کے پاس

آفرین تجکو نصیر ہو کیون نہ شاگرد نصیر
اس غزل کو جا کے پڑھ ہر ایک دانشور کے پاس

خموش کیون نہو مرغ فلک دباغ قفس
ہزار حیف کہ ہو ہمصفیر داغ قفس

قفس کے چاک مین گل رکھکے مت اوٹھا صیاد
کہ بہر بلبل شیدا ہی یہ چراغ قفس

قفس سے چھوٹکے پہونچون اگر چمن کیطرف
بزنگ لالہ رہی دیدہ وان بھی داغ قفس

ردیف سین مہملہ جلد چہارم

ہی نہین لگتی کا گلشن مین بھی جان اگر
یسکہ مجھکو ہو گیا ہی کلمہ یا ران سے اُنس

طرفہ گریہ ہی ہمیشہ دیدۂ تر کو مرے
آستین سی ربط ہی یا گوشہ دامان سے اُنس

ساتھ ہی میرے رہیگا دیکھنا بعد از وصال
ہے نہایت ہی مجھے تیری غم ہجران سے اُنس

تم نہو پیارے رقیب شک خصلت سی اینس
چاہیے ہر گز نہین انسان کو شیطان سے اُنس

ہو نہ گر رسم و خط و پیغام اونسے اے ظفر
اونکو پھر معلوم ہووے اپنا کس عنوان سے اُنس

لب شیرین کو تری چاٹ کر رس چشم مگس
بیٹھی نظرون مین ہی چاہے ہی بس چشم مگس

مین وہ لاغر ہون کہ بن جاے مرا خشخاش
اپنی مژگان سی اگر دی مجھی خس چشم مگس

لب کاتل نقطہ مقابل ہی وہی چاہ ذقن
ہی حریفانہ نظر سو ہی مگس چشم مگس

ننگ چشمی تجھے ہو کیونکہ نہ اے اہل ہوس
تو مگس اور تری چشم ہوس چشم مگس

مشک خال لب شیرین سی ظفر او سکے نہو
نگران سوے شکر لاکھ برس چشم مگس

ردیف سین مہملہ جلد دوم

چاہیے درویش کو کیا بادشاہانہ لباس
چھوڑ کر دلق اپنا کیون پہنے وہ مستانہ لباس

رکھے ناقص عقل کو جو مرد فرزانہ لباس
پہنے عورت کو بنا کے مرد مردانہ لباس

خاک کو کوچے کی تیرے اپنے تن کا پیرہن
جانتا ہی فاخرہ یہ تیرا دیوانہ لباس

بادہ کش راضی ہین پہنے گر چہ پیر میفروش
چھین لے سارا وہ دے گر نیم پیمانہ لباس

خاک سی بادہ کشون کے جو نہ جام و سبو
کیا عدم مین بھی ہی میخانہ مستی کی ہوس

ہم وہ آوارۂ دشت خطر ہین کہ ہمین
نہ تو ویرانے کی پروا ہی نہ بستی کی ہوس

ردیف تین مجہ جلد اول

بھولا نہ تجھے یہ کبھی اس یاد کو شاباش
شاباش ہمارے دل ناشاد کو شاباش

ہر روز ستم تازہ ہی ہر روز جفا ظلم
اے شوخ ستمگر تری ایجاد کو شاباش

گویائی اگر ہو سی لب زخم جگر کو
اتنا کہے او سی خنجر بیداد کو شاباش

نازک ہی تو کس کام کا ناصاف ہی گر دل
فولاد بنا آئینہ فولاد کو شاباش

المنۃ للہ کہ ہوئی اتنی تو تاثیر
کہتے ہین وہ سنکر مری فریاد کو شاباش

یہ قتل کا ہی شوق کہ آ جاے اگر سر
پیدا ہو صدا خلق سی جلاد کو شاباش

مرغ چمن قدس کو اس دام سے کیا کام
پر کھینچ ہی لایا مجھے صیاد کو شاباش

کیا طرز وفا عشق سی سیکھا ہی دلاداہ
شاباش تجھے اور ترے استاد کو شاباش

مرمر کے ہوی داخل جنت بنی آدم
پر چھوڑ نہ جائی پدر اولاد کو شاباش

آسان نہین سنگ سر مارکے مرنا
کیا کام کیا عشق مین فرہاد کو شاباش

ہین لاکھون خیالات مین فکر سخن اپنا
بیتی ظفر اس طبع خداداد کو شاباش

ہمیشہ باندھتے ہین شاعر شراب کو تعریف
بری ہی جھوٹ ہین کہتے ہین آب کو تعریف

ردیف تین مجہ

ردیف صاد مہملہ جلد دوم

بے ہجر کی تھی کثرت آفات تشویش
سب مٹ گئی وہ ایک ملاقات تشویش

تو بھاگ دلا دیکھ محبت ہے کہ اسکی
ہر گام میں اندیشہ دہر بات تشویش

گذری ہے کوئی لحظہ جو بیفکر تو برسوں
دیتا ہے فلک اوسکے مکافات تشویش

یا تو نہیں ہم تو کبھی نہ دیکھو منشوش
آتی ہی نہیں بزم خرابات تشویش

جی کیوں نہ ڈرے گریہ سے ہوں جو شکستہ
ٹوٹے ہو گھر سے تو ہے برسات تشویش

دل نہ کروں اپنا کہ جان بیشکش اپنی
ہے محکوم ترے نعم کے سادات تشویش

عقبی کی فکر چاہیے کچھ فکر بشر کو
بیہودہ ہے دنیا کی مہمات تشویش

ردیف صاد مہملہ جلد اوّل

بھری تھی ساغر مین رات ساقی نے ایسی خوشبو شراب خالص
کہ اوسکو پہونچے ہے مشک خالص نہ اوسکو پہونچے گلاب خالص

اس آرزو مین کہ اوسکے پانوں کے چھلے کوئی مجھے بنا دے
ادھر تو ہے سیم ماہ خالص ادھر زر آفتاب خالص

حلاوت اوس شیرین لعل لب کی نہ پوچھیو بوسہ کی ہے شیرین
کہ جو کوئی انگبین خالص کو کھولدے لیکے آب خالص

دل شکستہ درست میرا نہو دے کیونکر کہ ہاتھ آئے
تمھارے بوسے سے خال مشکین کی موسیائی شتاب خالص

ظالم تری نگہ مین ہی گر تیر کا خواص
رکھتا ہی دل ہمارا بھی نخچیر کا خواص

حق مین تری شہید کے آب حیات سے
کیا کم ہی آب خنجر و شمشیر کا خواص

نسخے مین میر کے گر تپ غم کے لکھے طبیب
کافور بھی ہو قرص بنفشہ شیر کا خواص

سوائی اوسکا پانی بہ زنجیر کیا رہی
رکھتا ہی دو نوالہ زنجیر کا خواص

مجھے نہ اپنے لائق خدمت وہ شاہ جہان
شاہ جہان کا ہو کہ جہانگیر کا خواص

ہو کیون نہ خاکسار محبت کا دل غنی
ہی خاکہ کوچہ یار مین اکسیر کا خواص

رہتی ہی اوس جبین پہ گرہ کیا سبب ظفر
کیا اوس مین بھی ہی زلف گرہگیر کا خواص

ردیف ضاد معجمہ جلد اول

لب چکا لینگے تری لعل مین پر اعتراض
زلف ہی کرتی ہی کیا مشک ختن پر اعتراض

ہمنے کی ہی جان کنی اور وسی کی خاطر
واجبی ہی گر کرین ہم کو ہکن پر اعتراض

لاکھ پیچ و تاب کھائی موج دریا پر کہان
کرسکے اوس آستین پر شکن پر اعتراض

ہوے پھر صبح قیامت پر قیامت آشکار
گر نکالے کچھ مرے چاک کفن پر اعتراض

شاخ سنبل ہی نگاہی شاخسار زلف کر
قد ترا کرنے لگی سرو چمن پر اعتراض

نا پیے گنبد اگر اک اپنی دو دو آپ سے
لاکھ نکلین غنچہ و چرخ کہن پر اعتراض

آج کس اہل سخن کو استقدر مقدور ہی
کر سکے جو اے ظفر تیرے سخن پر اعتراض

ساقیا سبو پنچ ہی پیر ہو جام سی عالم کو فیض
ہون نہ صاحبدل کبھی محتاج فیض جام جم
رکھتی ہی جاری ہمیشہ آنسوون سے فیض نہر
عشق مین ہی بس غنیمت ہمکو غم اندوہ غم کہ ہم
ہو تو شاید کچھ تمھارے ہی لب جانبخش سی
عمر بھر کھایا کیے تم حضرت دل پیچ و تاب
ہے نفخت فیہ من روحی سی ظاہر اے ظفر
چرکہ مسیحا خاص کہ نین سی آدم کو فیض

منہ نہین ہمکو دکھاتا ماں نہین ہی ہم کو فیض
بلکہ اوذکے ساغر دل سی ہو جام جم کو فیض
دیکھنا منظور ہی کیا سیری جشم نم کو فیض
پہونچتا ہی غم سی ہمکو فیض ہمسی غم کو فیض
دونہ ہو عیسی سے کیا اس عاشق بیدم کو فیض
کیا اوٹھایا چہ ٹکرا اوس کا کل ہر خم کو فیض

ردیف ضاد معجمہ جملہ یا ہم

زلف سی اوذکے بجز یہ کیا اس مبتلا کو ہی غرض
اے شفیع بار غم دولت ترا
درنہ اوذکے دست و پا سی کیا خدا کو ہی غرض
اب رہی کیا ہمسی اوس کا فراد کو ہی غرض
ہو گئی سو بار آشنا سے آشنا کو ہی غرض

ہر بہ کہ تا حشر بلا کسی پلا کو ہی غرض
نسخہ شفا سی ہو سکے اوس سے شفا کو ہی غرض
ہون فقط مقصود
حکم
اوس کا غرض ہی یا وفا کو ہی غرض

زلف کی تار ہی ہی رخ پہ کمان یار کے خط
صحن گلزار مین چلتے ہین پیام یار کے خط

پنکر ہار گلے مین جو وہ سوتا یا شب کو
پڑ گئے گردن نازک پہ گلے ہار کے خط

خط تو پکڑا ہی گیا تھا مرا لیکن نکلے
پاس قاصد کے مرے اور بھی دو چار کے خط

خط عارض تراوہ ہی کہ سنبل ہی سرسبز
روبرو کوئی تری ہی اس خط گلزار کے خط

نامہ بر دیکھیو تقدیر مین لکھا کیا ہے
یار پڑھتا ہی مرا سامنے اغیار کے خط

یاد آئی دم تحریر جو وہ زلف دراز
ہو گیا ایک پیچ کئی طومار کے خط

کھینچے ہین تار شعاعی سے ہیولیٰ خاکہ
مہر بھی روبرو اوس تابش رخسار کے خط

مہر سرنامہ اگر ہوئین نہ آنکھین قاصد
کیونکہ معلوم ہون حسرت کش دیدار کے خط

تیغ ابرو سے ہین جانباز ظفر شیشہ سپر
بے اجل پڑتا نہین وہان پہ تلوار کے خط

ردیف طائی مہملہ جلد دوم

اچھی سمجھے نہ پیارا یار کا خط
دیکھ تو بھی لیجے میرا سا خط

لایا قاصد جواب خط ایسا
ہمکو لکھنا پڑا دوبارا خط

تجھکو لکھتے قلم ہی نرگس کے
تیرا حسرت کش نظارا خط

دل کے مضمون بیقراری سے
اوڑ گیا ایسا جیسے پیارا خط

کیا تعوذ ہول دل سے ہمنے
لیکے اے دلربا تمہارا خط

لاگ ہی یا اندھیری رات مین ہی
کہکشان کا ہی اشکبار خط

تربہ کر انکھون سے کاغذ سر بسر — لکھنے دے ہی دیدۂ نمناک خط
تیغ تیرا ن ہی تری برتا نہین — بے قضا ہی قاتل سفاک خط
تو نے کیا لکھا تھا جو رونے لگا — پڑھ کے تیرا عاشق غمناک خط

حاسدون کے ناک مین دم ہی ظفر
دے دو چاقو سے پھر کے ناک خط

ہمدمو عشق کی نہ پوچھو شرط — جان دیجے تو کچھ ادا ہو شرط
ہو تمھاری نہ بھاتی بدلی — ہمسے چاہو ہمسے بدلو شرط
[illegible] ہمسے جیتو شرط
[illegible] وصل دلدار سے طبیبو شرط
[illegible] اسکے چھٹنے پہ غم زدہ ہو شرط
یون کسی کی کہان دیتا دل — دلبری بھی ہے دلربا کو شرط

اسکا دشوار ہے بچا لانا
ہے محبت کی اک خطرناک شرط

یون ہلے جنبش لب سے ترے دل مضبوط — [illegible] مضبوط
پائداری نہین ہستی کو کہ ہست بنا — [illegible]
دل کے کو نہین ہم جان تلک دین اپنی — گر رہے قول پہ یہ [illegible] مضبوط
[illegible] — لیکن اک بار ہو جانی ہو مشکل مضبوط

اس دل بیمار کو لیجاؤن یار کے پاس
ہوگیا عالم مین خوبان مسیحا دم کا قحط

کوئی غنچہ بھی شگفتہ اس گلستان مین نہین
ہوگیا ازبسکہ دلہاے خوش و خرم کا قحط

دیکھہ خوبی اپنے دل ریشونکی قسمت کی کہا
آسمان مہر و نمک کا اور ہے مرہم کا قحط

کہتے ہین خوش ہوکے انجو زلیخا سے در سنبل
قحط درمان ہے بلا پر نہین ہے غم کا قحط

یون تو ہین آدم ہی آدم سب جہان مین اے ظفر
پر جو دیکھا خوب سے کام ہے آدم کا قحط

شمع ہے گلگیر گیا ہو تاج زر کی احتیاط
عشق مین جب ہو نہ اوس سے اپنے سر کی احتیاط

نکلے جو آنسو تصور مین کسی مہپارہ کے
چاہیے آنکھون سے اوس دشمن گہر کی احتیاط

خط بچایا آپ خط کیطرح سے ٹکرے ہوا
اللہ اللہ رے ہمارے نامہ کی احتیاط

سیکڑون محتاط ہو کر خیر سے خوبان ہین
کونسی ہے اس چمن مین جس کو گل کی احتیاط

ہم پھڑکتے ہی رہے اور صید دین لے ہی اڑا
پر ذرا ہمکو ہو اپنے بال پر کی احتیاط

مرگ عاشق کی خبر صیاد مکر سن لے
وہ نہ آئے دیکھنا اوس نیچر کی احتیاط

اے ظفر سینے مین بھڑکا اپنے شعلہ عشق کا
ہوچکی دل کی حفاظت اور جگر کی احتیاط

ردیف طاے معجمہ جلد اوّل

رہیو ہے دل تو اب اوس لعنت رسا سے محفوظ
حق سدا تجکو رکھے ایسی بلا سے محفوظ

ہین سدا عشق ستم سے سر عشاق قلم
کوئی دیکھا نہ تری تیغ جفا سے محفوظ

دل

دل اوسکی جنبش مژگانسے کیون حذر کرے
کہ اس مریض کو ہان جیسے ہوا کا لحاظ

اوٹھا کہ آنکھ نہ دیکھا چمن مین نرگس نے
رہا جو اوسکو تری چشم پرحیا کا لحاظ

ملون مین اپنی کف پا سے دیدۂ تر
مگر ہے مجکو ذرا سرخی حنا کا لحاظ

رکھین ہم اوس سے دلا چشم آشنائی کیا
نہ پاس یار کا جسکو نہ آشنا کا لحاظ

نہ توڑ دل کو مرے ای تبان سنگین دل
ورد خدا سے کر و نما نہ خدا کا لحاظ

لطف
پلا دے اوسے بھر کے ساغر مے ناب
اگر اوٹھانا ہے منظور دلربا کا لحاظ

ردیف ظای معجمہ جلد چہارم

گلی مین یار کی ہمنے رکھا قدم پہ لحاظ
کیا ہی آپ نے آہ بھی تو ہم پہ لحاظ

ہماری شکل نے سب حال کیدیا اونسے
زبان سے گو نہ کہا ہمنے دل کا غم پہ لحاظ

قلم وہ کرتے ہین اسپر بھی ہاتھ مے قاصد
اگرچہ کرتے ہین خط اونکو ہم بقسم پہ لحاظ

جب اوسے حسن مین یوسف نہ سکا ہمسر
تو جا چھپا وہ پس پردۂ عدم پہ لحاظ

سیاہ چونک اوٹھی خواب نازسے وہ کل
چمن مین جائیو ای باد صبحدم پہ لحاظ

ابھی تو بیٹھے ہین تربت کے گھر کے گھر لیکن
ہمارے آگے نہین ہوتی چشم نم پہ لحاظ

وصل کی تا چند نہیں کھینچے ہے پروانے کو
کیوں نہ ظفر شمع کنارہ ہو ہوس بیں ہے شمع

کم نہیں ہے سوز تن داغ دل دلگیر و شمع
بلکہ ہمسر ہی ہمارا نالۂ شبگیر و شمع

لب تصور اوسکا دل بین ہے از آہ پیشیر
ہین یہ فانوس خیالی مین ہم تصویر و شمع

موج اشک چشم ہی پروانہ کب ہی زیر پا
موج سودا ہی اسی باہم ہمہ زنجیر و شمع

اوس رخ پر نور سے روشن ہوگیا نکر ما ہتاب
ایک ہو کیونکر چراغ مہر منویر و شمع

ہے اجل سر پر کھڑی یہ کھل گئی تسکو ظفر
ایک جا جو ہین ہمین آسے نظر گلگیر و شمع

کسلیے ڈھونڈھین ہم غنچہ و گل چراغ و شمع
تو ہی نظر مین ہی صنم غنچہ و گل چراغ و شمع

یہ دل تنگ زخم تن داغ جگر اور آہ گرم
پاس ہین اپنے دسمبر غنچہ و گل چراغ و شمع

جام و گلابی شراب ساغر چشم مست یار
نرم مین اپنی ہین ہم غنچہ و گل چراغ و شمع

خاطر تنگ و چاک جیب سوزش سینہ و جگر
ہین یہ بہار بزم غم غنچہ و گل چراغ و شمع

قطرۂ خون و لخت دل مردمک و ذرہ پر اشک
[illegible] غنچہ و گل چراغ و شمع

[illegible] شمع
[illegible] ہی تیری لیکن ذرہ ذرہ شمع

[illegible] ہو پروانے کی نیری دس یار
یون جلی پروانے کی سوز غم فرقت مین شمع

[illegible] ہی جسکو جاتا اپنی سوز عشق سے
لیک جلتا ہی لکھا تھا یہ تری قسمت مین شمع

تا رکھے دیکھ کے اپنا وہ محبت مین قدم	چاہیے دار ہے راہ مین منصور کی شمع
چارہ گر جاہی تعجب نہین گر بچ جائے	سوزش عشق سے بچی مرگ اسوکی شمع
آگے خورشید رخ یار کے کیا کام اسکا	
اے ظفر جب کہ ہے نزدیک سے گردو کی شمع	

دل مرا لیتے کو اسطرح سے دلدار ہون جمع	جیسے کہ خبث کتنے ہی خریدار ہون جمع
ہون نہ وہ اک گرہ زلف سی اوسکی اسمین	اے صبا سیکڑون گرہ ناقہ تاتار ہون جمع
کشتہ نرگس مخمور ہون تیرا اے گل	میرے پہلو مین عجب کیا ہی جو بیمار ہون جمع
دل عشاق ہون یا جامہ کے جانب تیری	بسطرح خانہ زندان مین گرفتار ہون جمع
کیا تماشا ہی جو منہ سے اوٹھاوے تیغ	اسکے بیوقت کہ سب طالب دیدار ہون جمع
خوش گر بہ مجھے دیتا نہین اتنی فرصت	کہ مری چشم مین آنسو کبھی دو چار ہون جمع
اندازہ انداز و ادا ہی تری کیا جانے	ایک کے قتل کو جب اتنے ستمگار ہون جمع
شرط ہی یار جو ہو تیری مسیحائی کی	تیرے کوچے مین نہ کیون کر پہ بیمار ہون جمع
اے ظفر کیونکہ ہو جمعیت خاطر اپنی	
جب تک اوس زلف پریشان کے ہوسیار ہون جمع	

وصف مین معاصل چہارم

روزنامہ مین

روشن دلون کے قرب مین ہین لاکھ فایدے
آتا نہین ہے کام ظفر دور کا چراغ

ہے پاس ہی ادہر رخ پر نور سی چراغ
اے ماہ نو دکھا ہمین وہ بے سی چراغ

روشن ہو چشم شوق کے گشتے کی گو ترے
روغن کی جا بادہ انگور سے چراغ

شعلے کو میرے سوزش دل پر حمل ہے شب
جلتا ہے بزم مین مری مذکور سے چراغ

روشن ہے تفتہ جانون کو بخت سیاہ سے
پاتا فروغ ہے شب دیجور سے چراغ

کچھ ہو فیون کے گھر مین نہین روشنی کا کام
ماتوس کب ہے خانہ زنبور سے چراغ

اللہ ری تجلی انوار حسن یار
ہے سیر کے گھر مین روشنی طور سے چراغ

روشن ہوا آفتاب قیامت کا اے ظفر
ہم دل جلون کی شمع سیہ گور سے چراغ

کچھ بات کیجیے مصلحتا تجھ سے ہم دروغ
اے بت تسلی کھائین خدا کی قسم دروغ

قاصد خط اوسکے لکھ کے جو بھیجا کہی گیا
تحریر جو ہے اوسمین وہ ہے یک قلم دروغ

ابرو کو اوسکی کہتے ہین سب تیغ اصفہان
ہے اصفہانیون مین کہان ایسا خم دروغ

غم کھاتے کھاتے جان مری لب پہ آ گئی
وہ اب بھی جاتے ہین مرا حال غم دروغ

تمین نے تو کچھ کہا نہین تم کہتے ہو کیا
کیا پیشیون اوس دروغ کو ہے ہے ستم دروغ

سچا ہے اس زمانے مین وہ بھی کہ جسکے ہو
کچھ راستی سخن مین سوا اور کم دروغ

حق ہے دروغ گو کو کہ نہین حافظہ ظفر
جاتا ہے بھول کر کے جو وعدہ صنم دروغ

کہ رہا دو طرف اودھر ہی حسرتا | کہ رہی دو وطن ادھر ہی وادریغا وادریغ

اے ظفر ہین کیا کہون کہتا غم شبہیر ہین
دل مرا آنکھون مہر ہی وادریغا وادریغ

چاہیے بے تجمع بجھ جانے سہر مرفن چراغ | داغ دل روشن ہی زیر خاک بی روشن چراغ
جنبش دامن سے تیری اے نسیم صبحدم | گل نہین ہوتا چمن ہین گل کا یہ روشن چراغ
یون پس مرگان ہی دوسرخی چشم تر جدا | رکھدیا جیسے جلا کر موپس چلمن چراغ
شب دکھا کر تو رخ روشن نہ کر غائب کبھی | ساتھ اپنی راکبو رکھتی ہین کب ہرن چراغ
[illegible] | روشنی دشمن ہی غماز اور دشمن چراغ
[illegible] | [illegible] چراغ

ہے جلا تا گھر ہین سب سوز الم کو ہم صفیر
[illegible]

ردیف ہین تجمع جلو جانا ہم

[illegible] | دیتا ہی ماہ کو بھی وہ چرخ کہن پہ داغ
[illegible] | انجم ہی لاکھون ہین دل چرخ کہن پہ داغ
[illegible] | گرجاتا ہی جو ہر لحہ ہین کفن پہ داغ
[illegible] | [illegible]

کہتا ہی کوئی جیم کوئی لام زلف کو
کہتا ہون مین ظفر کہ مسطح ہی کاف زلف

وصل کی ہوتی نہین تدبیر جو تدبیر حریف
اوسکی تقصیر نہین ہی مری تقدیر حریف

دلمین یون مارکیا تیغ نگہ کا اوس نے
جسطرح کھینچکے مارے کوئی شمشیر حریف

سبل ابرو و مژگان ہون کسی قاتل کا
نہ مری تیغ ہی دشمن نہ مرا تیر حریف

دشت وحشت کو ارادہ ہی کہ آباد کرون
کھودی کاشن مرے پاؤن کی زنجیر حریف

نامہ بار کو قاصد سے اوڑا لیتے ہین غیر
دیکھو دی بھاگ ہین کیا نسخہ اکسیر حریف

دوستی ہین تری دشمن ہوتی یہ خلق تری
ہر طرف تیر نہا ہین مری تصویر حریف

ہین زنار محبت نہ پھرے زلف سی ہم
ہمکو پیرو انہین گر کرتے ہین تکفیر حریف

شمع سان رکھتی ہین ہر خندہ زبان اپنی دراز
اسے ظفر دیکھن تو کیا کرتے ہین تقریر حریف

ردیف فا جلد دوم

گر ہی دل دنیا خطا کربت بی پیر معاف
پھر نہین ہونی کی ہو اب توبہ تقصیر معاف

تو اگر قتل سے خوش ہو تو خوشی ہی اپنی
خون کر ہی اپنا تجھے عاشق دلگیر معاف

دل سودا زدہ کو تا رہی کو رہی زلف
دیوانے کو تو ہوے ہے تعزیر معاف

دم بسمل نہ سنی سی تری بسم اللہ
ذبح کرنے مین ہی شاید تری تکبیر معاف

گر ہی ایسا ستم و جور پہ ہون حاصل داغ
کیا عجب ہی محاسب کو ہی تحریر معاف

جو مجھ کہتی ہین دل اوسکو دیا کیون کہنے
نہین اوس شوخ کی ہم نازاداؤن سے واقف

کردیا زلف نے کافر تری ہمکو آگاہ
ورنہ ہم آگے نہ تھے دام بلاؤن سے واقف

مین ہون بیمار محبت نہ کرو میرا علاج
اے طبیبو نہین تم میری دواؤن سے واقف

ہوا کس شوخ سنگدل سے لگا دل اپنا
کہ نہین تیرے دوا گر نہ وفاؤن سے واقف

ہنستے کیون گل کی روش باغ جہان مین غافل
اے ظفر تو بھی اگر یان کی ہوا سے واقف

دیکھکر اوس قاتل سفاک کو خنجر بکف
عاشق سربازار پھرتے ہین ہمیشہ سر بکف

ہی کشتی کو کیون آیا باغ مین اے عندلیب
جو صراحی و بغل غنچہ دہن گل ساغر بکف

ہم ہر دولت آنسوؤن کے دیکھتے ہین عشق مین
چشم ہی پانی مین ہو طوطی ہو گوہر بکف

خون کیونکر نہ برسے اردن ہو مین ہر دم
کہ ترے دست ستم سے اک جہان محشر بکف

ہے کے دریا مین ہے سوکھا کر اشارہ کیا
ہون حبابون کی طرح گرداب کے اخگر بکف

آنکھ اوٹھا کر بھی نہین وہ دیکھتے ہان ہم ہین
ہو کہ نرگس کی طرح رکھتے ہین سیم و زر بکف

دیکھیے قسمت کا لکھا ہوگا اوسدن کیا ظفر
ہوویگا اعمال نامہ اپنے جب دفتر بکف

ہر رقم مین اوسکا انداز رقم مخلوق
جو قلم سے اوسکے نکلا یکقلم ہی مختلف

وہ جو پاس اوسکے نہین تھا ہے عجب اختلاف
کچھ فراخی ہی کچھ تنگی ہی کچھ [illegible]

لکھیے ہم نہ تکلف ہی اور کچھ قاصد — اگر نہیں خط مین رقم اپنی یکتم تکلیف
مریض عشق کو آرام ایک دم مین ہر — کرے ذرا جو میہان وہ مسیح دم تکلیف
یہ جان کنی ہی بڑا کام مشکل اے فرہاد — کرا اس سے کوہکنی مین کہین ہی کم تکلیف
سدا وان عدم کی خبر خدا جانے — کہ اونکو چین ہی یا جانب عدم تکلیف
نہ ہی کچھ تو مصیبت مین عشق کی ناصح — اوٹھاتی جان پہ جو اسقدر نہین ہم تکلیف
قدم سنبھل کے رکھ اے دل رہ محبت مین — یہ راہ وہ ہی کہ ہی جسمین ہر قدم تکلیف
جو دیکھین تبکدہ دل مین صنم رہتا وہ بت کی — کرین نہ شیخ جی صاحب سو حرم تکلیف

دیا ہے ایسے ستمگر کو دل ظفر تو نے
کہ جس سے جان کو ہر بحث ہی دمبدم تکلیف

ردیف خا جملہ چار حرف

تجھ بن شراب عیش کے منہ پہ چار حرف — اور اس طرح کے بیمزہ جینے پہ چار حرف
لا ایک حرف شکوہ زبان پر خرچ کا — بھیجے اے ستم شعار کہنے پہ چار حرف
جا جواب نامہ قسم بھر کے خون سے تو — دے کھینچ اپنے کشتے کے سینے پہ چار حرف
تیرے کی شرح ہی ہین یہ ضمین بیوفا — بھیجے ہین یہ ہزار سفینے پہ چار حرف
جا تو ہو قتیل کے گو تھے پہ تم مگر — سن جا کہ میری خاک کے نیچے پہ چار حرف
عاشق جو کینہ رکھتا ہی تو مجھسے اے حسود — تالف تجھپہ اور اس سے کینے پہ چار حرف
روداول ہی نام محمد کے اے ظفر — کندہ ہین اپنے دل کے نگینے پہ چار حرف

کوئی جا کر آئینہ رویوں سے کہدے صاف صاف
ہی بجا دلمین کہ دونے ہے اگر دونون طرف

منھ پہ تو کچھ اور رہو تم پیٹھ پیچھے ہو کچھ اور
ہو صفائی کیا یہ آئین دگر دونون طرف

عاشق و معشوق کے کیونکر نہ دلمین آئے فرق
تفرقے ڈالین جو غماز نامی ظفر دونون طرف

ردیف قاف جلد اوّل

ہر نفس حسرت و ہر دم قلق
ہر گھڑی اوڑتے ہین دل کی ورق

دے ہے یہ اوستاد محبت مجھے
رنج و الم غم سے سبق پر سبق

[illegible] ہی [illegible] دل کی مری
[illegible] سب [illegible] ارض و سما کے طبق

[illegible] جلد [illegible] جان [illegible] ق
[illegible] [illegible] [illegible] ہے [illegible] ق

آج اوس مست پہ ہے طرفہ بہار
[illegible] [illegible] [illegible] ق

لب پہ رنگ مسی و سرخی پان
ہے یہ جادو مشام و شفق

روحا سدہے جو منظور ظفر
پڑھو قل اعوذ برب الفلق

[illegible] اوس [illegible] کی [illegible] ق
تکلتا زہر ہی یہ سانپ کے دہن سے عرق

پیام کس کا یہ لایا کہ اتنا گرم آیا
روان ہے جو مرے قاصد پیرہن سے عرق

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible]
تمہارے رخ [illegible] ق

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ق
[illegible] [illegible] [illegible] ق

نہین ہی درد مجھ اور کچھ سوای فراق
بلا سے مجھ سے اگر ہو تو کردوے فراق

بہائے چشم سے دریا بھی دیکھ نہ سکے
جگر مین آگ کیلیے اگر لگا ہی فراق

ترے فراق زدون کے مزار سے تا حشر
عجب نہین کہ یہ نکلے صدا کہ ہا ہی فراق

فراق مجکو ستاتا ہی ہان فراق کو مین
یونہین ستاؤن اگر میری ہاتھ آئی فراق

وصال بھی جو میسر ہوا تو خوش نہ ہوا
غم فراق کی ڈر سے یہ تبلا ہی فراق

کیا خدا نے جہان آفرین نے یہ پیدا
فراق میرے لیے اور مجھے برا فراق

ڈرا نہ روز قیامت سے تو مجھے واعظ
کہ مین نے دیکھے ہین کتنے ہی روز ہا فراق

مزہ ہی کیا کوئی آگاہ ہو محبت کے
کہ جب تلک ہو نہ دل لذت آشنائے فراق

فراق و فرق مین اک حرف کا ہی فرق ظفر
جہان ہی فرق دلون مین وہین ہی جا فراق

ہوگا نہ خاک بھی ساتھ جو دل کا قلق
جاکے ہلا دینگے ہم ساتون رہین طبق

لعل سی زیب پر اوسکی جو ہی رنگ پان
ہوتے ہین کیا کیا نجل دیکھکے شام و شفق

حال شب غم مرا سب نہین جاتا لکھا
گرچہ سیہ کیے ہین روز ہزارون ورق

دل کو ہین نکرون مین لون نہ ہی ہین نشیمن شکل
جیسے گلستان کا لین طفل دبستان سبق

اسکو خط گلستان تو نہ سمجھ رات کو
نالے نے میری کیا سینہ گردون کو شق

گو نہ زبان سی کہا راز محبت تو کیا
خشک ہی لب چشم تر زرد ہی منہ رنگ فق

لاؤ وہ گل بہ ظفر اوس سی پڑ جائیگی
دیکھکے رخسار پر اوسکے مرا عرق

ظفر عشق کی دولت سے ہی دل جگمگائی
وہ سمجھتے نہیں کچھ خاک اور اکسیر میں فرق

ہے عاشق پر سوز میرا پا شجر عشق
پھل جاتا ہے پھوٹوں سے ہر اسکا مگر عشق

ہووے نہ اگر قاصد اشک اپنے روانہ
یاروں کو پہونچتی ہماری خبر عشق

نکلے ہے جو یوں داغ بدل خاک سے لالہ
ہے زیر زمیں کیا کوئی تفتہ جگر عشق

ٹھہرائی لگے آتش دوزخ تو عجب کیا
دکھلائی شرارت اگر اپنی شرر عشق

کیا فایدہ اشکوں کو اگر چشم میں روکا
ہے زردی رخسار سے ظاہر اثر عشق

بجلی گرے اس پر اگر اوسپہ بلا ہے
لیکن نہ پڑے دل پہ کسو کی نظر عشق

ہو گرچہ دماغ اوسکا فلک پر تو بجا ہے
جو آپ کو سمجھے ہے ظفر خاک در عشق

ردیف قاف چہارم

کھلتا نگاہ ہے بت سیمبر کا فرق
کرتا ہے دل کے خوف کو ظاہر نظر کا فرق

سوتے ہے نہ میرے پاس وہ بستر پہ رات کو
جبتک کہ درمیان نہ ہو بالشت بھر کا فرق

کوچے میں اوسکے مجھکو نہ مکان بھی بنانو کیا
میرے اور اوسکے گھر میں ہے دس میل گھر کا فرق

جاتا گذر ہے دونوں سے اوسکی نگہ کا تیر
مطلق نہیں سمجھتا وہ دل اور جگر کا فرق

[illegible]

خاک کو مسند کمخواب سمجھتے ہین فقیر
اور وہ جانے ہین مسند کمخواب کو خاک

صاف دنیا سے ہین دنیا پہ کوئی روشدل
خاک پر لگتی نہین چادر مہتاب کو خاک

خاک ہوتا ہون مین اُسپر جھٹک دے دامن
گر لگے جاکے مری راس اڑھا کو خاک

تاب دندان سے ظفر اوسکے گرے گر بجلی
کرے اکدم مین جلا کر درخوش آب کو خاک

لگی ہے اس تری وحشی کے پیرہن سے خاک
لگا تو وے اگر بھاڑ پیرہن سے خاک

گمان رہا ہے زر گل خبر تو لے بلبل
اوڑا کے لیگئی باد خزان چمن سے خاک

ہوے نہ ہم ہین فقط راہ عشق مین برباد
ہزارون ہوگئے یان پیش کوہکن سے خاک

ڈری ہے جو سوز محبت سے دل مین پروانے
تو کیا لگا ہے وہ لوح شمع انجمن سے خاک

ہر ایک شخص ہے زیر فلک مکدر سے
بچیگا کیا ہے وہ دامن کہ ہان کرے گا کیا

بچا نہ خاک سے دامن کہ ہان کرے گا کیا
لگے گی زیر زمین جب ترے کفن سے خاک

ظفر تو بھی وہ آتش زبان کہ ہو جلکر
دل حسود تری گرمی سخن سے خاک

ردیف کاف جلد دوم

حال اپنا کرے کیا تھا بیجا ربان خاک
دم لینے کی بھی نہین تاب و توان خاک

نالون سے مری آپ ہوے سنگ ولیکن
اوسکو ہوا کچھ اثر آہ و فغان خاک

جون نقش قدم مل گئے یان خاک مین لاکھون
رکھا نہ فلک نے کسیکا بھی نشان خاک

ردیف کاف جلد سوم

خطا وار و پکا خط کیا لکھ جائے نامہ بر تک
کہ بین رستے مین لاکھون طرح کی خوف و خطر واں تک

نظر سے دور ہے انتظار گاہ یار کیا کہیے
جہانتک پہنچ سکتی ہی پہنچتی ہی نظر واں تک

جو دل کو رہ ہے دل تو کیا مشکل اگر پہنچے
تمہارے دل کی خبریان تک ہمارے دل کی خبر واں تک

زبان پر نہین لاتے ہیں گر حرف شکوہ کا
ستم کیا جانتک ہی تجھے منظور کر واں تک

رہے یار و نا ایسا نہ پھر مجھ سا کوئی ہوگا
پہونچ جائیگا گر مجھ سا کوئی شور و فغان تک

نفس سے پھٹکے مرغ ناتوان کیا جا کے گا یان
کہ بھر پڑے ہین جا بجا سب پر ٹوٹکر واں تک

تیمم کا محل مشکل نہین ہی پہنچے اگر واں تک
کہا ہا تھ کو دھو کر بھی کہ ہے یہ [illegible]

ہمیشہ حضرت ناصح ہمین باتین [illegible]
کبھی تشریف لیجائے نہین یہ [illegible] تک

ہیری در مجنونکی کیا تصویر ہی دونونکی ایک
وہی طوق اور وہی زنجیر ہی دونونکی ایک

برق کے نالی مین کچھ تمازت کم نہین
آتش افروزی مین تو تاثیر ہی دونونکی ایک

سجدہ و بتخانہ سنگ و خشت سے دونون بنے
فرق اتنا مین کچھ نہین تعمیر ہی دونونکی ایک

قیس سے سنیے کہانی میر سے مجھ سے قیس کی
داستان ہی ایک اور تقریر ہی دونونکی ایک

جو لکھا دشمن نے تجکو وہی لکھا دوست نے
قاصد کیا یک قلم تحریر ہی دونونکی ایک

دونون وہ نازد اور دشمن مین ہی جانکے
قتل کرنیمین مرے تدبیر ہی دونونکی ایک

پہونچے گو موت کے بیمار محبت نزدیک
پر نہ پہنچے وہ کبھی مہر عیادت نزدیک

محبت مین کچھ ایسے پل کھل کھیلا ہین
کہ نہ ہی اونکے حیا پاس غیرت نزدیک

روز محشر سے بھی یہ رات ہی دراز
مجھ سے دل نہ تو صبح شب فرقت نزدیک

دور الفت سے نہین فاتحہ گر جاکے پڑھو
کشتہ ناز کی ہی آپ کے تربت نزدیک

بھاگتے دور ہین دنیا شب تنہائی مین
کوئی آتا نہین غیر از غم فرقت نزدیک

ایسے بیمار کی کیا چشم مروت ہو تجھے
جسکے پہنچے نہ کبھی مہر مروت نزدیک

اے ظفر کفر و نفاق و ستم و فسق و فجور
کیون نہ بڑھ جائین کہ آئی ہے قیامت نزدیک

کیا تجھسے حسن مین ہو کوئی اے صنم شریک
پیدا ہوا ہے تیرا فدا کی قسم شریک

پیا ہوا نہ عشق مین کوئی شریک حال
صد آفرین انھین کہ رہے رنج و غم شریک

انداز ناز و غمزہ و آن و ادا ترے
کرتے ہین قتل مجکو یہ ہو کر بہم شریک

کرتا ستم جو روز فلک ہی نئے نئے
کیا جانے کون اسکا ہوا ستم شریک

عاشق ہوے جو حضرت دل ہر کسو پہ تم
اسبات مین نہ آیئے ہونیگے ہم شریک

اوس ذات لاشریک کے قربان اے ظفر
جسکا کہ منعدم ہے اوسی کی قسم شریک

غزل

کہو نہین واسطہ غم اگر دو دن تک
تو اک بات بھی ظفر نہ کی دو دن تک

غصہ بھی کھاتے ہین خون دل پیتے ہین لوگ
ساتھ کھانا اونکے جب دا ہین ٹھیکر کھاتے ہین لوگ

کچھ تو ہے اونکو مزا ایسا ہی ہے شیرین ہین
گالیان جو تلخ تیری آکر کھاتے ہین لوگ

کیون خراب ہووے نہ جسسے ہو یقین وہ بدگمان
چغلیان جا جاکے میری ہی ظفر کھاتے ہین لوگ

ردیف گاف جلد دوم

سوزش عشق کی ہے یون دل بیتاب سے لاگ
جسطرح آتش سوزان کی ہو سیماب سے لاگ

آنکھ کیطرح لگی میری کہ تجھ بن ہرشب
خواب کو چشم ہے چشم کو ہے خواب سے لاگ

آبرو کہتی ہے دریا کو کرا اپنی منظور
کہو باندھی ہے تیرے دیدہ پر آب سے لاگ

کام مسجد ہے تجھے کیا مگر اوس ابرو نے
شوق مین اپنے لگا دی مری محراب سے لاگ

آپکی زلف کے حلقے سے دل اسی واسطے ہے
اوس کو ہر گو ہے اوس حلقہ گرداب سے لاگ

دل لگا اور حسین سے نہ مرا تیرے سوا
لگے جو شمع سے پروانے کی مہتاب سے لاگ

جام کوثر کو بھی وہ منہ نہ لگا دے ساقی
جسکے ہونٹون سے لگی جام مے ناب سے لاگ

آنکھ اوس رخ سے لگی یون ہی جیسے لگجائے
گل خورشید کی خورشید جہانتاب سے لاگ

کی ہے جس روز سے اللہ نے لگاوٹ اوس سے
اے ظفر باندھی ہے اوس شوخ نے اسباب سے لاگ

ردیف گاف جلد سوم

آگے تو مجھسے بھی نہ کبھو لاگ
اب ہوئی ایسی کیا خطا بتلا تو لاگ

رہتا ہی جب سے دلربا ہی ستم الگ الگ — ہے ہے دل الگ الگ دلبر الگ الگ

رکھتے ہین غم وہ تر ہو اپنے بقدر حوصلہ — رنج و تعب جدا جدا درد و الم الگ الگ

شوخ فراق کا اثر دیکھیے سے خط مین نامہ بر — کرتا رقم ہی یکقلم حرف رقم الگ الگ

ہمسے لگاؤ آپ نے رکھا جو ظاہر اکیا — کرتے ہو دیر سیر تو قول و قسم الگ الگ

ہا غضب کہ جتنا مین اوس سے زیادہ چاہتا — اتنا ہی مجھسے وہ ہی میر اضم الگ الگ

جو کہ حرم مین ہو دی ہی یہ مین بھی ہی حلو کنشت — کیا ہو کہ مین ظاہر اور ہو حرم الگ الگ

بون تو ستم شعار مین جو ہین جہان مین عدو
پر ہین ظفر ہر ایک کے طرز و ستم الگ الگ

کیونکر رہی نہ ہمیشہ وہ ماہ جبین الگ تھلگ — رہتا ہی اک زمانے سے اہ حزین الگ تھلگ

یون ہین جہان مین مرجو گوشہ نشین الگ تھلگ — جیسے صدف مین سب سے ہو در ثمین الگ تھلگ

تو رہی اسے نہ دی گر اصد سہارہی آ کا — یہ جو دین ہے یہ کفر اخیر ہے دین الگ تھلگ

جاتے ہو آج تم جہان لیجیو ساتھ مجکو وان — بیٹھیے رہینگے مہربان ہم بھی کہین الگ تھلگ

پاس نزاکت اسقدر ہی کہ ہمیشہ اپنا سر — رکھتا ہی پیر پہ تیرے یا نو پر تراخرین الگ تھلگ

کردی ہی بند سے سر جدا لیتا ہی کیون اٹھا — رکھکے گلے پہ تو مرے خنجر کین الگ تھلگ

کون ہے جس سے خط وہ کاتب شیرین ادا — رہتے ہین انکے پاس ہی ایک ہمین الگ تھلگ

جوش خوبان زمین پر کر سبزہ وری نے اگا — رکھی ہی شاخ گاؤ پہ دیکھیے زمین الگ تھلگ

دلکو نہ دو ظفر اوسی خوش ادا سے پھیرے — شیشہ ہی نازک اسکو تم رکھیو کہین الگ تھلگ

چمن مین گل نمط چہرہ ترا دیکھیہ
تصدق ہوکے ہین ہر ہر قدم گل

جو رو دی اشک خوں سے بیٹھکر ہم
ہوا یکدست یہ فرش گلم گل

ظفر گلزار کیا لکھی غزل ہے
عجب گلشن ہے لوسب مین ستم گل

مانگ لو سکی چمکی متصل کاکل کے گل
پھول لو کاکب کہکشاں پر کے گل

سر پہ اس غم سے رکھو کیونکر یہ کوہ غم کلا
جب کہ غائب ہے نظر سے باغ مین پلیسے گل

اشک کی قطرے نہین ہین دامن گل پہ ساتے
بکتے ہین دیدہ چمن کے موتیا کے تل کے گل

ذوق ہی قرص ماہتابان کے ہے ترحص افتاب
چرخ مینا فام پر ہین عکس جام مے کے گل

اے ظفر باغ معانی ہے ترا ہر اک سخن
جھڑتے ہین تحسین کے منھ سے طالب آل کے گل

ردیف لام جلد دوم

واہ کیا زلف بتان پیر کے حلقے ہین گول
دیکھکر خوبان زنجیر کے حلقے ہین گول

گرد شمع رخ پہ نہین پاتے پتنگ خورشید کے
دونون اس سقف کہن تصویر کے حلقے ہین گول

واسطے عاشق کے ہین گرداب دریا نے فنا
وہ جواد کی جوہر شمشیر کے حلقے ہین گول

گھستے ہین چشم دوہن غلطان دہ میر بیتاب
وام حسن عالم تصویر کے حلقے ہین گول

ہم ہجوم زخم ہی کو من پہ پھیلے ہین رہے
گول یہ دنیا نہین تقدیر کے حلقے ہین گول

عین سقف سے بنا ہے شہ الگو کا

پاتی ہیں مشک ترمی لٹ خط و خال کا بل
چین جبیں تازہ جب دونوں ہیں ایک بال کا بل

کیا عجب شوق اسیری میں جو مرغان اسیر
بیکر آپ کو صیاد دیں جال کا بل

دلکو بکواہی ہے پاشم ذرا اس یار کے ہاتھ
پھر سکا پھر نہ چکایا ہوا دلال کا بل

قدر یوں الفت دیرینہ کی دی اپنے گھٹا
جیسے ہو جائے کم جس کمسن سال کا بل

لایا دامن میں گہر بھر کے مگر دے نہ سکا
ابر نیسان دم گریہ مرے رومال کا بل

ہو دنیا سے سبکدوش نہ منعم نہ فقیر
کہیں کمبل ہے گراں اور کہیں شال کا بل

دل بلاؤں میں کہیں پھنسا زلف کا ہو کر مجھ جان
لیتا سودا کوئی ایسا بھی ہے خیال کا بل

ماہ نے جمع کیا سیم ظفر جھرنے زر
پھر جو دیکھا تو نہیں یار کے اک کال کا بل

سوز غم میں یہ بلا داغ جگر کے پھل
دل جگر دونوں ہیں عاشق دلگیر کے پھل

باغ عالم میں ہیں جو مرد کہ خوبان زمیں
پھل ہیں بھائی کے پیر اور نہیں شیر کے پھل

کھائی ہیں شاخ تمنا سے تری ہی میرے
دل مرا جان ہے مینگان ہر تر کے پھل

باغ دل میں شجر آہ لگائے سے نہ
لیکن افسوس لگے نہیں تاثیر کے پھل

ہے ذقن سیب کا پھل اور ذقن پر تیرے
خال مشکین ہیں کئی ہیں انجیر کے پھل

دیکھ اس باغ میں بے فیض سے کیا چشم تمر
کہ نہیں کھاتا کوئی نخل سے تیسو کے پھل

پھل ستاروں کا ملے تجھ سے ظفر کیا پوچھنا
سب وہ کرتے ہیں موافق مری تقدیر کے پھل

دیوان میر جلد اول

برگ گل بین ہوتی شگفتگی دل کو
گہ کس طرح کا اب آیا ہی اے صبا موسم

گھٹا نہ دل کو مرے جام مے پلا ساقی
ہوا ہی اور یہ برسات کا ہی کیا موسم

نوا فگر گریہ ہے اور آہ سرد سوزش دل
ہر ایک چیز کا ہی یاں جدا جدا موسم

ہوا نہ سبز یہ چہرہ کا رنگ زرد مرے
تمہارے عشق مین اپنا ہی ایک سا موسم

چمن مین کیونکہ نہ بیخبر پا ہو موج نسیم
بہار کا ابھی یارو نہین گیا موسم

بدل کے قافیہ لکھہ دوسری غزل بھی لطیف
بہار باغ سخن کا تو ہے سدا موسم

عرق گلو ہے وہ اوڑھنی کی زیر داری مین ہم
دل کو ہاتھون سے پڑی کیسی فگاری مین ہم

سب یہ روشن ہے ہماری شورش دل کی ہم
شمع یہان جلتی ہین اپنی گرم بازاری مین ہم

یاد مین ہے تیرے رخ کی آمد و شد پر خیال
نیچر سب ہین اسدم کی خبرداری مین ہم

کب سنبھالا گردش گردون نے ہمکو مثل گل
مثل شبنم ہین ہمیشہ گریہ و زاری مین ہم

چشم و دل بچھا ہین اپنے رہ گذار یار مین
گرچہ سو ہین بظاہر بیقراری مین ہم

دل فگار رخصت سفر باندھے ہی کیا تجھ صبا
دیکھتے ہین سبکو یان جیسے کہ تیاری مین ہم

کب تلک دیدے یارب کہین چشم وفا
لگ رہی ہین ایتو اپنے دل کی غمخواری مین ہم

دیکھکر آئینہ کیا کہتا ہی یارو اب وہ شوخ
ماہ ہی صد چند بہتر ہین ادا داری مین ہم

اے مطرب تو غزل بحر و قوافی پھیر کر
خامہ در ریز سے ہین اب گہر پاری مین ہم

پھرتے ہین مہر و مہ جو سمر دان ہے تری جستجو خدا کی قسم
مکھوں دیتے ہین میرے نالہ و آہ راز پوشیدہ کو خدا کی قسم
پہونچے منزل پہ ہمسفر اور ہم گئے غفلت مین سو خدا کی قسم
بھاؤ خوبان کی شہ یاقوت پر ہے وہ بیہودہ گو خدا کی قسم
یہ جو تم دیکھتے ہو غفلت مین خواب ہو غافلو خدا کی قسم
مہر کیا ذرہ کیا کہ ہو سب مین جلوہ تیرا ہو خدا کی قسم
شمع مین ہو وہی تجلی تو ہو گل مین ہو تو ہی خدا کی قسم

ظفر اوس سے نہ کر زیادہ کلام
کہ وہ ہے تند خو خدا کی قسم

کلیسن یہ ہی اگر تیری خرنیون کے کام کرین اک روز مین وہ بارہ مہینون کے کام
کام کرتا شرفا کا جو فلک ہوتا شریف یہ کمینہ ہی جو کرتا ہی کمینون کے کام
طمع و حرص ہوا ذکیا انسان کو خراب کرہی یہ ساری خرابی انھی تین کے کام
دولت عشق ہی ہے سینہ جواہر خانہ دل کے ٹکڑے مرے کرتے ہین نگینون کے کام
کرتا ہی حسن کی نیلام سی اب تو جو ستم کیا یہی ہوتے ہین اے شوخ حسینون کے کام
روشن نقش قدم خاک مین ملتے ہین سدا تیری کوچے مین ہین یہ خاک نشینون کے کام

اے ظفر ایک بھی کام اوسکا قرینہ سے نہو
بے قرینہ کرے گر لاکھ قرینون کے کام

ہاتھ سے قاتل کے کچھ شکوہ نہیں کرتے کبھی
رکھ کے آپ اپنا گلا شمشیر پر شاکر ہیں ہم

تو برا کہہ یا بھلا ہم سے نہ تیرا گلہ
اے ستمگر تیری ہر تقریر پر شاکر ہیں ہم

کرتے کیا کیا شکر کچھ ہوتا جو نالوں میں اثر
جبکہ اپنی آہ کی تاثیر پر شاکر ہیں ہم

لکھا پیشانی کا پیش آتا ہے ہم شاکی نہیں
کاتب تقدیر کی تحریر پر شاکر ہیں ہم

ہمتو ہیں صید محبت تیری اے ہاں کون کہتا
کون ایسی شکوہ کا کیا ہر تیر پر شاکر ہیں ہم

ہے ظفر ہم سا جفاکش کون زیر آسمان
ہر جفای آسمان پر شاکر ہیں ہم

اوس موقعا سے ہمکو پھیرا ہی تو دینگے ہم
دل کو فراوفا کا چکھا ہی تو دینگے ہم

دل کیا ہر بکہ جان سے آسان دینگے ہم
مانگیگے جو تو بیخدا ہی تو دینگے ہم

بنیا بدل ہیگا اگر یوں نہیں تو یوں سہی
یکبارگی نہیں کو ادا ہی تو دینگے ہم

قصوں میں لاکیا نیو نہیں پر کسیطرح
احوال اپنا اونکو سنا ہی تو دینگے ہم

ترکان اشکبار سے یکبارو دیکھا
ابر سیہ کا زور گھٹا ہی تو دینگے ہم

چونم ہیں زخم سینے کے ہوں تیغ یار سے
پر ناخدا ہی دل کو دوا ہی تو دینگے ہم

کچھ ہو بلا سے عشق کی بازی پہ اے ظفر
اک روز اپنی جان لگا ہی تو دینگے ہم

چون بوے گل رفیق نسیم چمن ہیں ہم
اے ہمدمو وطن میں غریب الوطن ہیں ہم

پروانہ لونگا جلاکے جو اپنی جان
لے اوسکی کیون شمع شبستان کے تو قدم

کھٹکا ہی ہر قدم پہ ظفر راہ عشق مین
رکھدا نیا دیکھ بھال کے اے راہرو قدم

دوستی جو کچھ سے جاہل سے دلی رکھتے ہین ہم
دشمنی اپنی مگر دل سے دلی رکھتے ہین ہم

تلخ باتون سے بظاہر گرچہ نہین ہاتھ تو کیا
الفت اوس شیرین شمائل سے دلی رکھتے ہین ہم

شمع کے خاطر سے کیا گذری دل پروانہ پر
پیار جو اوس بیمحفل سے دلی رکھتے ہین ہم

زیر شمشیر ستم بھی دل سے دیتے ہین دعا
کیا محبت اپنی قاتل سے دلی رکھتے ہین ہم

زلف بل کھاتی بلا سے پر تمہارے رخسار پر
آرزو بوسہ کی ہر پل سے دلی رکھتے ہین ہم

صحبت پیر مغان ہمکو خوش آئی بدل
ہم ہین عاقل پر بدعاقل سے دلی رکھتے ہین ہم

دل فدا کرتے ہین نام فخر دین پر اے ظفر
عشق اپنے پیر کامل سے دلی رکھتے ہین ہم

ردیف میم جلد چہارم

جب کہان وہ دل کہ تجھ دلبر سے میرے پاس تم
سنتے بھی اگر نہین اک بات میرے پاس تم

کیا ستم ہی بھیجتی ہین جو مرے دشمن تجھین
بھیجدیتے ہو وہی سوغات میرے پاس تم

چاہتا ہون اجرت مین دل انعام مین جان قاصد
لاؤ ہو خط اوسکا کیا خیرات میرے پاس تم

دیکھنی ہی تمکو مے نوشی کی کیفیت اگر
لو گدا ادراک پر سن سات میرے پاس تم

قابل اس پاس محبت کا ہون کیا اے مہربان
دنکو پاس اور رون کے ہو اوقات میرے پاس تم

غزل اک اور پہ مضمون پڑھیں کیونکر نہ محفل میں
لطف کہتے ہیں ہم بھی وضع اوستاداں رکھتی ہیں

بھلا دشمن کو کیونکر دیکھ سکتی ہے کہ ہم یک جان دو قالب ہیں
نہیں دشمن ہوا خواہ ہم یک جان دو قالب ہیں
بظاہر گرچہ دور سی عمر بھر چشم عالم میں
دلی ہم اور وہ اپنا ضمیر یکجان دو قالب ہیں
تمہارے سایہ سا یہ ساتھ رہتا ہوں سدا ہمدم
جدائی کس طرح ہو اے دیدہ یکجان دو قالب ہیں
لطف چشم حقیقت بیں نہ اسرار نیستی او سے
کہ کس صورت حباب موج ہم یکجان دو قالب ہیں

لطف ایک ان آنکھوں میں وہی نور رہتا ہے
جس کے کہ یکجان دو قالب ہیں

اور نہیں ہے یوں تو ہم میں ہیں ہی تیس
بھلا کیوں شکایت ہی پیتے ہیں
لطف رکھتے ہیں جو آئینہ دل کو یہاں پہ
وہ آزار ہر ہی سی رسی ہیتے ہیں
نہیں کہتے ہیں اک بوسہ تو اور مسکرا دیجے
تماشا ہے کہ وہ اس نفس دل کی ہیتے ہیں
شراب عشق کی کیا اہل دنیا کیفیت سمجھیں
عجب اندھیر ہے سب عالم ہستی ہیتے ہیں

دلاور ہیں مہاور ہیں لطف جو رستم میداں
وہ اعدا کی سدا شمشیر دو دستی پہ ہیتے ہیں

یا تو اب پاس ہی یا وہ ترے دیوانے ہیں
جو نصیب اپنے تھا اپنے وہ نصیبے اور ہے
درد منداں محبت کا معالج کون ہے
حضرت عیسیٰ ہیں

دی ہی تعدیر سو اُنکو ہنرمندون سے
جنکو جز بے ہنری آتا ہنر خاک نہین

خاک مین آنسوؤن کو بیر ملاتا کیا ہی
بجا کو اب دیدۂ تر قدر گہر خاک نہین

گر جو ہستی ہو اس ہستی موہوم پہ
اور ذرمت ہین مانند شرر خاک نہین

اجر مژگان ہی رکھا ہین ذ ہمیشہ سیراب
لیکن اس نخل محبت ہین ثمر خاک نہین

آئینہ کیونکر ترے حسن کا ہو عیب نگر
پڑتی ہان جاندپہ ہی عکس تو گہر خاک نہین

جسمے ظاہر ہو ہو صاف لو کیا ہوتا ہی
دل تو صاف اونکا ہوا ہے ظفر خاک نہین

کیونکر ہم دنیا مین لگے کچھ سب کھلتا نہین
اک کتاب حسن دان کا سب کا کھلتا نہین

پوچھتا ہی حال بھی گر وہ تو مارے شرم کے
غنچہ تصویر کی مانند لب کھلتا نہین

شاہد مقصود تک پہونچینگے کیونکر دیکھیو
بند ہی باب تمنا ہی غضب کھلتا نہین

بند ہی جس خانہ زندان مین دیوانہ ترا
اوسکا دروازہ پریرو رزبت کھلتا نہین

دل ہی یہ غنچہ نہین ہی اسکا عقدہ ہی صبا
کھولنی کا جب تلک آوی نہ ڈھب کھلتا نہین

عشق ذ غنچہ کیا خاطر گرفتہ اونکا دل
لاکھ ہو گر چہ سامان طرب کھلتا نہین

کس طرح معلوم ہووے اوسکے دل کا مدعا
مجھسے باتون مین ظفر وہ غنچہ لب کھلتا نہین

تو ہوا ہو ہی تیرہ کوئی آنکھین ہم چوراتے ہین
یہ آپی ہین کہ دل ذ تو ہوی یکدم چوراتے ہین

کیا آرایش ہی نہ ٹھوکر اپنے کشتون کو
کہ جو دیتے ہین دم تیرہ وہ کوئی دم چوراتے ہین

جبکو ایمان ہم اپنا بجا سمجھتے ہین
پر جو وہ کہر کہ ہو من ہین کیا سمجھتے ہین

تری فرقت مین جو ہر لمحہ ہر غم پر ہر شب
تا روز ہم صبح تک اہ و فغا کرتے ہین

تو ہو ہر لمحہ جان اپنا تصور ہو او ہم
اس تصور ہی کو ہم تجھ سے تمنا کرتے ہین

ہم بھا کرتے ہین ان کو تو خدا ہی جانے
وہ بھی ہم کو نہین ہم کو کہ بھلا کرتے ہین

درد و غم یاس و الم رنج و تعب آہ و فغان
ہم تو سب کچھ اپنا انھین کو رفقا کرتے ہین

ظلم سہتے ہین پر شکر نہین کچھ کہتے
ہم جفا کو تری مہر و وفا کرتے ہین

آج ہو وعدہ وہ یار کیا ہے کہ نے
بیٹھے گھڑیان ہے مستانی لگا کرتے ہین

ملکے خاک مین ہم تجھ سے ہوا یہ بھی
کہ کہا تو نہین خاک کہ کف پا کرتے ہین

اے ظفر میری ان اشکون کی بدولت ہر دم
مثل خرمہرہ دُر بخش ہوا کرتے ہین

لگے ہین دل پہ بہت ناوک یار کے تیمن
کیا ہی ٹھیک ہی مار مار کے تیمن

شکار بند مین تیرے سوار تو سن ناز
کمان نصیب کہ ہون اس شکار کے تیمن

خدا بچاوے اوسے جسکے قتل پر کھوین
بتان عربدہ جو ہی کٹار کے تیمن

فلک نے رعد کے طبلے پہ آج اے ساقی
چڑھا دی رگ ابر بہار کے تیمن

ابھی جو ہاتھ لگا ہی ایک دو تا تیر
تو پھر لگین گے سینکڑے ہزار کے تیمن

[illegible]

تمنائی مری تو بہ کی ٹھہرینگے جنین ہاتون — اگر جھوٹا تیرا وعدہ سچا ایسی فری ہین

پر وہ تیرے زخمی کو نہین آب بقا کی — رکھتی ہے تری تیغ کی آب ایسی فری ہین

جیسا کہ دل سوختہ ہوا تیا فری دار — رہتا ہے کہان جلکے کباب ایسی فری ہین

پوچھو نہ یہ تم بوسے لیے کتنے فری سے — رہتا ہے کسے یاد حساب ایسے فری ہین

بھشتا ہے فری عشق کا ہے کیئی ناصح — آئے ہین ہم خانہ خراب ایسے فری ہین

ہو جو ان نشے کو ہرن کھل جاوے ہے
رہتا ہے ظفر کو ی عجاب ایسے فری ہین

جلکے بن بنکے دیوانون مین مکان بستونکے ہین — ای فلک تو نے مٹا ڈیا ان نشانبستونکے ہین

حال دیوانونکا اپنے پوچھ خاروخست سے — یعنی انسا ڈاوے ہے لوگ زبان بستونکے ہین

ہر قدم پر تیرے اندر خراہ نالے سے — دل کے پیچا مال ای سرو روان بستونکے ہین

آشنائی کا بھروسا کیا تمھاری ہو نہ مجھے — ہو چکے آپ آشنا ای مہربان بستونکے ہین

اس چمن مین میری برق نالہ جانسوز سے — جلگئے ای ہمصفیر آشیان بستونکے ہین

محفل عشرت مین بھی اوس مہ کے سفاک کی — کب گئی سر پیٹتے پیٹتے شمع سان بستونکے ہین

عشق مین اوس بت کے مین ہی نہین اک دلفگار
چاک سینے ای ظفر مثل کتان بستونکے ہین

کفر ہے ایمان ملا اس ملک ہستی مین ہین — حق پرستی ہا خدا آئی بت پرستی مین ہین

گرد یا ہی تھا کہ نیند اونے ہمکو خراب — ہوش سا بارے آگیا جلد ہستی مین ہین

دو گھڑی کیلئے کسواسطے یان آئے ہو | دو ہین تم جاؤ کہ رستے ہوئے جاتے ہین دو دن

ایک دن بھی جو ذرا اونکو خفا دیکھتے ہین
اے ظفر رہتے ہین کم خفتان و دو دن

لاغری سے یون تری ہڈی نکل آئی ہے یان | ہین عیان جیسے کہ مخمل مین کی ہڈیان
گو ترا دلسوز سر گرم فغان ہین جل گئے | شمع سان گریہ سے آہ آتشفشان کی ہڈیان
یاد خط و خال و محبت کی ہے جو دل مین ترے | ہے پر سب مین گھاؤ کہین کی یا کہین کی ہڈیان
خاک مین بھی جسم ہے غافل نہین میاں کوہ | یہ زمین کی ہین گہین اور وہ زمین کی ہڈیان
دل مین ہے سیر لکھون قاتل تری ہر حرح تم | ہون قلم برش سے گر شمشیر کہین کی یا کہین کی ہڈیان
قابل نفرت ہے وہ یان تک کہ جسکو یقین | کھائے کتے بھی نہین اور ہے یقین کی ہڈیان

اے کے اون آنکھون نے کی تھی تو ہی کرنے تو اے ظفر
توڑ ڈالون مار کر آہ ہی ہین کی ہڈیان

جو سر تا قدم اوس پیکر مہ جبین کو تکین | کبھی فلک کو تکین اور کبھی زمین کو تکین
غرور حسن ہے یان تک آنکھین کہ کیا امیر | اوٹھا کے آنکھ کبھی وہ مسکین کو تکین
تری ہین ناز و ادا بھی عجب طرح کے وزیر | تکین نہ مال نہ دولت دل حزین کو تکین
جو تیرے تاکنے والے ہین تجکو تاکے ہین | نہ وہ پری کو تکین اور نہ حور عین کو تکین
نصیب جو نہ اون آنکھون کو نور بینائی | تری سوا جو کسی اور رو حسین کو تکین
نکین نہ راہ اجل کی وہ خون گرفتہ کبھی | جو تیری نازک بہیدا تیغ کین کو تکین

مجکو یقین ہی بات مری بھولجائینگے
وہ لیکے گر اگرچہ وہ سو بار جائینگے

بس شرح غم سے کیجو دون دفتر سیاہ ہون
کیونکر خط سیاہ سے وہ وہ وجا رہ نہ پائینگے

نہ پوچھو اوس سے نامہربان کی باتین
زمین کی ہون تو کہیے آسمان کی باتین

وہ بیٹھے ہینگے گو اپنے باغ شکیبن
پر اونکو آتی ہین سارے جہان کی باتین

جو ایک ہو تو کہون تجھ سے تا صبح تا شام
ہزار دن سنتا ہون اوس مہربان کی باتین

ہے کوئی ایسا جو اجاڑ جگہ سے بہتر ہین
اوسی مکان پہ ہون جس مکان کی باتین

تری نگہ تری ابرو مجھی ہین یاد آئی
جو کوئی کرتا ہی تیر و کمان کی باتین

کیا ہو جسنے کہ بازار عشق مین سودا
اوسی سے پوچھیے سود و زیان کی باتین

کہے ہی غیر سے کیا کیا ترے تئین باتین
سمجھ مین اپنی ترے ناتوان کی باتین

نہین ہی قتل ہی تیرے گمان ہی باتین
اگر اور بھی ہین بہت استحان کی باتین

وہ گالیان [illegible] ظفر لیکن
مجھے خوش آتی ہین [illegible] ان کی باتین

اگر کام تیرا دہم کے بھٹکا دے پرینین
[illegible] پیر
جھٹکے ہے جب وہ ہاتھ تو کیا کیا نہ جا دے پرینین
[illegible] بھٹکا دے پرینین

چوری سے دل کی باندھ تو لیجا دے پرینین
مشکلین بلا سے کھینچ دو لٹکا دے پرینین

دل سے بلائین کیون ترے ہاتھ سے لیون
کچھ پیار تو گلیون ہی کی جھٹکا دے پرینین

کنارہ بھیکر اونکو سنا تو مدعا اپنا
سر محفل ظفر کیا ہی کیا غماز سنتے ہین

گاہ بیگاہ ادہر جو گذر کرتے ہین
خوب ٹھہرکا دمرے دہ ترکر تے ہین

پھرتے ہین خاک اڑاتی ہوی مانند صبا
عمر ہم خاک بسر خاک بسر کرتے ہین

کیون نہ قربان ہون کیا ناز تری تیز نگی
واہ کیا چوٹ دل پہ ہے کہ کمر کرتے ہین

دیکھو تو بخیہ ہاے لب زخم ہین خنداں گل
ہنستے ہی گلشن ہستی ہی سفر کرتے ہین

دل پہ جو گذری ہی ہو جاتی ہی مجکو معلوم
قاصد اشک مری آنکے خبر کرتے ہین

دیکھ تو ہجر کی سب ہنستے ہین کیون سوختہ جان
شمع کیطرح سے روز وہی سحر کرتے ہین

اے ظفر ہمکو ادہر وہی نظر آتا ہی
ہم نظر اسکے تصور مین جدہر کرتے ہین

ناصافیون سے دل کے یا صافیون مین
چبھتی ہی ہمسے اوسنی کیا بر خلافیون مین

کوچے مین زلف کے تو رہتے ہی میرے دل کو
اوہ شانہ مرتون سے کیا بر خلافیون مین

آتا ہی پیش دلجہین کسطرح وہ ستمگر
ظلم و ستم کی اپنے کیا بر خلافیون مین

وہ خوش خلاف تیغہ ہی قتل کو ہمارے
جو بان رہی تمہاری انکہین خلافیون مین

ترگان کی تیر مژہ خنجر آتے ہین کام اپنے
یا سینہ چاکیون مین یا دل شگافیون مین

وعدہ خلاف اسا تو وعدہ کہین وفا کر
اک عمر یونہین گذری مدت خلافیون مین

کیا کیا سخنورون کے پیچ تنگ قافیے ہون
لیکین ظفر غزل ہم گرایسی قافیون مین

ہو بُرا اونکا کہ جو ڈالین بُرائی آن کر ۔
بے سبب بے وجہ تیری اے ظفر کیا ہین

اُس جگہ تو ملک الموت کی پر جاتی ہین
دیکھو اس شدت باران مین گھر جاتی ہین
دیکھکر اوس گل عارض کو مگر جلتے ہین
دیر سے ہم روش ہیزم تر جلتے ہین
کہ دہان بال و پر و مرغ نظر جلتے ہین

داغ پر داغ جو وہ دل پہ [illegible]
گھر مین کیا گھی کے چراغ اونکے ظفر جلتے ہین

کہ جان پر کھیلتے اے حضرت دل تو آپی ہین
تمھین سے روشنی ہی زیب محفل ہم تو آپی ہین
جو دان ہین تو آپی ہی جو عامل ہین تو آپی ہین
اگر اکھیڑ دیجے ہم بسمل ہین تو آپی ہین
[illegible]
نہین پروا کوئی حاصل جو خال ہین تو آپی ہین
ظفر لکھتے غزل جو اسکے مشکل ہین تو آپی ہین

غمار عشق مین دیکھا جو کامل ہین تو آپی ہین
برنگ شمع تم کرتے ہو محفل افروزی
کسی کی عقل پر کرتے نہین اعتبار ہی
کرو مین صید لیکن دیجے پورا صید کو جانے
یہ رسته عشق کا ہے حضرت دل کیونکر تو ہم جانین
جہان جلوہ دیدار جانان ہی خودی اپنی
زمین سہل مین تو ہین بھی کچھ شورکہ نیشے

بڑھا کر ہم کہین کسواسطے باتین شکایت کی
خلاصہ مدعا جو کچھ کہ اپنا تھا سو کہتے ہین
تمہر کچھ لوگ میرے قتل کی جی سے نہین کہتے
جو کوئی جی مین مرے قاتل کے جو جاتا تھا سو کہتے ہین

ظفر ہر اور تقریر اپنی ایک ہین دونون
اونہین جو کچھ کہ ہمنے خط مین لکھا تھا سو کہتے ہین

بلا سے گرچہ ہوتا رازدل افشا ہی رونے مین
نہ روکو مجکو رونے سے مزا آتا ہی رونے مین
ہنستا تا ہی ذرا تو عالم رویا مین جو اکر
بسر کر دیتا ساری شب تماشا ہی رونے مین
پتا ہی گشتی افلاک کا رونا نہانے مین
مری آنکھون سے وہ طوفان گیا بہہ پا ہی رونے مین
مری دیوانگی کا ہی یہ عجب عالم
کبھی روتے مین ہنستا ہی کبھی ہنستے مین روتا ہی
خدا روز دل لگی کی شغل ہین دل نہین لگتا
جو تجھ بن اپنا جی لگتا ہی تو لگتا ہی رونے مین
غبار اوس یار کے دل سے ذرا دھویا نہین جاتا
اگرچہ میری چشمون سے روان دریا ہی رونے مین
سنا ہی نوح کے طوفان کو یار دن نے کانون سے
مگر آنکھون سے اپنی ہمنے وہ دیکھا ہی رونے مین
لگا آگ ایسے رونے کو کہ مثل شمع گھل گھل کر
بہا جاتا ترا دلسوز مہتا ہی رونے مین

ظفر سر لنا رونا رونین جاکر سامنے کس کے
رہا کون اپنے آنسو پونچھنے والا ہی رونے مین

یون شعلہ سوز غم سے اٹھا دل کے داغ مین
جیسے بھڑک گیا ہو فتیلہ چراغ مین
رنج پر ترے پسینے سے قطرون کی ہی بہار
کیا پھول چاندنی کے ہین مہتاب باغ مین
ناصح نصیحتین تری ہم سن چکے بہت
خاموش ہو کہ اب نہین طاقت دماغ مین

فلک پر جب کبھی منہ ہلال عید کو دیکھا
بعینہٖ پھر گئی صورت تری ابرو کی آنکھون مین

تصور مین لب لعلین کر تیرے رو برو ہیں ہم
نہ کیون لوہو کے قطرے ہون صلح آنسو کی آنکھون مین

تماشا ہو کہ جاے مردمک کے سے قدر رکھتے
کھنچے تصویر تیرے حلقہ گیسو کی آنکھون مین

کریگی ایک پل مین دیکھنا وہ خون ہزارون کے
نشے کی ہے جو سرخی اوس شیرہ خو کی آنکھون مین

صدف مین ہین گہر ہر رنگ مجان عشق کی دولت
تو ہے غمدیدہ کی بوندین نہین ہوتی آنکھون مین

ظفر اوس دلبر پردہ نشین کو مین کہان رکھون
نہ دل مین ہے نہ ہے کوئی جگہ قابو کی آنکھون مین

اب کیا ادون سے گا وہ کہا ہم سنا کرین
ہم تو دل کیا جان بھی ہے دلربا دیکھتے ہین

[illegible]

تم ہمین کو سوگ لیکن ہم نہ کو سینگے کبھی
بلکہ جب کو سوگ ہم تم دعا دینگے کہتے ہین

تم دکھاتے ہو ہمین اے نوخطو کیا باغ سیر
گل کھلا کر کچھ تماشا ہم دکھا دینگے کہتے ہین

کھوئی ہے اے آنسو تمنے ہماری آبرو
دیکھ لینا خاک مین ہم بھی ملا دینگے کہتے ہین

روگے ملکر حضرت دل ان دغا باز سے کیا
یہ وہ ہین عیار جب شیکے دغا دینگے کہتے ہین

تم کرو اے عندلیبو باغ مین نالہ ہزار
سنکے نغمے چہچہون مین یہ اڑا دینگے کہتے ہین

اے ظفر غم جگر کا جب حد سے بڑھ گیا
اس محبت کا مزا اپنی چکھا دینگے کہتے ہین

کہان ہین اونمین وہ جو پہلے تھین ماتین محبت کی
ظفر پائے نہایت ترف ہین ہم جب ہین اور ہین

ہین اب کہان ہمارے وہ سیر چمن کے دن
کرتے بسر ہین ہجر مین اوس سیمتن کے دن

تشبیہ دون اگر رخ روشن سے تیرو مین
پھر جائین آفتاب سپہر کہن کے دن

کہتی ہے دل سے اوس گل رخسار کی بہار
کیا دیکھتا ہے ہین ابھی دیوانہ پن کے دن

خورشید رو سے یار سے کرتا ہے سرکشی
کیا لگ گئے ہین شعلہ کو شمع لگن کے دن

گلبدن بہار رشک ارم ہے زمین کی
چمکے ہے نور حسن سے اوس سیمتن کے دن

جب عشرت و نشاط کا موسم گذر گیا
تو کیا گذر نہ جائینگے رنج و محن کے دن

پوچھی جو ہو کے تم سے کہین کچھ وہ اے ظفر
بولو نہ تم کہ اونکے ہین یا کہین کے دن

غزل دیگر

تمہدم جانی بجز غم دوسرا کوئی نہین
اور دلسوز آہ سوزان کے سوا کوئی نہین

نالہ و آہ رسا اپنے ہین پھر کس کام کے
جب پہونچتا تا بگوش دلربا کوئی نہین

اور بھی لیون تو حسین ہین تا بکیون زیر فلک
پر مری نظرون مین تجسا سانہ لقا کوئی نہین

اے نگاہ یار تو دور آفت جان غضب
پھر سکتا تجکو ہے تیر قضا کوئی نہین

رہنے والونکا عدم کے حال کس سے پوچھیے
اسطرف کو آجتک آنے پھرا کوئی نہین

آشنا ہین جتنے ہین اپنی غرض کے آشنا
خوب دیکھا ہمنے اپنا آشنا کوئی نہین

گردش زمانہ کو نہیں ایک جا قیام — رہتے فلک کیطرح ہمیشہ سفر میں ہیں
کرتے ہیں اوسکے ہاتھ قلم اس خطا پہ وہ — خط دیکھتے جو میرا کہ نامہ بر میں ہیں
آنکھیں جو لوں حیا سے ہو تم مجکو دیکھکر — بسکانے والے آپ کے میری نظر میں ہیں

لکھ غیب جو دو گھڑی میں نہ پھر قاصد اے ظفر
کہتے ہیں جا پتا مہ مراد و بہر میں ہیں

ردیف واو جلد اول

ہماری دیکھیے کے دریا دل کا یار چڑھا — گھٹا ہے کیا ہی سمندر کا ایکبار چڑھاؤ
ہمیں تو ایک ہی کافی ہے پر شہ ابرو — تم اپنی تیغ کو اب چرخ پر ہزار چڑھاؤ
خیال زلف تباں آؤ چڑھاؤ کی خاطر — [illegible] چڑھاؤ
گلی میں ہو دانی اڑا کے تم یک مشت — فلک تلک دھری خاک کا غبار چڑھاؤ
جلن ہے آتش الفت کی دیکھ تم دم — بہانہ کرکے نہ تم آب کو بخار چڑھاؤ
بجا کو مطربو اسوقت تار بار ہے کے — بجا تار عدو ہے مردنگ [illegible] چڑھاؤ

پتنگ وار ظفر روز تنگ الفت پر
وہ اوڑ کے آوے جو تم جنگ ایکبار چڑھاؤ

ہمیے شرماؤ تم چشم حیا کو کھولو — مثل گل شوق ہے اب قبا کو کھولو
پائیں مہندی لگا بیٹھے ہو تم دہیان — خون دل ہوتا ہے حنا کو کھولو
مار رکھی گی سر سر ہے یہ کافر دل کو — جان من رخ پہ نہ تم زلف دوتا کو کھولو

کیا خدا سے وہ ملا و یگا بت خانہ خراب
سر کو ٹکراتے جو اوسکے در دیوار سے ہو

اے ظفر اوس سے بھلا کیا ہی لگانا دلکا
جو کہ واقف نہ کبھی عشق کے آثار سے ہو

گر قتل کا ہی غرم تو شمشیر دکھا دو
یا آ کے تم اپنی مجھے تصویر دکھا دو

تا حشر ہو خواہش نظارہ سنبل
تم ہمکو اگر زلف گرہگیر دکھا دو

پتھر کا لگین آنکھین انھی حسرت کی ہی دو
تک مجکو دریا رکی زنجیر دکھا دو

یان تک کشش دل تجھین لائی ہی ہمین کھینچ
ہے مجھسا کوئی صاحب تاثیر دکھا دو

اپنی ہی ہی یہ آہ کہ پہونچی ہی فلک تک
ورنہ کوئی ایسا تو ہمین تیر دکھا دو

تم تیغ بکف پھرتی ہو کیون کس لیو کیا ہی
ہی آج قضا کسکی گلوگیر دکھا دو

تبدیل توانی سے ظفر دیکھین تو اسدم
اک اور غزل کر ہمین تحریر دکھا دو

شعلہ جو سوز دل سی گلوگیر آہ ہو
پیکان نمط عیان وہ سر تیر آہ ہو

سیل سرشک چشم وہ ہمراہ ہو اگر
جون سرو آب جو یہان تو فقیر آہ ہو

دکھلاؤن مین جو سوز دل اپنکو تو یہ بھی
جون برق جلی تو شمع جگر سوز سی بنا

کلک جلی تو شمع جگر سوز سی بنا
مانی جو کھینچی سری تصویر آہ ہو

نالان ہین ایک عمر سے ہم اسلیے ظفر
کب اوسکے دل مین دیکھیے تاثیر آہ ہو

ردیف واو جلد دوم

صبح ہی باغ مین کس زلف پریشان کی بو	کہ خوش نہ آئی ہمین نافۂ ختن کی بو
لگایا ہنسنے جو اوس غیرت چمن کو گل	بدن مین بس گئی نسرین و نسترن کی بو
چمن سے ڈولہا استدر رقص سیر ا	کہ بھولی اُڑ کے نہ مجھ تک گل چمن کی بو
عرق فشان کہین گلشن مین تو ہوا شاید	ہر ایک گل سے جو آئی ترے بدن کی بو
ہوا ہے صوت و لونہ گل گریبان کی	چمن مین لائی صبا کسکے پیرہن کی بو
اٹھو ہوس سے دامان کوہ مین گل	[illegible] کی بو

چمن مین غنچہ جو اوس گل کے سامنے ہوا
چھپا رہا ہے طفل اپنے وہ دہن کی بو

جو دل مین ہو سو کہو تم نہ گفتگو ہم سے	ہوا ہے کہنا کسی سے تو روبرو ہم سے
مین آپ پھرتا ہون اپنے خلق پر خجل	پتھر نہ اٹھاو تم اپنی مری گلو ہم سے
وہ شل کوہ گرانبار ہو ہم حضرت عشق	کہ نہ کسی سے ہلو اور نہ کسی سے ہلو
شبنم کے ہر زخم سے ہے خون جاری	تمہارا تر نہ ہو مین کہین لہو سے ہو
مراد عشق مین عاشق کی نامرادی ہے	اٹھاؤ حضرت دل ہاتھ آرزو سے ہو
جو پیش آئے وہ مستوکرم ہے ساقی کا	نہ پھیر جام کو منھ اور نہ تم سبو سے ہو

ہو گئی جسوقت اے سفاک ہم سینہ سپر
منھ نہ موڑینگے تری بیداد سے کچھ ہی ہو

وہ ترش ابرو ہو یا ہو تلخ گو پر ہمکو آج
بوسہ اک لینا لب شیریں ادا سے کچھ ہی ہو

ناصحا بیک کہ تو کیوں مرہم بر آتا ہے بعث
دل نہیں بھرتا کیا اُس در جا سے کچھ ہی ہو

گرچہ دنیا کی ہوا ہین سو طرح کا ہو ضرر
لیکے بچ سکتے نہین ہم جس ہوا سے کچھ ہی ہو

کوچۂ دلبر مین ہم بوجہ ہین ظفر
جو کہو جا سے نہین پر دم کو لا سے کچھ ہی ہو

وہان کی مخلصی اے آہ قسمت کیونکر ہو
کہ مین الودہ عصیان شفاعت ہو تو کیونکر ہو

کچھ شرمندگی چشمہ عنایت ہو تو کیونکر ہو
کہ بے اشک ندامت جوش رحمت تو کیونکر ہو

جہان ہو نفس سا رہزن جہان شیطان سا دشمن
وہان طاعت کیونکر اور عبادت ہو تو کیونکر ہو

کہ خاری گناہون کی ہے راہ مین ہی
انہی کو کر دن پر رفع نجاست ہو تو کیونکر ہو

نہ رنگ طایر تصویر ہون مین دام حیرت مین
رہائی کی ہماری کوئی صورت ہو تو کیونکر ہو

وہ ہمت ہی ہو سکتا ہی جو ہی کام ہمت کا
ظفر بے ہمتون سے صرف ہمت ہو تو کیونکر ہو

نہین کہہ سکتا کہ اللہ صنم تم ہی تو ہو
لیکن جو کچھ ہو سو اللہ کی قسم تم ہی تو ہو

نہ مرا پاس کسیکو نہ کوئی تیرے پاس
ہان مگر ایک جو ہو مجھ سے بہم تم ہی تو ہو

کفر و دین کا مجھے تبلا دیا تم نے رستا
میرے تو راہبر و پیر و حرم تم ہی تو ہو

خواہ مر لواؤ ہمین خواہ ہنساؤ ہمکو
کہ ہمارے سبب شادی و غم تم ہی تو ہو

خدا کیواسطے اے ہمدمو نہ بولو تم
پیام لایا ہے کیا نامہ بر دہان سے سنو

تمھارے عشق نے رسوا کیا جہانمین ہمین
ہمارا ذکر نہ تم کیونکر اک جہان سے سنو

سنو تم اپنی چشم نگاہ کے اوصاف
تو میرے زخم جگر کے لب و دہان سے سنو

ظرافت وہ لبوسہ تو کیا دیگا پر کوئی دشنام
جو تمکو سننا ہو اوس شوخ دلستان سے سنو

کہتا ہے کون تمسے کہ خنجر بہ کف نہ ہو
برحق ہین جان نثار محبت تلاف سنو

خاطر نشان نہ دل کی ہو وہ فگن کبھی
جبتک کہ تیرے ترکش مژگان ہدف نہ ہو

آتی ہے سینہ کوبی عاشق کی جو صدا
محفل مین اوسکی گر نہین آواز دف سنو

جب تک کہ خوب عشق مین عاشق خراب
چاہے وہ یہ کہ ہو مجھے غیر و شرف نہ ہو

بہتر ہین دیکھ اوس سے مری چشم تر مین اشک
نازان درخوش آب پہ تو اے صدف نہو

الفت ہے جارا طرفہ [illegible]
گو وہ ادا نہین [illegible]

اگر ہو دل مین محبت کا داغ اچھا ہو
خدا کا گھر جو نہو بے چراغ اچھا ہو

کبھی نہ سیر ہو جی مے کشون کا اپنا ہے
کہ جب تلک نہ لبالب ایاغ اچھا ہو

ہجوم داغ ہے سوزدل کو بیمنظور
کہ ایک سینے مین تیہ بان اچھا ہو

عدو کو مجھسے ہو کیونکر طمع نطق مین ترجیح
مگر یہ جیب ہو کہ طوطی سے زاغ اچھا ہو

دل اوسکی زلف کے کوچے مین گم ہوا میرا
بتاؤ شانہ اگر کچھ سراغ اچھا ہو

تیری محراب خم ابرو مین جو سجدہ کرے
اپنے آب دیدہ سے اوسکو شستو واجب ہی ہو
ذبح کرنا جسکا اے قاتل تجھے منظور ہو
زیر خنجر اوسکو رکھنا پہلے واجب ہی ہو

ہاتھ سے جاکر ظفر پھر ہاتھ آوے یا نہ آوے
پر ہو دل گم جسکا اوسکو جستجو واجب ہی ہو

ردیف واو جلد سوم

گر نہ ہی وہ من مین رکھو من کے بانو
چھو زمین پر گر کے گل او گل بدن کے بانو
وحشت کرتی ہی تیرے سے ہو تو ہو
اوسکو ہین نکتہ ہون جو ہین نکتہ دان کے بانو
وحشی کیا صلاح ہو تیری تبا تجھے
لون شیخ کے قدم کو پڑون برہمن کے بانو
اتنا نہ آہ و نالے سے اپنے ہلا اے
اے دل نہین ہین گنبد چرخ کہن کے بانو
تیرین کو پھر نہ ہوس سرفی کا کبھی
رنگین کیے ہی لہو سے اگر کوہکن کے بانو
مان تک دشت وحشت دوری کو نکال
ہین پھر بھی ہر کفن کے بانو
سیلان کو سر پہ اپنے اگر حرمت وضو
دھوو ہو پھر وہ زاہد مکر و فن کے بانو
کیونکر نکل سکے دل وحشی کہ پھنس گئے
پھندے مین اوسکی زلف شکن در شکن کے بانو

دشت جنون مین آتی بھی وسعت نہین نظر
پھیلین جو اک ذرا مرے دیوانہ پن کے بانو

دوست اچھے ہو تو پوری دوستی کی ہو رہو
یا کسیکو کر رکھو تم یا کسی کے ہو رہو
اس چمن مین کیا کرو گے سیکڑون ہنس بول کر
غنچہ سان خاموش رہو دل کو پیکے ہو رہو

ہوتا نگین کیطرح سے نامور ہی | کر لیتا دل پہ نقش جو ہی نیک بات کو

دیوان طفؔ کا دیکھ کے کاتب ہین کہہ رہے
لکھین کہان تلک ترے ہم کاملات کو

ہر معاملہ گرہ ہو ہر غرت و فقیر آہن کو
تو بجہین تیغ چوبین سے ہر تیشہ آہن کو

گلے مین پہنے جب زنجیر زر کو وہ پری آئے
تو یہ دیوانہ ڈالے پانوؤن مین زنجیر آہن کو

پرہن اوس صنم کی دیکھ کر تصویر کا نذیر
نہ تصویر حجر کو پوجے ذی تصویر آہن کو

دل پر سوز سینہ مین ہمارے ہی وہ انگارہ
اوڑھاذ کی نہ تاب اوسکے ہو آتشگیر آہن کو

کرا بار و نکہت سے اسکے ہوا ہے تازیا
کرشمے کی کمان مین کون پھوڑے تیر آہن کو

محل شی کا ہی انسانکا تو قالب خاکی
فنا ڈھالا ہی خاک مین تعمیر آہن کو

عجب کیا فیض صاحبدل ہی پہ
بدل دیتا ہی پاس اے طفؔ تاثیر آہن کو

کیا دیکھے کوئی اوس رخ روشن کی تابکی
جسکے دیکھنے کی ہو تاب آفتاب کو

بوی عرق سی یار کے خوشبو ہی داغ کی
ہم سونگھتے نہین کبھی عطر و گلاب کو

سودا مجھ مین تری لفون نے اٹھا دیا
دیوانہ کر دیا دل خانہ خراب کو

ہے سوق بوسہ لب میگون ترا جنھین
تھے بھی مینن لگا تے وہ جام شراب کو

ہمنے دیا وہ معرکہ عشق مین جواب
سب لا جواب ہو گئے سنکر جواب کو

کہتے ہین بادہ نوش نشے مین شفق سنن
عیشہ مین آسمان کے بھرا ہے شہاب کو

کرتے ہین غائب مین سب دعوی سخن سنجی کا پر
بول بھی سکتا نہین کوئی ظفر کے روبرو

نصیب وصل تمھارا کہو تو کیونکر ہو
فراق یار مین تسکین ہو تو کیونکر ہو

تو اپنے وعدے کا سچا جو ہو تو کیونکر ہو
یہ تجھ سے جھوٹ کی ہو ترک خو تو کیونکر ہو

نہ جلکے خاک ہو جبتک مثال پروانہ
طپش ہو دلکی ہمارے فرو تو کیونکر ہو

ترے مریض کے سو سو علاج ہون لیکن
شفا نہ اوسکے نصیبون مین ہو تو کیونکر ہو

کسی پہ راز نہان اپنے دل کا اے صنم
جو تم نہ گیر ہو اوسکا کہو تو کیونکر ہو

یہ ہم بھی جانتے ہین ترک عشق ہو لیکن
جو دل پہ بس نہو اے ناصحو تو کیونکر ہو

ملینگے خاک مین جبتک تمھارے کشتہ نا
دمیدہ خاک سے ہونا زبو تو کیونکر ہو

جگر پہ زخم تو کھائے مگر مزا حاصل
نمک فشان ہو نہ وہ شیرہ تو کیونکر ہو

کرم کہان کہ ستم بھی ہو کرتے ناز سے تم
جو یہ بھی ہو تو غنیمت ہے دو تو کیونکر ہو

جھکا کے سر نہین آزاد راستی شیوہ
چمن مین سرو جو ہو سرفرو تو کیونکر ہو

ظفر ہو ہو نہ محبت مین دلسے دلکو راہ
وہ بے خبر حال سے آگاہ ہو تو کیونکر ہو

عجب ہے مصحف رخ سے مو گر اخلاص کا کلمہ کو
وہ نہ ہو اور یہ قرآن کام کیا تر آنسی نہ کو

کہان اوپر چشم وحشی مین یہ ہے تحریر حال کی
سیہ ریشم کی ڈورے سے گریبان مارہا ہے ہو کو

بکشتہ گردش چشم سیہ کا ہے ترے قاتل
سیہ پوشی اوسکے ماتم مین کیا ہے چرخ نیلو

روسیاہی کو جو دھوئے نامۂ اعمال سے
اے ظفر اپنی وضو اشکِ چشم تر سے دھو

میکشو تم نوش کوئی ساغرِ مل تو کرو
کرتے بدمستی ابھی کیا ہو تامل تو کرو

ذکر گلشن کا اے حضرت دل ہو جہاں گل کو ثبات
کرتے ہونا ہے اگر تم مثلِ بلبل تو کرو

دیکھ پھر کیا کیا پریشانی ہے سنبل کا حال
اک ذرا گلشن میں تم زلف و کاکل تو کرو

کرتے شمشیر نگہ سے گر نہیں کشتہ مجھے
تو بلا سے زخمیِ تیغِ تغافل تو کرو

گل کا سوزِ دل ہے بلبل کے جو روشن داغِ لالہ
کہدو مجھ کو کون سے صبا کہ تم بھلا گل تو کرو

کہتا ہے مجنوں ترا کون سے کوہ کے تئیں
مارتے پتھر نہیں ہو تم اگر غل تو کرو

لکھتے ہو خطِ شعاعِ مہ سے ریحان کی اگر
اے ظفر اپنی قلم

اے ہو طبیبو نام خدا کا نہ نام لو
تم ہو دوا کو دو اور جو دل ہے تو کام لو

یہ خطا شاذ ہی ہو ہم کرے ہیں تو لطف تو
جو تمہارا وہی ہے ناصح و فرہاد تم

خونِ عاشق ہے کریدن سے تماشائے گلرخو
پھر کبھی ہرگز نہ تم رنگِ حنا کا نام لو

حضرتِ دل اب کی گر جیتے جی اس کافر سے بچ
پھر نہ جیتے جی تم اس کافر بلا کا نام لو

اے ظفر چشم و نگہ یا غمزہ و ناز و ادا
کون دل کو لیگیا اوس دل ربا کا نام لو

نہ چھوڑا پر نہ چھوڑا ہمنے ملنا غیر کا پیارے
تمہین تو کھا گیا یہ غم بھلا مانو برا مانو

تمھاری دوستی مین مر گئے لاکھون سر جھکا
تمہین ہو دشمن عالم بھلا مانو برا مانو

پرون کو منھ لگاتے ہو بھلو نسے تمکو نفرت ہے
ظفر کو تو ہی بس غم بھلا مانو برا مانو

تصور زلف مشکین کا ہے کیسی نیند صاحبکو
جہان مین نظر آتا ہے اک اندھیر سا مجکو

کسی صورت کو مین اپنے تصور مین جو لاتا ہون
بٹھا کر دوش ہی پر تب اچل بادصبا مجکو

کہون کیا غیب سے کیا آ لگا اک دل پہ مکا سا
ترا جوڑا جو شب یاد آیا مہ نقا تجکو

مرے نالہ و دل زدہ مین ہین کان اپنے تو
ترے پیچھے مرغ چمن خوش آتین کیسے تجکو

محبت کو جو دل ابتدا مین سہل سمجھا ہے
نظر کچھ اور ہی آتا ہے اسکا انتہا مجکو

مرا اس عشق کا وہ ہے کہ جس سے سب نے منھ پھیرے
نہین ہے یاد دنیا کا ظفر کوئی مرا مجکو

یون ہی گر تم ہمین ہم فدا ہونگے تو ہونے دو
جو ہیر ہیر سو جور و جفا ہونگے تو ہونے دو

بتون پر نا ہر گز ہم فدا ہونگے تو ہونے دو
تمھین پھر کیا گنہگار خدا ہونگے تو ہونے دو

اگر ہم بائل زلف دوتا ہونگے تو ہونے دو
کسیکو کیا گرفتار بلا ہونگے تو ہونے دو

پہنینگے ملبوس آسا تہ میدان محبت
اگر ہم کشتۂ تیغ جفا ہونگے تو ہونے دو

ذرا آئین سنی ہے مقتل عشاق تک اپنے
جو لاکھون فتنہ محشر بپا ہونگے تو ہونے دو

کرتے ہو کیا کیا بیان تم مکان آراستہ
غافلو ان کی بھی کچھ خانہ آرائی کرو

جان لب پر آگئی بیمار درد ہجر کی
اب تو اے رشک مسیحا کچھ مسیحائی کرو

صاف آجائے نظر پھر جلوۂ جانان کہیں
دیدۂ دل میں ظفر پیدا جو بینائی کرو

دیکھکر رخ پر کھلی زلف چلیپا رات کو
اور بھی ہمکو ہوا وہ چند بیمار رات کو

یاد خال رخ میں تیرے بہر چین سوئے چین
ہم پڑے گنتے رہے ایک ایک تارا رات کو

مانگ [illegible]
چاہیے ٹکٹکی [illegible]
آپ یوں چھپ چھپ کے کوٹھے پر نہ جایا کیجئے
[illegible] رات کو

سرمہ سا آنکھوں میں تیری دوستی کا ہو نگاہ
بیٹھتے ہیں اگ کے ہر مژگاں چھالا رات کو

دور ہے چشم بد کی تمکو نہ لگ جائے نظر
دیکھکو کوٹھے پر چڑھو اتنے نہ تارا رات کو

تم جو کہتے ہو کہ دن کو ہوتا ہے فتنہ آج کل
گھر میں رہیو اے ظفر تو بھی تو [illegible] رات کو

اپنے دربانوں سے کہدو ہمیں ٹوکیں نہیں
ورنہ ہو جائیگا دربہ منت دشنام رات کو

دیکھو بوسہ نہ بت ہوشربا سے مانگو
اپنی اے حضرت دل خیر خدا سے مانگو

اندرون گلشن عالم کی مخالف ہے ہوا
الامان ہمنفسو ایسی ہوا سے مانگو

تشنہ کامان محبت سے یہ کہدو جھکین
چاہیے آب تو اوس تیغ جفا سے مانگو

دیکھ دل دین کیون نہ بیچے اے بت کافر
جلوہ ہے خدائی کا تری گات مین سب کچھ

زلف اوسکی دکھاوے مجھے اے خضر تصور
کہتے ہین کہ ہے پردۂ ظلمات مین سب کچھ

حاصل نہین کچھ فرر دنیا سے کسی کے
ہے کشور دل کے مری دیبات مین سب کچھ

نقد دل و دین کیون نہ کروں پیش کہ پاؤن
لازم ہے کہ ہووے اوسکی مدات مین سب کچھ

[illegible]
[illegible]

بوسہ طلب آج ملک نے نہ دیا مجھ کو
سائل ہے کبھی آج ملک نے نہ دیا مجھ کو

بیتابی و زاری کی شکایت ہے عبث اب
ہوتا ہے ظفر عشق کے حالات مین سب کچھ

دیکھا مجھے وا کیجیے گل اور اقبہ غنچہ
ہنسا جو دیکھکر وہ غنچہ لب مجھکو محبت سے

مرا کت سے گران وہ بھی ہو وقت رقص باہر
بجاے رنگ تو اپنی ہمین ساق مین غنچہ

گرفتہ دل مرا ہمین چشم و ابرو مین ہے باغش
گلابی کی جگہ ہے میکدے کی طاق مین غنچہ

گمون کیا تیرا رنگ فہد تھا یا اے گل خوبی
نہین خوشرنگ ایسا گلشن آفاق مین غنچہ

ترا پیکان تیرِ ہے نادک افگن محرق بلبل
لایا رنگ کیا باغ دل عشاق مین غنچہ

نہین کھلتا ظفر عقدہ ہمین اوسکی خموشی کا
خدا جانے کہ اتنا کیون ہے استغراق مین غنچہ

کیا ہی مین نے دشت مین دخت کو پامال
کہ خار خار کو ہی اب مرے قدم سے گلہ

ہزار غنچہ کھلائے کیا شگفتہ نہ دل
چمن مین ہمکو ہی یہ باد صبدم سے گلہ

سے ستم چشم روز لیک شکر خدا
کیا نہ تمنے کبھی اسکا دوس صنم سے گلہ

برنگ شمع جلے ہے ہر اتوں تک لیکن
زبان پہ لاتے نہ ہم اپنے سوز غم سے گلہ

دل اوسکو ہمنے دیا دل نہ دی ہین تکلیف
جو ہمکو دلسے گلہ ہی تو دل کو ہم سے گلہ

ظفر نوشتہ تقدیر پر جو راضی ہین
نہ اونکو ہوگا کبھی شکوہ نہ ہی قلم سے گلہ

ہی حنا کا رنگ بھی ست بدیر
[illegible]

با ردینا سا ہی منعم کے بعد لا مرگ بھی
[illegible]

وہ گرانبار الم ہون مین کہ پیری خان ہی
گرچہ دامن پر ہی معلوم ہو دامن پوچھ

دست محنت سو رہا باقی جو نا پیرہن
ہاتوانی ہو تو ہی محنونکی ہے مدفن پوچھ

بارکش دنیا کہ ہون نا اہل ذا اہل تمیز
لادو ہین کب گدھون کیطرح [illegible]

اوسنے کیا سر پہ رکھا پری دھر کتا ہی
نازکی سی ہو بھر اوس عبرت گلشن پوچھ

لاکھ سرکش ہو دہا ہی وہ رہیگا اے ظفر
بار احسان سے اگر رکھے سر دشمن پوچھ

کہان نگہ یہ ہو ہنر کا رنگ پیوستہ
یہ تیغ وہ ہے جسمین ہو لنگ پیوستہ

اگرچہ صورت سوہان ہے ہنر اسی قمری
گلے مین تیر ہے پر طوق تنگ پیوستہ

جی لگے کیونکر کہیں اپنا محبت سے تری
اک خدائی ہے کیا دل اک صنم برداشتہ

جان اپنی اٹھائے ستم کش کیوں نہ ہا تھ
اے ستمگر تو جو ہو تیغ ستم برداشتہ

ہو گیا مضمون گریہ کی مری تاثیر سے
یک قلم کاغذ مرے نامہ کا نم برداشتہ

کسکو برداشت اتنی کسکا عشق میں یہ حوصلہ
ہو ظفر کیطرح جو رنج و الم برداشتہ

کوئی کیا جانے کہ لاتا ہے کدھر کا رستہ
پیر ہے گھر کو تو ہے سید حاجی گھر کا رستہ

رکھ قدم راہ محبت میں سنبھلکر اپنا
دیکھ اے دل کہ یہ ہے خوف و خطر کا رستہ

وہ نہ آیا بہ شب وعدہ تو ہم صبح تلک
بیٹھے دیکھا کیے اوس شمع قمر کا رستہ

شکر اے پردہ نشین ہے ترے دیوار کو بند
دیکھ رہنے دے کھلا تو ہے نظر کا رستہ

نامہ شوق کی تاثیر سے اے قاصد ہے
لے گئی بھر میں کیا آٹھ پہر کا رستہ

چارۂ زخم کو سینے کے لگا مت قاتل
بند ہو جائیگا فریاد جگر کا رستہ

پاسبان ہونگے ترے کوچے میں لاکھوں لیکن
روک سکنے کا نہیں کوئی ظفر کا رستہ

خجل ہے دیکھ کے ابرو ہلال کیسا کچھ
اسی سے جا لو کہ ہے گو جمال کیسا کچھ

فلک کے سامنے ستارے تو کر لیے معلوم
کھلا نہ یہ کہ ہے اوس رخ کا حال کیسا کچھ

جو دوست تھے وہ ہیں دشمن عجب تماشا ہے
ہوا ہے دیکھو زمانے کا حال کیسا کچھ

مرے زوال سے جانو کمال کو تیرے
زوال یہ ہے تو ہوگا کمال کیسا کچھ

اب نقاہت کا اور ہے نقشہ — اپنی طاقت کا اور ہے نقشہ

میری صحبت خوش آئے کیونکہ اونکی — اونکی صحبت کا اور ہے نقشہ

حال دل کیا جانے تجھ بن یہ دیوانہ — اپنی ہمت کا اور ہے نقشہ

جاے تبریز سے تپ غم کیساں — اُنس حرارت کا اور ہے نقشہ

ہے قیامت سے اوسکو کیا نسبت — تیرے قامت کا اور ہے نقشہ

سیدھے باتون پہ ٹیڑھی ہوجانا — اوسکی خصلت کا اور ہے نقشہ

[illegible] — سوز الفت کا اور ہے نقشہ

جانے کیا کہ الہون عصمت [illegible] — اس حقیقت کا اور ہے نقشہ

[illegible] — [illegible]

تجھ کو مجنون کو بھی جنون لیکن — میری وحشت کا اور ہے نقشہ

نقش جب لکھتے ہین عبث احباب — کہ صحبت کا اور ہے نقشہ

جب سے دیکھا ہی تجھکو آئینہ رو — اپنی حیرت کا اور ہے نقشہ

کچھ صورت نہ اوسکی صورتگر — اوسکی صورت کا اور ہے نقشہ

کرے جراح چارہ کس کس کا — ہر جراحت کا اور ہے نقشہ

اے ظفر ہے جہان مین خلق کہان
اب تو خلقت کا اور ہے نقشہ

کھینچا عجب ترے رو جبین کا ہی نقشہ — وہ مہر کا ہی یہ ماہ مبین کا ہی نقشہ

کبھی تو رقعہ طلب میں مرے خدا کیلیے
کوئی ملاپ کا رستہ صنم نکال کے لکھ

کہے ہی کون کہ خط اوسکو تو نہ لکھ اہو دل
پر اپنا صبر نہ باہر قدم نکال کے لکھ

طبیب پیر ہی لیو بھی کتاب میں سو لکھ
کوئی تو نسخہ آزار غم نکال کے لکھ

پڑھی وہ دلبر نوخط ظفر خوشی سے خط
کچھ ایسی تو نئی طرز رقم نکال کے لکھ

آپ کے جی لگانے کی جگہ
کہ جہاں ہم نے آنکھ لڑانے کی جگہ

آئیے تو ہم اگر سکھ نہ پہنچا دیں آپ
تو ہوا و سکو کہیں سونپ کر دکھانے کی جگہ

نقش بر آب ہی ہستی کی نہیں کچھ بنیاد
اہی حباب اسپہ کہاں گھر کے بنانے کی جگہ

دل پہ گر زخم ہو کوئی تو کیا ہو معلوم
کہ یہ ہی ناوک جانکاہ کے نشانے کی جگہ

کیا کریں جائیں اگر آپ نہ ہم یار کہیں
گھر میں جیسے ہو اوسکے بلانے کی جگہ

ہے وہی ہونٹ ہو سرخی کے لگانے میں فرق
جا شادی ہی نہیں اشک بہانے کی جگہ

قطرۂ خون جگر پر ہی مرے آب خورش
وہی پانی کی جگہ ہی وہی دانے کی جگہ

اہی کا ندارنہ تھا تیر نگہ کو دل میں
کہ نہیں اور کوئی اوسکے ٹھکانے کی جگہ

ہے یہ اہو غم و رنج ہجوم غیرت
نہیں سینہ میں ظفر دم کے سمانے کی جگہ

سینے پہ دھر دیکھ ذرا ایک بار ہاتھ
یہ حال ہی کہ اچھلے ہی دل چار چار ہاتھ

ہو جائے دسترس جو تری زلف تک مجھ
ہیں جانون آ گیا مرے ملک تتار ہاتھ

دیکھکر نقشہ ترا کہتے ہین نقاش قطعہ
یہ کھینچے کس سے بجز خالۂ قدرت نقشہ

ہر ایک سے بودہ کلام بیہودہ
کہ جس سے ہو ترا مشہور نام بیہودہ

نصیب ہوگا نہ ہرگز وہ پوستن رخ دوست
ہے جو خیال ہمین صبح و شام بیہودہ

ہر شہید محبت کی نعش پر قاتل
ہوا ہے خلق کا کیون ازدحام بیہودہ

ہوا شکست خون ہو بیفائدہ ہے دیدۂ دل
بغیر بادہ ہے میتا و جام بیہودہ

ہے عام سے آگے غوغۂ حشر
ہے ایک لاف سے خوشخرام بیہودہ

[illegible]
[illegible]

نہین دہن مین مرے کچھ کسی کی بیم
یہ کچھ ہے گریہ سے حاصل یہ آہ و نالہ کو
ہمارے عشق مین ہین دونون کام بیہودہ

جو ذکر کیجیے کچھ اے ظفر گو ذکر خدا
بغیر اسکے ہین باتین تمام بیہودہ

نشے مین کس نے اتارا لحاظ سے شیشہ
کہ گر کے ہاتھ سے ٹوٹا تراق سے شیشہ

ہمین تو جام ہی پر ٹالتا رہا ساقی
ہوا نصیب کبھی اتفاق سے شیشہ

مئے ہے جام ہے کیا اشتیاق ہے شیشہ
مبت نون مین جو ہوتی ہے بزم وصل نصیب

نہ کر فلک سے طلب شربت محبت کی
بھرا ہوا ہے یہ زہر نفاق سے شیشہ

اگر اشارہ ہو کچھ چشم مست ساقی کا
تو آئے بزم مین اک طمطراق سے شیشہ

ہو ترا شربت دیدار میسر جسکو
درد مین ہو نہ وہ محتاج دوا کا بندہ

سر خر و حشر کو ہوگا وہی سب بندون مین
جو شہید اوسکی ہو اتیغ جفا کا بندہ

تیرے ہر جور پہ صابر ہون جفا پر راضی
دیکھہ تو مین بھی ہون کیا فخر رضا کا بندہ

تو جو ہی بندۂ حق بیٹھہ خدا کے در پر
دربدر نیکے نہ پھر حرص ہوا کا بندہ

خواہ ہو گبر کوئی خواہ مسلمان لیکن
جان نہین کون تری ان ادا کا بندہ

ای ظفر جب سے مین دین حق کا بنا ہون بندہ
دیکھتا ہے مجھے ہر ایک خدا کا بندہ

یہ وہ بلا ہی کہ بس ای صنم خدا کی پناہ
سوائے رنج و غم و یاس چاہ مین اوسکی
ولا نہ دھوندھہ کسی اور آشنا کی پناہ

پناہ مانگتا ہی جسکو دیکھکر ہر شخص
غضب ہی تیغ ادا شوخ کج ادا کی پناہ

جفا سے تیرے نہین ڈرتی باوفا ظالم
کہ اونکے واسطے ہی عشق مین وفا کی پناہ

پھری ہی موج ہوا ساقیا لیے شمشیر
نہین بجز سر جام اس بلا کی پناہ

بچے نگاہ ہی دل تیرے کس طرح ظالم
کہ ہی جہان مین کمان ناوک قضا کی پناہ

اگر قبول ہو درگاہ ایزدی مین ظفر
تو دو جہان مین کافی ہے اک دعا کی پناہ

ردیف یای تحتانی جلد اول

پر اشک تر ہ یان ہی آہ دل سوزان ہی
یہ سرد چراغان ہی وہ شمع شبستان ہے

واقف نہیں تم میری شرر افشانی سے — کھینچوں تو ابھی ساز اجل چرخ کہن جاوے
اور میں چھیڑ دوں تن کی کس سے حکایت کیجے — کرتے کو نہ ہمچشمی آہوی ختن جاوے
گوشب کو جو محفل میں یوں انجمن آرا ہو — کیونکر نہ تری بابیل پہ شمع لگن جاوے
یہ چاہ وہ ہے جسمیں یوسف سے کئی دو ہاتھے — دل کیونکہ بھلا اپنا پھر گرد ذقن جاوے

میدان سخن میں دم گر تجھ سے ظفر نہ ہو
پھول اپنا فصیحی بھی یاں طرز سخن جاوے

ہے کہ پڑتے زمین پر ہیں قدم بھولے ہوئے
ہیں برب کعبہ بھی جام جم بھولے ہوئے
اڑ گیا جانے کہاں صبر و تحمل ہوئے
ویسی ہی شخصوں کو کہتے ہیں بھلے ہوئے

جس سے اپنا خط و پیغام جاری اے ظفر
اسقدر ہیں وہ تو ہمکو ایک قاصد بھیجئے

اے غنچہ دہن تیرے تو مژگان ہے دل کیون نہ شگفتہ ہو تو بھی گل خندہ
دلسوز ہے اک عالم روشن ہے سبھی پر — پروانہ میں تیرا ہوں تو شمع شبستان ہے
ٹھہری ہیں مژگان میں تہ لخت جگر آج — پلکوٹ میں یا ہے قدم کیا سیر جہان ہے

یک سخت یاد تیرے بان بھولتی نہین مجھے
جلد آ کہ مجھکو تجھ بن ہر پیچ و تاب ساقی

لے لیکے ہچکیان دل رقتا ہی شکل مینا
دے جام مے کر انکو جام شراب ساقی

جسکی نظر مین گردش جام شراب کی ہے
دوران کے سہل جانے ہے انقلاب ساقی

ست چھیڑ گر سنا تو فانون و بین مجھکو
لگتا ہی تار یا پش تار رباب ساقی

مے کے نشہ مین لکھو اور ایک غزل ظفر اب
[illegible] آب و تاب ساقی

کیون مے کشی سے ہر دم ہے اجتناب ساقی
ہے اپنا اندرون مین عہد شباب ساقی

جام گل مین بھر کر صہبا ناب ساقی
آنکھون مین محو کر دین ہم آفتاب ساقی

اس ابر مین خوش آوے کیونکر نہ سیر دریا
کیفیتون سے پر ہے جام حباب ساقی

خط دل شکستہ مژگان پہ یہ نہین ہے
لایا ہون تیری خاطر جام شراب ساقی

ابرو کا تیرے جلوہ دیکھا ہی شب کو یا رب
جو ماہ نو ہے شب کو یا در رکاب ساقی

سنبل ہے گیا پریشان ہے دیکھ زلف تیری
موج نسیم کو بھی ہے پیچ و تاب ساقی

ساغر کشی ہماری مت پوچھ تو کہ تجھ بن
پیتے ہین خون دل ہم تشنے جا شراب ساقی

جو زلف و رخ کو تیرے دیکھی ہے یہ کبھی
کیا جلوہ گر ہین باہم ہر وقت ہجاب ساقی

اس ابر اس ہوا مین دل کو گھٹا نہ پیرے
پیک صہبا نہ کہنا اب آشتاب ساقی

بحر مین ٹپک رہا ہے ہر سو شیشہ
ساغر ہی ہے نہ تنہا چشم مرا آب ساقی

ساغر کشی ظفر مین اس دور مین کیا
شیشے پڑے ہین خالی ہے مست خواب ساقی

تو وہ اب شیر ژیان بر سخن مین ہے ظفر
جبر ترے کین جڑسے منھ پہ کرے پانی کے

پاس داغ دل کے سوز غم سے ہین پھپھولے پڑے
مثل ساغر کے پیالے مین ہے ڈھلکے پڑے

دیکھ گرای مردمان اس بزم گرگان کو مرے
پیٹ مین پانی ابھی کینہ کرنا دل کے پڑے

اپنا ہی وہ سینہ سوزان کے جیسے رشک سے
داغ انگارے ابھی ہین سینہ مین مثل کے پڑے

کیونکہ من آغوش مین کھینچون وہ جی کی کر
بوجھ سے لچکے میان ہر لحظہ ہیکل کے پڑے

[illegible]
قشنہ لب اک درمیان ہین ہم ہی مقتل کے پڑے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

روز وفات کا ذوخطر کچھ نہیں مجھے
اے ہمنشین ہی پر شب ہجران کا ڈر مجھے

دریا کا پاٹ تختۂ دامن تو بنگیا
اور اس سے کیا دکھائیگی اے چشم تر مجھے

چاک قفس سے دیکھ رہا ہون باغ چین
صیاد ہی نہین ہوس بال و پر مجھے

جلوہ اوسی کا دیر و حرم مین ہی اے ظفر
آتا نہین ہے اوسکے سوا کچھ نظر مجھے

جب سے وہ چھپا ہاتھ سے دامان ہمارے
ہے تب کو خون دست گریبان ہمارے

یا لین تو دم ذبح بھی آیا ستمگر
سب رکھے رہے دل ہی مین ارمان ہمارے

ہم بسکہ ہین کشتہ ترے اس تیر نگہ کے
خوبان جہان جاتے ہین قربان ہمارے

کہتے ہین کہ تینے کو دھر آسمان پہ اوسنے
یہ سنتے ہی بس اڑ گئی اوسان ہمارے

تفت جگر و اشک ہین حاضر ترے آگے
یہ لعل ہین وہ گوہر غلطان ہمارے

جمعیت دل تیری ہے سب سب ہین پریشان
کیون ضد مین پڑی زلف پریشان ہمارے

آیا ہے ظفر پھینک کے پوشاک وہ گلبدن
قاتل نے کیے قتل کے سامان ہمارے

چاندنی کی سیر خوبان تا سحر دیکھا کیے
اور ہم اوسکا رخ رشک قمر دیکھا کیے

کیا کہون کیونکر تجھے رشک قمر دیکھا کیے
وہ نظر آئے نہ جبکو بھر نظر دیکھا کیے

شب تجھے کیا ہم ہی اے رشک قمر دیکھا کیے
ماہ پروین بھی تراے تا سحر دیکھا کیے

کچھ ہوئی تسکین تجھ بن اس دل حیران کو
گو تری تصویر ہم آنکھون پہ دیکھا کیے

جگر اور دل کی کیا پوچھ ہے بس یہ ذکر جانے دے
کہون کیا خاک اے غافل شکایت اس مین دو کی ہے
الم اور غم سے جو گذرے ہے جگر پہ منھ نہ کھلوا دے
نہ پوچھو آہ کیا حاصل شکایت اس مین دو کی ہے
کہون کیا شمع اور گلگیر کا مذکور مین تجھ سے
سراپا شاہد محفل شکایت اسمین دو کی ہے
حقیقت اہرو و مژگان کی اپنے پوچھ مت ہرگز
نہین لکھنے کے یہ قابل شکایت اسمین دو کی ہے
کیا جو تیغ و خنجر نے ترے سو دل ہی بھلا ہے
زبان سے کیا کہون قاتل شکایت اسمین دو کی ہے
دکھایا اور ستوایا جو کچھ ہے اے پری رو نے
ظفر کس سے کہون شامل شکایت اسمین دو کی ہے

ہو رہا ہے نشہ جام و گلگون بیچھے
شیشۂ دل ہے بہت نازک وہ کیونکر ہو بیچھے
پوچھتا ہے کون شہر عشق مین مجنون بیچھے
اک دیا تقدیر نے ہے گوشۂ ہامون بیچھے
خاک مین ملجائیگا اے سرو گلشن تو ابھی
گرد کھاؤ گے ذرا وہ وہ قامت موزون بیچھے
ایک عالم تھا تماشائی و اے سادہ رو
آئینہ ذکر رکھا ہے اپنا اب مفتون بیچھے
اشک سے گیہون کرنہ اپنے ہو چاہین ہری
حق تعالی نے دیا ہے وہ لب میگون بیچھے

ہمکو خطرہ تھا کہ لوگون مین چرچا اور کچھ
بات نکلی آپ سے تیری پر ہماری رہگئی

ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ جائیگا سب سنگ مزار
دل مین بعد از مرگ کچھ گر بیقراری رہگئی

اتنا ملیو خاک مین جو خاک مین مل جاوے کوئی
خاکساری خاک کی کر خاکساری رہگئی

آؤ گر آنا ہی کیون گن گن کے رکھتے ہو قدم
اور کوئی دم کی ہے یان دم شماری رہگئی

ہو گیا جسدن سے اپنے دل پر اوسکو اختیار
اختیار اپنا گیا بیاختیاری رہگئی

جب قدم اوس کافر بے کیش کا لیا چوم
وقت پر پیچھے نہ قدم پر ہیزگاری رہگئی

کھینچتے ہی تیغ اوا کے دم ہوا اپنا ہوا
آہ دل مین آرزوی زخم کاری رہگئی

اور تو غمخوار سارے کر چکے غمخوارگی
اب فقط ہے ایک غم کی غمگساری رہگئی

شکوہ عیاری کا یار دن سے بجا ہے اے ظفر
اس زمانے مین ہی ہے سب عیاری رہگئی

شاخ مرگان میری کب اشکون سے پانی مین ہے
یہ عقیق الجر کا دیکھو شجر پانی مین ہے

جوش گریہ ذمرے کھینچا میان تک ہے بوج
گنبد نیلی ہر رنگ نیلوفر پانی مین ہے

بحر و بر خالی نہین گردش زدون سے دیکھ لو
ہے جو خشکی مین بگولا تو بھنور پانی مین ہے

آتش دل سے ہوا تیرے سمندر استقرار
چاہتا ماندہا ہی اپنا گھر پانی مین ہے

دیکھکر تیرے لب و دندان کو مارے شرم کے
لعل پتھر مین چھپا جاکر گہر پانی مین ہے

میری آہ و اشک سے چرخ و زمین کا ہے خلل
وہ ادھر آتش مین ہے یہ اور پانی مین ہے

عشق مین اوس سنگدل کے استقامت ہے ظفر
کوہ بھی اشکون سے میرے باکمر پانی مین ہے

کرتی ہی تازہ فتنہ بپا گردش فلک
لاتی ہی ہمپہ روز یہ چکر نئے نئے

ظفر
اک دل ہی دا دسکو دیجے کس کسکو ای
آتے نظر ہین سیکڑون دلبر نئے نئے

مہاسہ کب خط رخسارۂ دلبر کے نیچے ہی
لیے بیٹھے کو طوطی نے بال و پر کے نیچے ہی

تصور دسکی مژگان کا مجھ سو نے نہین دیتا
بچھا دیتا کوئی نشتر مری بستر کے نیچے ہی

طلب کرتا ہی آب خضر آب تیغ قاتل سی
غرض چو سبز بخت اس گنبد اخضر کے نیچے ہے

ہوا پیدا اک اختر اور اس اختر کے نیچے ہے

سمایا غم کے نیچے دمبدم گردون ستمگر کی
کبھی تشویش کے نیچے کبھی چکر کے نیچے ہے

خیال بالش پر ہی پر و نیند اڑتی ہی
ہری ہو آستان کا سنگ میر سر کے نیچے ہے

لطف
شیرین سیکین دل سے کیا چالاک بستی ہی
کہ بت کو کہن تو دب گیا پتھر کے نیچے ہے

کسکے ابرو کی مری تصویر آنکھون مین پھری
سبل سرمہ کی جلہ شمشیر آنکھون مین پھری

اوس پری رخسار کی کھوئی جو نیند مثل نیند
دشمنون کی صورت دیجور آنکھون مین پھری

خواب مین دیکھا کیا مین قصر عشرت رات بھر
اوسکو گھر کی جو مری تعمیر آنکھون مین پھری

جب سے آیا وہ شکار افگن کہ تکتی تکتی ام
پتلی آنکھونکی تری نخچیر آنکھون مین پھری

آرسے ہین کلے مین گھونٹ اب زندگانی کی
پھری ہے جیب جلاد پر قاتل کی تلوار بھرتی ہے

ظفر غزل مقصود پر نقد ہے پہونچی
کدھر بھٹکی ہوئی ہے عقل بے تدبیر پھرتی ہے

جسونے تا وسکی زلف گرہگیر کھل پڑی
سو دا ئیون نے پانو کی زنجیر کھل پڑی
ہاوس خاک پر کا مرے چو اشکون مین بہا
گویا گرہ ہے چشم کی اکسیر کھل پڑی
کب تک کبھی تو ہوگی مرے خوش ادا کی بھوہ
اس گھر کی بھی کمر ہے نہ شمشیر کھل پڑی
پھر موسم بہار مین ہے پا ہوا جو غل
کیا دشمنون کے پانو نسی زنجیر کھل پڑی
کیا کیا پڑی جبین پہ گرہ شہلو کی
فتراک ہے جو گردن نخچیر کھل پڑی
یہ کمکشان کمان ہے نشہ مین غرور کے
پگڑی ہے گر بتری فلک پیر کھل پڑی
ہے دس نخچیر کے ہنسنے سے دلمین مرے گرہ
ہنستی گر چہ مثل غنچہ تصویر کھل پڑی

جانا ظفر سے کر اپنے کھلے نصیب
بین کھولے اوسکے در کی جو زنجیر کھل پڑی

کسی عاشق کا تر اشکون سے پیچوا پیدا ہے
گل نرگس جو شبنم ہے چمن مین اب دیدہ ہے
بجا ہے بادہ بھر کر خون دل پیتا ہون آنکھون مین
کہ دل شیشہ ہے اور رہا مرا ساغر شراب دیدہ ہے
مری اشکون کا دریا کر رہا اتنی طغیانی
نظر آتا ہر نگ حلقہ گرداب دیدہ ہے
نہ آیا ماہ وش از انتظار اوسکا کیا یان تک
سفید اپنا ہوا یان صورت مہتاب دیدہ ہے
دل بیتاب مے میرا جو ہمسر ہے کبوتر کے
ہوائی ہو گیا کیون تیرا ایسا بیدیدہ ہے

کیون ہوا پور یا نشین زناہ ہو
اہن مین عرق با نکلتا ہو

سیر کی جا ہو کوچہ ہستی
خیر ہی اسشنا نکلتا ہے

خیر ہو دل کی آج آہ کیا ہے
کچھ دھوان تو بلا نکلتا ہے

کیا طپش ہے کہ شور بھی دلسے
کچھ تڑپتا ہوا نکلتا ہے

لاش پہ میری منہ یہ عالم کو
حسرت نا حضرتا نکلتا ہے

[illegible]

شیشہ پر ہند مانگ غضب بانو نکی چمک پھر ویسی ہی
جوڑے کی گندھاوٹ تہر خدا یا بانو نکی مہک پھر ویسی ہی

آنکھیں [illegible]

[illegible] سراب سرخی پان کی رکھتی ہی چھاپ ویسی ہی

باتون مین اوسکی گرمی ہو ہر بند مین اوسکے سوز ہی ہے

تمامتہ ہی قیامت چال پیری چلنے مین پھرک پھر ویسی ہی

گو رنگ بھبھوکا آتش ہے اور پہنی شعلہ پیرکش ہے

تو بجلی سی کوندہ ہی پیڑای عارض کی چمک پھر ویسی ہی

تو خیر کچھ ہین دو غنچے ہین ہو نہم شکم اک تر من گل

یارب یہ کمر جون شاخ گل رکھتی ہے لچک پھر ویسی ہی

کسی کو کچھ تو لگایا مری طرف سے لطف
جوابات بات میں ہیں مجھ سے وہ قسم لیتے

صبا گر چراغ چمن گل کرے
تو نظارہ کیا گل کا بلبل کرے

خزاں ہی یہ تکیہ ہٹا بالکل کرے
خدا پر بھی انسان توکل کرے

وہ ہو روبرو اور دیکھے ادھر
یہ دل میرا کیونکر تامل کرے

کہے شام کی یہ سیاہی اٹھی
نظر جو تری سو ہی کاکل کرے

[illegible]
کوئی کیونکہ اوس سے توسل کرے

[illegible]
کہ بلبل باغ میں شاخ سنبل کرے

[illegible]
تو پھر [illegible] وہ عاقل کہے

کرے تو نظر پر جو لاکھوں ستم
کہاں تک وہ صبر و تحمل کرے

ہزار کوس اگر کوئی ایک دم دور رہے
مجال کیا رہ الفت میں قدم دور رہے

ہوا وصل میں اوس گل کے کیا کیا
ہمیشہ ہم روش باد صبا دم دور رہے

ارادہ کیا ہے خدا جانے پھر ہر اک جا
تمہاری گھوڑی جو کاغذ کا ہو صنم دور رہے

گیا نہ خاک ہونے پر بھی جوش وحشت کا
ہمیشہ دشت میں بگولے یکطرح ہم دور رہے

مجھے بتا دو مرا کیا گناہ کیا تقصیر
جو مجھ پہ کھینچ کر تم خنجر ستم دور رہے

ہمکو کیا کام ہو ہم کون شکایت والے
کچھ کہیں یا نہ کہیں آپکی صحبت والے

پھرتے کب عہد وفا سے ہیں محبت والے
سر پھرایا کریں بیباک کے نصیحت والے

چھوڑ کے دختر رز کو ہیں کوئی متوالے
عذر اس فاحشہ سے کرتے ہیں حرمت والے

اک نگہ پر دل و جان دونوں تجھ دیتے ہیں
تیرے عاشق ہیں بڑے دل والے ہمت والے

قیمت خط دل اپنی کہوں میں کیا ہستی
پوچھو کیا تو ہیں بازار محبت والے

[illegible]

شمع و پروانہ کا قصہ ہے تو بزم میں کیا
مثل پروانہ جلے جاتے ہیں غیرت والے

عاشقو تکو نہیں کچھ کار فرد ندار سے کام
اونسے ملتے ہیں جو ہیں عشق کے ملت والے

ہے شمشیر ستم رکھ ہی دیا سر اپنا
ہم بھی ہیں عاشقو نہیں کیا ترے جرات والے

مخلص حق ہیں جو دیکھا ہے نہیں کعبہ سے
کعبہ والے ہیں جو ہیں پاس شریعت والے

وسعت ملک سلیماں کو سمجھتے کیا ہیں
سامنے کنج قناعت کے قناعت والے

اس ستم پر تو ظفر دیتے ہو تم دم اوپر
کیا ستم ہو جو وہ ہوں مہر و مروت والے

دیر کیوں کر رہے تھی دیر شتابی والے
اب تلک ہیں ادھی محفل میں خرابی والے

ہیں جو محفل میں تری جام گلابی والے
انکو تو منھ نہ لگائیں یہ خرابی والے

نتھنیں معلوم پڑھا جائے ہیں کیا کیا اکثر
میرے دشمن تجھے اور رے کتابی والے

گوزہ رو سیم کے رکھتے ہیں طبق شمس و قمر
پر ہیں دونوں ترے صدقے کی رکابی والے

اڑا دے خاک عاشق کی وہ جسدم
عنانِ توسنِ چالاک پکڑے

لکھے تھے وہ جو خط غیر نکو تو نے
گئے آج اہ بیباک پکڑے

عجب کیا ہجر الفت میں مرا نام
جو سنکر کان ہر پیراک پکڑے

ٹھہرنے دے ہی تو کسکو جو کوئی
زمین سے اگر دامنِ افلاک پکڑے

ترے درد جدائی سے پھری ہی
کلیجا عاشق غمناک پکڑے

ظفر کے منہ سے کب نکلے ہے وہ بات
[illegible] پکڑے

[illegible]
سنین بھولنا کوئی مصیبت کا
[illegible]

جو ٹھہرا ہی روز اوسکے آنیکا یان
[illegible]

نہین بھولتا دلسے عاشق ترا
گھڑی ایک پل اک چین یاد ہے

ذکر استحان ہمنے یہ کہدیا
ہمین تو وہ اسے ہمیشہ یاد ہے

گئے بھول سب عیش دنیا کہ ہم
سنین کوئی بھی یار بن یاد ہے

ظفر کو ترے زلف و رخ کے سوا
سنین اور کچھ رات دن یاد ہے

مسلمان چاہین گر سارے کہ چھوڑے
نہ چھوڑون بت خدا ہارے کہ چھوڑے

ترے صید محبت ہو چکے ہم
کرے تو ذبح اے پیارے کہ چھوڑے

چاہیے پرچہ خبر کا دل کی کیا اونکو لیے
پارۂ دل قاصد اشک رواں لیجائینگے

جبکہ چمکینگے کو خورشید رخشاں بھی عرق
اہ فلک سوز شعلہ آہ دخاں لیجائینگے

کرتے ہین فکر عمارت مین بسر جوانی عمر
کیا اوٹھاکر اپنے سر پر یہ مکاں لیجائینگے

اے ظفر بہتر ہے خاموشی خدا جانے کہ تو
کیا کہیگا اور وہ تجھ مین کیا گمان لیجائینگے

ردیف یا رتخلصانی جلد سوم

گنیگا ساقیا کیا تجھ سے پیوانے کے پیانے
کرینگی جاؤنگا مین مستی مین میخانے کے پیانے

ساقی مست کے ہاتھ تو مین اسکے ہاتھون سے
ہزار دن ہی گئے ٹوٹ آج میخانے کے پیانے

نہ سمجھو آبلے انکو کہ ہین تقدیر جو اوٹھی
تو ہین اندھیرے پڑے ہین دل کے کاشانے کے پیانے

جدائی مین ہی رہتے ہو سدا ساقی
شراب خون دل بھر بھر کے پی جاتے ہو پیانے

اڑاؤ مرغ دل کو اور پر مژگان لیے رکھو
سدا پانی کو پیاسے ہی پیا کرتے ہین پیانے

تری آنکھون کے بیمارون نے شربت کے عوض ظالم
پئے زہراب سے بھر کر دوا خانے کے پیانے

دل تپاں مانند وہ خوشہ انگور ہے میرا
کہ بھرتے آپ سے ہین جسکے ہر دانے کے پیانے

نہین آتے کی جب تک آنکھ سے اشک ندامت کی
کبھی ساقی نہین میخوار ہونے کے پیانے

مے عیش و طرب کا ایک قطرہ بھی نہین ساقی
ظفر آسمان ہین یونہین دکھلانے کے پیانے

آج بوسے پر لڑائی ہوتی ہوتی رہگئی
میرے اونکے ہاتھا پائی ہوتے ہوتے رہگئی

گئے یار رہ لوگ اگلے کہان پائے نہین جاتے
جو وصف مدحین کو کہنے نشان پائے نہین جاتے

علی صنعت کہان اپنی نقاش قدرت نے
کہ نقشے ایسے ہیچ کے یہان پائے نہین جاتے

[illegible] دماغ ایسا انکے زیر آسمان پائے نہین جاتے

کسیکو ہم نہین اسواسطے دیتے ہین دل اپنا
کہ جو آگے تھے اب دلستان پائے نہین جاتے

مرے جانب نہین جاتے گمان ان گمان نکو
زمانے مین کہین ایسے گمان پائے نہین جاتے

[illegible] کہ دان تو نقش ہے روزگار پائے نہین جاتے

[illegible]

[illegible]

بزم مین اکر تمھین چکے نہ رہنا چاہیے
اوس تمکو گو دل نہ بنا ہو تو ہنے دیدیا
ہاتھ سے ساقی کے لینا جام مشکل نہین
ای پیر مرد پانو نہین زنجیر ہو گر دہن طوق
چاہتے ہین پانو نکے تلے مرے خلش کو خار کی
چاہ کرتم بھر گئے یا ہم کہو انصاف سے
حسن اوس مہوش کا جسکی شب بود روشنی

ای ظفر مل بیٹھنا اچھا نہین اسوقت مین
کنج غربت مین الگ ہی سب سے رہنا چاہیے

گل سنبن جام ہی ساقی یہ کسی میکش کا
غنچہ گلشن کدا سکو گلابی یہ ہی

رات دن رہتا ہی جو آنسوؤن کے پانی مین
مردم دیدہ ہی یا مردم آبی یہ ہی

سر و سامان ضیافت مین ہی سرگرم تلاش
سبزی لایا جو سوزنی کی رکابی یہ ہی

کوئی دیکھی ہی قرآن پڑھتے ہوے دیکھو
خال کب اسکے سبز ہی کتابی یہ ہی

روز مین آتش غم سے جگر و دل بھنتے
میرا سینہ نہین ہی کان کبابی یہ ہی

[illegible] کسی کی ہی
وہ جو جاتے ہین شتاب اتنی شتابی یہ ہی

اگر سودا نہوتا اس پری رخسار پر مسلسل کا
ہمین دل کے لگانے کی عبادت کیسلیے پڑتی

اگر سودا نہوتا اس پری رخسار پر مسلسل کا
گلے عاشق کے زنجیر محبت کیسلیے پڑتی

اگر وصل اسکا میسر ہوتا ہمکو مرے ورنہ
تو کیون آہ و بکا روز قیامت کیسلیے پڑتی

کہان کیطرح ہوتا جاک تھا دلکو مرے ورنہ
نظر تیری ادھر اے ماہ طلعت کیسلیے پڑتی

تجھے دشمنون سے دوستی اونکی نہوجاتی
تو ایسی مجھ مین دارد مین عداوت کیسلیے پڑتی

نہ آتی گر کمی وہ تیغ ابرو قتل مین میرے
تو شمشیر اجل کی پھر ضرورت کیسلیے پڑتی

مری قسمت نہوتی گر بری تو میری جانب سے
ہمارے دل مین تیرے پیروت کیسلیے پڑتی

پڑا ہی دم نہین مجنون مین تیرے خدا جانے
کہ ہی اس ناتوان کے پیچھے وحشت کیسلیے پڑتی

نظر روے جو ہم دل کھولکر اک بار جنگل مین
زراعت کے لیے باران کی حاجت کیسلیے پڑتی

اے ظفر جس طرح تو سر باز جاتا ہے نڈر
اس طرح کوچے مین اوس قاتل کے جاتا کون ہے

وہ اور ہین جو عشق کا دم بھر کے رہ گئے
تھا قصد یہ کہ کچھ اونسے ہم اپنا حال
یہ حال ضعف سے ہے کہ مانند نقش پا
دیکھا جو اوسکا جلوہ تو حیرت سے رہ گئے
اے ہی طائر دل و جان پھنسے رہ گئے

جو تیری یاد جلوہ قامت مین سو گئے
اُن غافلون نے دیکھا تماشا جہان کا
جو تیرے انتظار مین جاگے تمام عمر
ہمخواب ہو نا خواب مین بھی دیکھنے نہین
جس روز دیکھی ہے تری چشم سیاہ مست
ہم سوئے زیر خاک نہ آرام سے مگر
جتنے جگائے فتنہ خوابیدہ حرص نے

تمری بیارغم کا حال یہ ہے ناتوانی سے
نہین کرسکتا بستر پر کروٹ نیچے سے اونچی

ادھا یا چاہتے ہو تم حیا کا آنکھ سے پردہ
جو باندھی ہے ہمنے چلمن کھولکر نیچے سے اونچی

عدو منھ تو چڑھے ہین لیکن اکثر بات جاتی ہے
اودھر اونچی سے نیچی ہے ادھر نیچے سے اونچی

چمکا یا سر ہین ہے جسنے تیری زیر تیغ اپنا
کب اوسکی گردن ہے پیدا گر نہ نیچے سے اونچی

نہین ہے اس چمن مین گر بلندی سا تھ پستی کی
کہ ہوتی بڑھ کر کیون شاخ شجر نیچے سے اونچی

ہوا منظور پردہ ہمسے جو دیوار پردے کی
بنائی اندنون اوسنے ظفر نیچے سے اونچی ہے

بال زلفون کے جو منھ پر پھیر کے آئینگے
روز روشن مین بھی گویا منھ اندھیرا ہوئینگے

چھوڑ جائینگے نہین تنہا تجھے سایہ کی طرح
تو جدھر جائیگا ہم بھی ساتھ تیرے آئینگے

گوی قاتل کو چلے ہین پر بچا لائینگے شکر
ہم سلامت پھر کے جسدم اے ڈیرے آئینگے

شام بھی ہونے کو آئی کیا سبب اب تک نہ آئے
وہ تو یہ کہہ گئے تھے ہم سویرے آئینگے

شہرہ آفاق ہونگے لیلی و مجنون ہزار
ذہن مین تیرے نہ آئینگے نہ میرے آئینگے

لیگئے تاب و توان صبر و خورد سب لوٹ کر
کیا خبر تھی ہمکو وہ ایسے لٹیرے آئینگے

اے ظفر جب آئینگے ہم پھر کے کوے یار سے
رنج و غم چارون طرف سے ہمکو گھیرے آئینگے

وہ تو اے قاصد نہ آئینگے کہین نے جائینگے
گھر مین بیٹھے گھوڑے کا خدا کو نہین دانہ دینگے

کھینچ لینگے جو کہ دنیا کی طمع سے اپنا ہاتھ
پانون اپنے یان وہین دام سے پھیلائینگے

خدا جانے ظفر ملک عدم کے رہنے والون کی
مرا جی ہے کہ گذری ہے کہ تنگی سے گذرتی ہے

جمال گلرخان دیکھو گلستان الٰہی ہے
جو ہے رنگ ہر گل کا عجب شان الٰہی ہے

کیا شکوہ نہ ہمنے اوس صنم سے جب کیا
کہا الحمد للہ شکر و احسان الٰہی ہے

ہم اوس بندے کے ہین کہ جو دربان کی ہین
بجا لانا ہمیشہ دل سے احسان الٰہی ہے

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

ظفر حمد الٰہی وہ جو شایان الٰہی ہے

نہ پوچھو کیا بتان جور دنیا کا کارخانہ ہے
ثبات ہے اور وفا خدا کا کارخانہ ہے

جلا ہوتی ہے خاکستر ہر یان آئینہ کو دیکھ
تماشا ہے کہ دہر مین صفا کا کارخانہ ہے

قریبون مین کہین دنیا کی تو ہے ذکر آجانا
ذرا ہشیار زنہار یان دغا کا کارخانہ ہے

نہین رہتی ہمیشہ ایک سی رنگ حنا کی
کچھ اسکے رنگ مین رنگ حنا کا کارخانہ ہے

امید لطف کیا رکھتا ہے تو دنیا کے دشمن سے
ستم کا کارخانہ ہے جفا کا کارخانہ ہے

بجائے غمزہ قاتل ہے کوئی کیونکر جان اپنی
نہین رکھنا کسی سے یہ قضا کا کارخانہ ہے

صفائی دیکھ جون آئینہ ہر دیدہ دیدہ دیدہ
جہان سے اٹھ گیا بالکل حیا کا کارخانہ ہے

گشتہ ہون اوسکی چشم کا مین بیری گی رکھ
ہووے چراغ حمام چشم غزال کے

کوئی بھی ہمدم اپنا بجز نالہ و فغان
آیا نہ کام وقت پہ رنج و ملال کے

کھینچا ہی مجکو شہر سے آخر کو سودشت
جوش جنون نے ہاتھ گریبان مین ڈالکے

ہی غنچہ اونکے سامنے اتا جبکے تو
کیا بولتا ہی بول ذرا منہ سنبھال کے

جو دل کہو وہ سچ ہے سوا اسکے اے نظر
قائل نہ استخارہ کے ہم ہین نہ فال کے

خوشبو آتی کب ہین گلونکی باغ مین بوہی
سمائی اور ہی اپنے دماغ مین بوہی

بہا دی چشم سے مجنون نے اشک خون شاید
صبا لہو کی جو دامان راغ مین بوہی

اثر ہو گر دل روشن مین صحبت بد کا
تو کر دے تیل کی جا تو چراغ مین بوہی

جبکہ پڑا گل رخسار سے عرق کیسے
گلاب کی سی جو ساقی اباغ مین بوہی

ہوا سنین ہی جو کم رنگ گل گلستان سے
تو پھر کسکے صبا یہ سراغ مین بوہی

بہاری دلمین ہی جو کھٹکی شوخ گل رخسار
تو رنگ گل جو مرو لکی داغ مین بوہی

وہ خاکسار ہون مین بھی کہ عطر گل کیطرح
مہک رہی مری کنج فراغ مین بوہے

صحبت منافقانہ ہی ہر جا نفاق ہی
کچھ اتفاق ہی تو کہین اتفاق ہے

دیکھا یہ مجکو ہم یونہین محروم ہی چلے
آئے تھے تیری دید کو کر اشتیاق سے

بچتا ہی کب سا ہوا اوس نازنین کا
تریاق بھی اگر کوئی لائے عراق سے

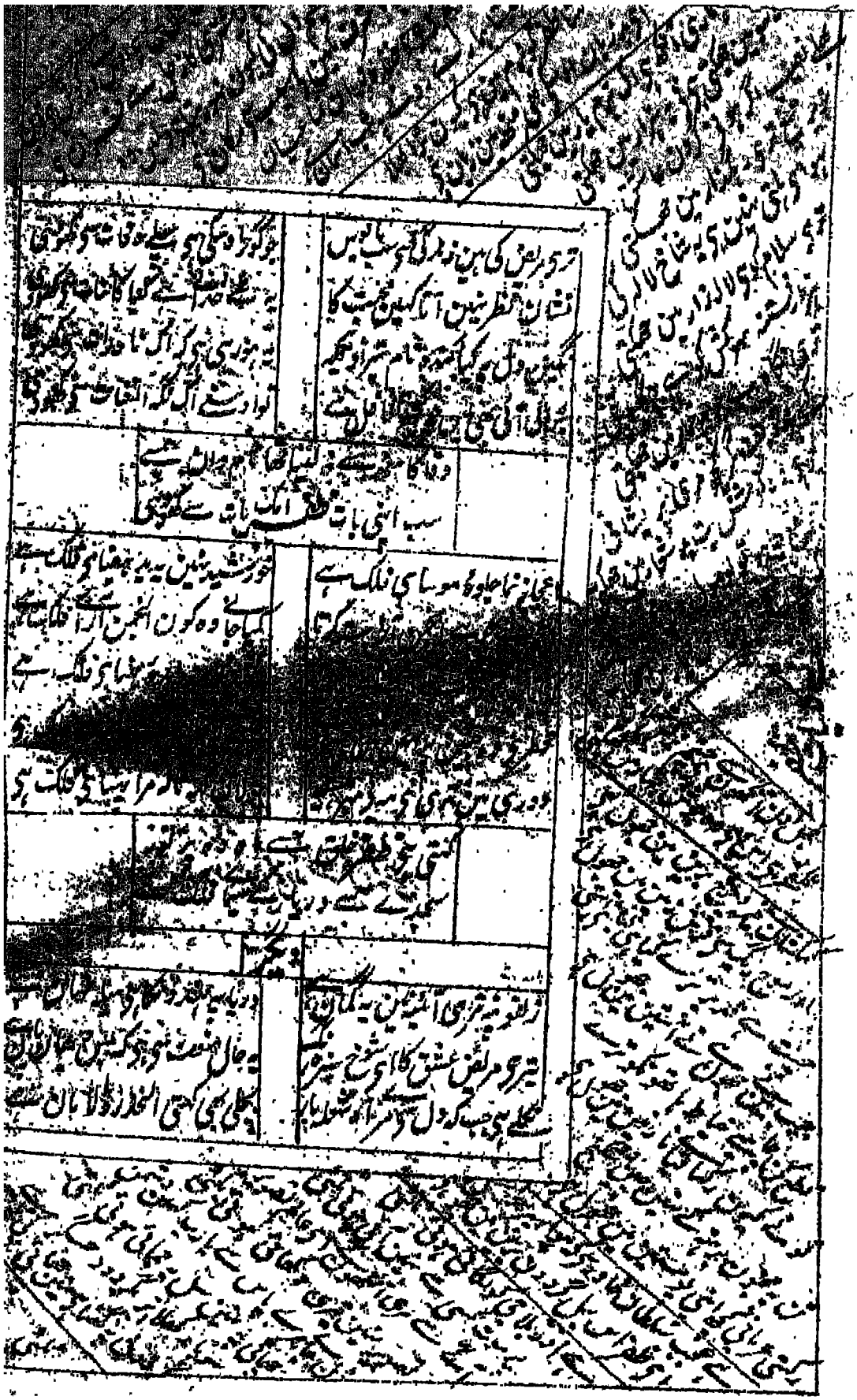

اے شمگر ابرو تیری نگاہ تیر کے
آبرو سے خنجر و شمشیر سب جاتی رہی

کیا شکایت میں رکاوٹ کی قلم ہی کر گیا
ہاتھ سے بھی طاقت تحریر سب جاتی رہی

اوس رخ روشن کے آگے گیا کیا نور شمع
بلکہ تا ماہ پر تو پر سب جاتی رہی

دیکھتے ہی اوسکی صورت اور گفتار فصیح
وہ فصاحت اور وہ تقریر سب جاتی رہی

خاکساری نے ظفر دل کر دیا ایسا غنی
دل سے اپنے خواہش اکسیر سب جاتی رہی

دونا ہزار رنج و مصیبت کی جا ہے
یہ محفل وہ نہ عیش و نہ عشرت کی جا ہے

شادی کی تو ہو جدا ستم سے نہیں ہیں ہم
ہر دم زبان پہ شکر شکایت کی جا ہے

[illegible] تلخ کام کو شربت کی جا ہے

[illegible]

[illegible]

بھیلا ئیں پانوں کیونکر تمنا ئیں
یوں کر ہم کو خوب فراغت کی جا ہے

خورشید و ماہ تیرے مقابل ہو سکیں
اور آئینہ ہو سامنے حیرت کی جا ہے

ہو خاکسار عشق میں اوسکے لیے ظفر
خاک اوس گلی کی بستر راحت کی جا ہے

کام جو کوشش سے ہو ہمت اسکا نام ہے
دوڑے کوشش جو ہو قدرت اسکا نام ہے

دیکھکر ابرو کو تیری کہتے ہیں شمشیر کو
واہ کیا شمشیر ہے شمشیر اسکا نام ہے

ہمنشیں ہی نام دے ہی صفحۂ کاغذ کو
تو ہی کیوں خط میں کیا تحریر اسکا نام ہے

رہی ہی انتظار آنے کا کس مسکین کے باقی
ہمیشہ بزم مین چشم جام مل کشادہ ہے

دل سودا زدہ ہووے نہ پابند بلا کیون کر
ادھر زلفین کشادہ ہین ادھر کاکل کشادہ ہے

ہزارون روز آتے ہین ہزارون روز جاتے ہین
تماشا ہی رہ پر جان ذبل کشادہ ہے

غنیمت جان اے مینا ہی تو بزم عشرت مین
کوئی دم گر دہان خندہ خلقل کشادہ ہے

ظفر چشم کشادہ کار رکھ مشکل کشا ہے تو
کہ کرتا دم مین وہ مشکل کے غنچے گل کشادہ ہے

نازد اوا مین کیا بت عیار ایک ہے
وہ تو ہر ایک بات مین زالہار ایک ہے

خط تیر دو نون ہین یہ ستمگار کے ولے
گر آفتاب ایک ہے تو ماہ ایک ہے

گذری ہے صاف سینہ تہ آسمان کے پار
تیر بلای عشق ہماری آہ ایک ہے

پروانہ چلکے خاک ہے نالان ہو بلبل
دونون کی کسطرح سے کہون جاہ ایک ہے

کیونکر کرے نہ میری دم سرد ہمدمی
تجھ بن رہا ہی تو ہو خواہ ایک ہے

کہتے ہین راہ دل ہی ہی دل رہ جسے ملی
حالت سی ایک کی نہین آگاہ ایک ہے

فرہاد و قیس سے ترے شاگرد ہین ظفر
استاد فن عشق مین تو واہ ایک ہے

فکر خیال کہ آئی گھٹا بت سی ہی
ابتی خیر ہو شامت دل کی آجاے

کیون مین کیا گذری ہی دل کیا بتاؤن
یہ داستان غم ہی دلربا بت سی ہی

تڑپتا ہے یہ خاک پر تا بسمل اذن دیدار نہیں ہے
کہ جسکے زخمے کی کاہنی ساری تن پہ نہیں ہے

جب انو نظر جاوے بالین پہ تو میں بھی ساتھ جان
ارادہ کر رہی ہو تو مری جان خریدنی ہے

ہمیشہ آگ برستے ہے جسکو دیکھکر بجلی
چمکتی آسمان پر میری آہ تشنہ لبون ہے

مثال موج دریا ہو نہیں سکتی جدا دونو
گر مین یون اوسکی مین ہون رہیر و قرین ہے

جلے ہے شمع پہ پروانہ نالان گل پہ بلبل
کہ ہو تا راز عشق افشا کہیں ان کہیں یون ہے

کیا مین ذبح بسوال بوسہ ابرو
جو مجھپر کھینچی تلوار وہ چین چین یون ہے

[illegible]

خدا سے چاہ یار و خاک پا [illegible]

ظفر مرا تو مذہب یہ ہے کہ ایمان دین یہی ہے

ہو جاتی آہ سرد تو ہر بھی خشک ہے
کر دیتی بہر [illegible] خشک ہے

جھوڑی کہان ہے سیکڑون محتسب نے
شیشہ بھی آج خشک ہے [illegible]

خون خشک ہو گیا تن مجنون مین اسقدر
رگ مین نکلتا ڈوبکے نشتر بھی خشک ہے

دنیا کا آشنا کو ہوا تو دگی نہ کیون
دریا مین کوئی رہتا شناور بھی خشک ہے

ہے قہر تشنگان شہادت کی تشنگی
ہو جاتا دیکھکر دم خنجر بھی خشک ہے

ہے نان خشک تر جو بلا آبرو کیساتھ
بے آبرو اگر ہو تو وہ تر بھی خشک ہے

طغیان اشک خون سے سینہ بہتی ہے ظفر
آنکھون پہ آستین مری نم بھی خشک ہے

کی تو ہے تدبیر کچھ یارون نے وصل یار کی
اے ظفر اتنا تو بھی اگر یاری کرے

واہ کیا طرز ستم تجھکو ستمگر یاد ہے
اک جہان بے سر و سنم کو کر رہا فریاد ہے

کھیلتا ہے تو جو اوس مار سیاہ زلف سے
کیا تجھے اے دل کوئی کاٹی کا منتر یاد ہے

سب سنی تجھ سے شکایت بیقراری کی سنی
بات تجھکو ایک بھی اے جان مضطر یاد ہے

مین ہون اور دن رات ہو اور چشم بیکو کا خیال
ہے نہ مجکو یاد ہے ساقی نہ ساغر یاد ہے

دیکھکر سنبل کو مین کھاؤن نہ کیونکر پیچ و تاب
مجکو آجاتی تری زلف معنبر یاد ہے

کچ کرنیکا مرے دھب خنجر بیداد سے
اوس بت کافر کو کیا اللہ اکبر یاد ہے

اے ظفر پڑھتا ہے خط میرا وہ اوس عنوان سے
نیچے کو سر تا ہے یا مضمون سنکر یاد ہے

کیا جانے کسکے پاس وہ گل رات کو گئے
چمکے جو اپنے گھر سے مچل رات کو گئے

غیرون سے دیکھیان جو تری گرمجوشیان
ہم شمع وار بزم مین جل رات کو گئے

جاسوس بیٹھے راہ مین تھے جسکی دہن
قسمت سے اپنی پانون پھسل رات کو گئے

پوچھو نہ حال ہمسے مریضونکا ضعف ہے
دن کو گرے اگرچہ سنبھل رات کو گئے

پیش نظر رہے وہ تصور سے صبح تک
کب سانس سے چشم کے تمل رات کو گئے

شاید سہاگ اونکا کسی سے نباہوا
وہ عطر و سہاگ کامل رات کو گئے

تنکو نکل ہی جانینگے یہ گھر سے چشم کے
طفل سرشک گو کو بہل رات کو گئے

نکلتا کام کیا اور تو کسیکے کام کیا آئے
اگر کچھ کام اے آہ جگر لیتے تو ہم لیتے

کیا غیروں نے کیوں بیٹھا مرا نام کسکر ہوتا تجکو
یہ تیرا نام اے بیداد گر لیتے تو ہم لیتے

کسے دیتا وہ ساقی ساغر مے ہاتھ سے اپنے
اگر قسمت سے اپنی اے ظفر لیتے تو ہم لیتے

کیا بولوں آگے اوس صنم نکتہ چین کے
لے جاوے وہ بات مری منھ سے چھین کے

کاجل کا خال اوس رخ روشن پہ دیکھکر
ہے دلمیں داغ رشک سے ماہ مبین کے

غربت ہے میرے دل کی غم عشق سے تری
ہوتا شریف مکان کو ہے باعث مکین کے

گر دل کا اضطراب یہی ہے تو بعد مرگ
آرام ہو چکا ہمیں نیچے زمین کے

کھینچا ہے نقشہ کس سے تری چین زلف کا
چین مانتے ہیں دیکھکے نقاش چین کے

دشمن ہے آبرو کا مری گر عیش میں
یہ آنسو ہیں کے تار ہیں تار آستین کے

عاشق ہیں جو اوسپہ گئے دو جہان سے
دنیا کے اے ظفر رہے وہ نہ دین کے

آج کیا جانیں کہ میخانہ میں کیا چھڑے
ہیں کہیں ٹوٹے ہوئے شیشے کہیں ساغر پڑے

کیا غضب جمکے ہے اوس قاتل کی شمشیر
دیکھنی ہو تو کھڑے ہو کے سر راہ گذر

کرکے پرسون کل کا وعدہ آج تک آئے نہ وہ
[illegible]

سبزہ خط نے تری جبکو کیا بیہوش وہ
[illegible]

اوسکی چین ابرو پہ خم کو سر بسر دیکھکر
کہتے ہیں کیا اس صفحہ ہانی میں ہیں جوہر پڑے

دیکھ اوس چشم کو چشمک فلک
ابھی ٹرکی تمام ہوتی ہے

کس دن اوس عربدہ سے نہیں شائع
خبر قتل عام ہوتی ہے

تھی جو خدمت چڑوں کی بجنوں کو
سو وہ اب تیر نام ہوتی ہے

پانی پانی لہوں سے اوسکے تلفر
کیا ہے لالہ فام ہوتی ہے

نہ سمجھو سہر یہ فلک نالۂ فغان یہ ہے
بلند بام محبت کا مژدہ بان یہ ہے

ہزار ہے چھپائی چھپے نہ اوسکی چاہ
جہان میں ہے خبر جسکا یہ نشان یہ ہے

ہمارے دل سے گمان جائیگا غم دلدار
کہ اوسکے واسطے رہنے کا یہ مکان یہ ہے

ہلاؤ ابرو پر چشم کو تو ذرا قاتل
ہمارے قتل کو فرمان اصفہان یہ ہے

الٰہی بند ہو اوسکے تیر کا رو زن
اسیکے گھر کا مرے دل کی نا بدان یہ ہے

[illegible]
جگر میں عشق کی بخشی ہے شان یہ ہے

چھپو پنجۂ خورشید پر آسمان اپنا
تو سینہ سب کو ہو وہ ہے کہ آسمان یہ ہے

کریں وہ ہم سے جو ہم کریں وفا اوسنی
ہماری اوسکی محبت کا امتحان یہ ہے

عجب نہیں جو کہیں الامان فلک پہ لکھ
فراق غضب تری آیہ شریفان ہے

گریبان لکھوں حال دل میں ہا اپنا تمام
جو پڑھ چکے خط کو وہ ہوا کہے تھا تمام کے

اوٹھے اوٹھے گریہ امیر مفت تا تو
کہ یہ شعاری ہے تمہارا آہ و فغاں تمام کے

رہا ہی کوئی دنیا مین نہ رہیگا یہان کوئی
کہ فرمان قضا ہے قید خاص و عام آتا ہے

وہ بحر بیکران درد ہے الفت ہے نظر جسکا
نہ کچھ آغاز آتا ہے نہ کچھ انجام آتا ہے

ہمارا طائر دل زلف کے پھندے مین کیا آوے
ظفر یہ مرغ زیرک کب زیر دام آتا ہی

ہم نئے ہین آج اہی صیاد کیا پکڑی گئی
یا رہا چھوڑی قفس سے یا رہا پکڑی گئی

تیری کوچے مین گئی خط جب بنا پکڑی گئی
کچھ مری یارون کے دل اہی دلربا پکڑی گئی

نکلے نالہ زیر خنجر جب زنخدان سے
پھر نہ ہم سودائیے زلف دوتا پکڑی گئی

زلف کو چھوڑا صبا نے ہاتھ مین کیا آگیا
[illegible] خطا پکڑی گئی

تیرے جور کے لیگئے اخیر دل سب
[illegible] یاد میں چھوڑے یا دصبا پکڑی گئی

جیتے جی چھوڑی نہ زندان محبت سے کبھی
ایسی ساعت ہی تمہاری مبتلا پکڑی گئی

کیون ہنسی تھی اہی صبا سنکر فغان عندلیب
کان گلشن مین گلون کی بو صدا پکڑی گئی

کیون وفا کی تھی جو ایسی ملا دی مین سے
ہم کو کہتے ہین [illegible] پکڑی گئی

سب سے چوری کوئی زلف یار مین جاتے تھی یہ
حضرت دل اے ظفر اچھا ہوا پکڑی گئی

ہم جو ہین یاد ترا جلوہ قامت کرتی
مسرت ہین اپنے بیا آپ قیامت کرتی

جو ہین ہمپر ہم اونسی ہین محبت کرتی
جنکو الفت نہین ہم اونسے ہین الفت کرتی

خاک مین اونکو ملانا تھا ہمارا منظور
دور کسطرح سے وہ دل کی کدورت کرتی

وہ رشکِ گل چمن مین اگر ای صبا ہنسے
پھر منھ ہی کیا جو غنچہ کوئی کھلکھلا ہنسے

کرتا ہی چارہ مجھ سے مریضِ فراق کا
کیونکر نہ چارہ سازِ یہ میری قضا ہنسے

خنداں ہی یون خراشِ جگر سے خروشِ دل
جسطرح آشنا سے کوئی آشنا ہنسے

بارش کے وقت چمکی ہی بجلی بھی بیشتر
روئے پہ میرے برق و شرم بجا ہنسے

ہو جائیگی کہین نہ انجم شب تاب بے ضیا
ملکر مسی جو دانتون مین وہ مہ لقا ہنسے

نے گل کہان شباہتِ نہ شنیم کو ہی قرار
کیا رو ہے اس چمن مین کوئی اوکیا ہنسے

پروانے کو ہے عشق مین جلنے سے اپنے کام
پروانہین کہ شمع ظفر روئے یا ہنسے

وحشت الفت مین جلے گر خارِ خس کو توڑ کے
آسمان بجھلائے پاہی بلبلون کو توڑ کے

اپنے تارِ جیب و دامن سے فقط توڑی ہین
تور پھینکا ہی جنون نے نارِ نفس کو توڑ کے

گر اسیرون کا یہی ہی صیاد تو پھڑکا ہی ہی
تو نکل بھاگیگے یہ اکدن قفس کو توڑ کے

وصل کی شب سخت ہی دل پر مرے بانگ جرس
ڈھب ہے تو پھینکدون تہ چرخ جرس کو توڑ کے

دیکھ خال رخ ساقی کہتے ہین آپس مین مست
کیون چھپایا ہی یہ نین پرکس کو توڑ کے

تو ذرا ہو منعم اگر تعبیر اچھی کی تو کیا
لوگ سب لیجائینگے اک دو برس کو توڑ کے

تیرا نالہ کیا عجب گر گنبدِ افلاک سے
پھینکدی ہو صور شیدے کے زرین کلس کو توڑ کے

اشکِ دل ذ شیشہ و جام و سبو توڑے تو ہین
زمہ بھی چھوڑے ہی ہین دستِ عسس کو توڑ کے

بات ایسی بد زبان سے کیا کرے کوئی ظفر
دی جو ٹکر سا جواب اگ یار دس کو توڑ کے

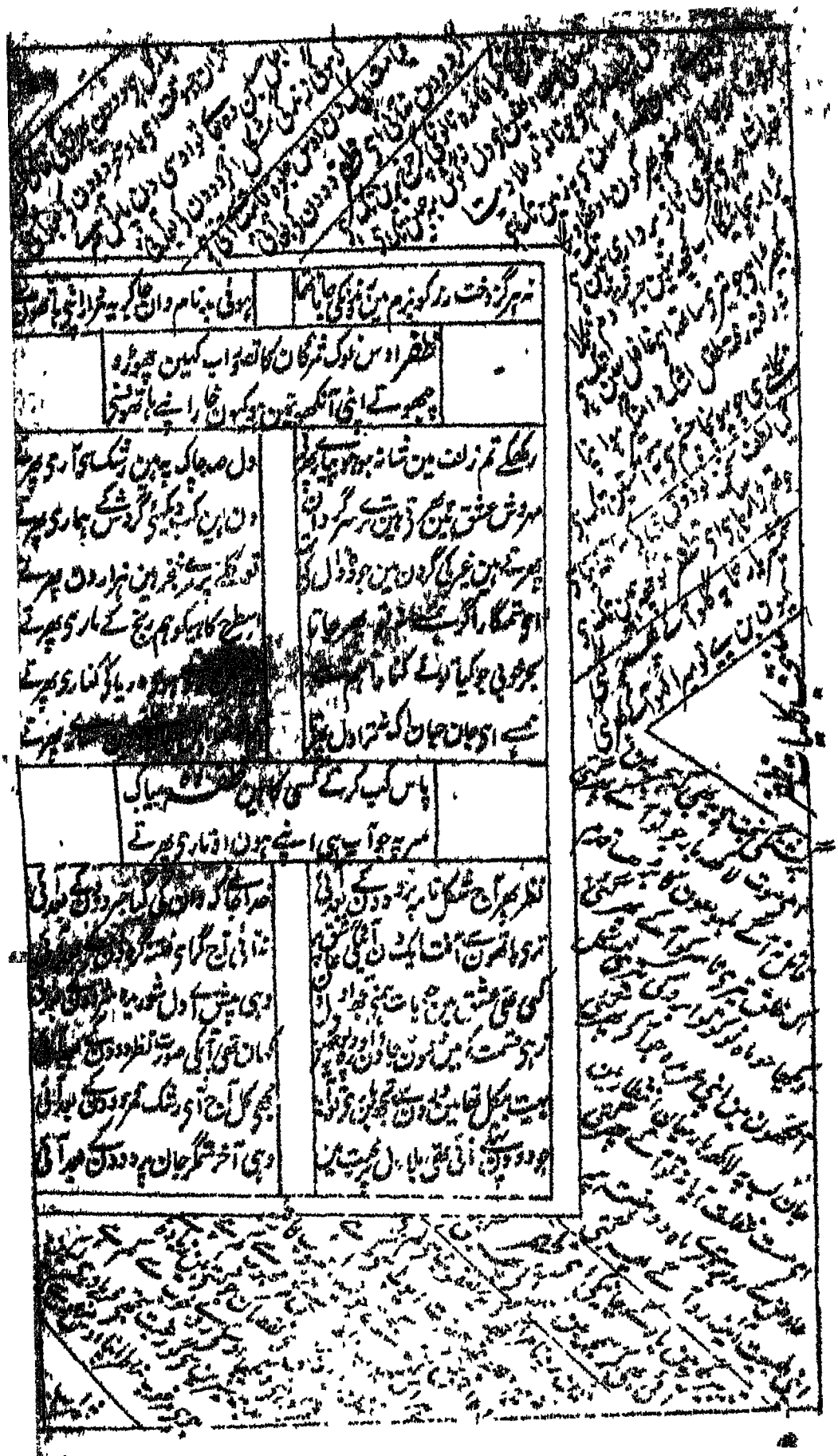

شراب ناب سے گو آنکھ اونکی سرخ رہتی ہے
ہمارا اوس صنم کا عشق بس ظاہر ہی جاتی ہے

دم گریہ ہماری چشم پر آشوب سے کم ہے
کہ اور آگاہ کوئی طالب و مطلوب سے کم ہے

زمین مغلوب ہے اور آسمان ہے گو ظفر غالب
نکلتا کام پر اوس غالب و مغلوب سے کم ہے

خواب تھا جو زندگی جاہ و حشم میں کٹ گئی
ورنہ ساری عمر اپنی درد و غم میں کٹ گئی

حاصل عمر ابد اے خضر ہم سمجھے اوسے
جو گھڑی آرام سے بزم صنم میں کٹ گئی

وصل پر غلبہ سجاوے خدا ہی ہمدم بھلا
روٹھتے ملتے ہوئی شب ونمیں ہم میں کٹ گئی

تجھ برسوں میں لکھ تو جو گیا اے نو خط
وہ عبارت یکقلم یاں ایکدم میں کٹ گئی

تحل الفت سے تری ہو کیا ثمر حاصل ہمیں
جو محبت کی تری عہد ستم میں کٹ گئی

ہو سخن کل کہا کرتے ہو وصل کا وعدہ کیا
شب تو فرقت میں کٹی ہمکو امید میں کٹ گئی

خدا ہو فاتحوں پر محض نادانی کا متمنا ہے
خدا کے نام پر مرنا مسلمانی کا متمنا ہے

محبت اوس صنم کی صاف ایمانی کا متمنا ہے
نہ سمجھو کفر اسکو یہ مسلمانی کا متمنا ہے

پریشانی ہے اپنا مستقل کاہیشہ خاکپر میری
خیال زلف جانان کی پریشانی کا متمنا ہے

محبت میں پریشانی کی منکر ہی کچھ نہ کچھ بکنا
مقرر ایک یہ بھی عقل و نادانی کا متمنا ہے

جفا ہی میں جو خوشنودی تابان اوج گردوں کی
دعا ہو شیشین کی شعلہ افشانی کا متمنا ہے

کہا اوسنے یہ اوس تیغ صفاہانی کا متمنا ہے
دکھا اوسنے یہ اوس خط چین پیشانی کا متمنا ہے

ہے ہمارے بس سے تم جو صنم چلے گئے
ہم بھی تمہارے جاتے ہی
ساتھ ہی لیکے گور میں رنج و الم چلے گئے
ہے بھی یہ بتلا پھوٹے اس حباب سے
شمع کیطرح چشم نم صبحکو ہم چلے گئے
بزم میں تیری مہ لقا آئی بھی گر تو کیا ہوا
بجلی نہ دلکی آرزو ہا ہی تہم چلے گئے
آئی بھی وہ [illegible]
شبنم و گل کیطرح پھر رو ہی ہم چلے گئے
گرچہ پر رنگ گل ہنسی باغ جہاں میں ایکدم
چھوڑ کے یاں کا سب یہیں جاوہ ہم چلے گئے
ساتھ لیگئی تیر زخم جہاں سے

بھتے جو رفیق دا شاد ڈھونڈھیں ظفر اونھیں یہاں
دے کے ہمیں ہزار ہا حسرت و غم چلے گئے

ہم ہیں اونھیں صرحی و پیمانا جانتے
تم ہم کو ہم تمہیں جانا نا جانتے
دیوانے ہیں جو ہیں اوسی دیوانا جانتے
مجنوں تو اپنے کام میں تھا خوب ہوشیار
دل ہی کو اپنے ہم ہیں پریخانا جانتے
[illegible] خیال ہی
تو ہم مقام کنج ہیں ویرانا جانتے
ہے دل حرم میں جو عشق ہی مقیم
ہم طائر نظر کو ہیں پروانا جانتے
شوق نظارہ سب ہے ہی تمہرو ترا
خط کو جو دام خال کو ہیں دانا جانتے
ہم اپنے مرنے کی اسیری کیواسطے
وہ صاحبی سو ہیں اسے بجانا جانتے
محبت میں تم جو نیکی کی تو ہیں نقیل
واعظ کو ہیں کلام کو افسانا جانتے
واقف نہیں جو راز محبت سے وہ تہم
ہیں اسکو زیب حلیہ رندانا جانتے
کیوں نہ ستمگر کو دل میں جگہ دیتے ابرا

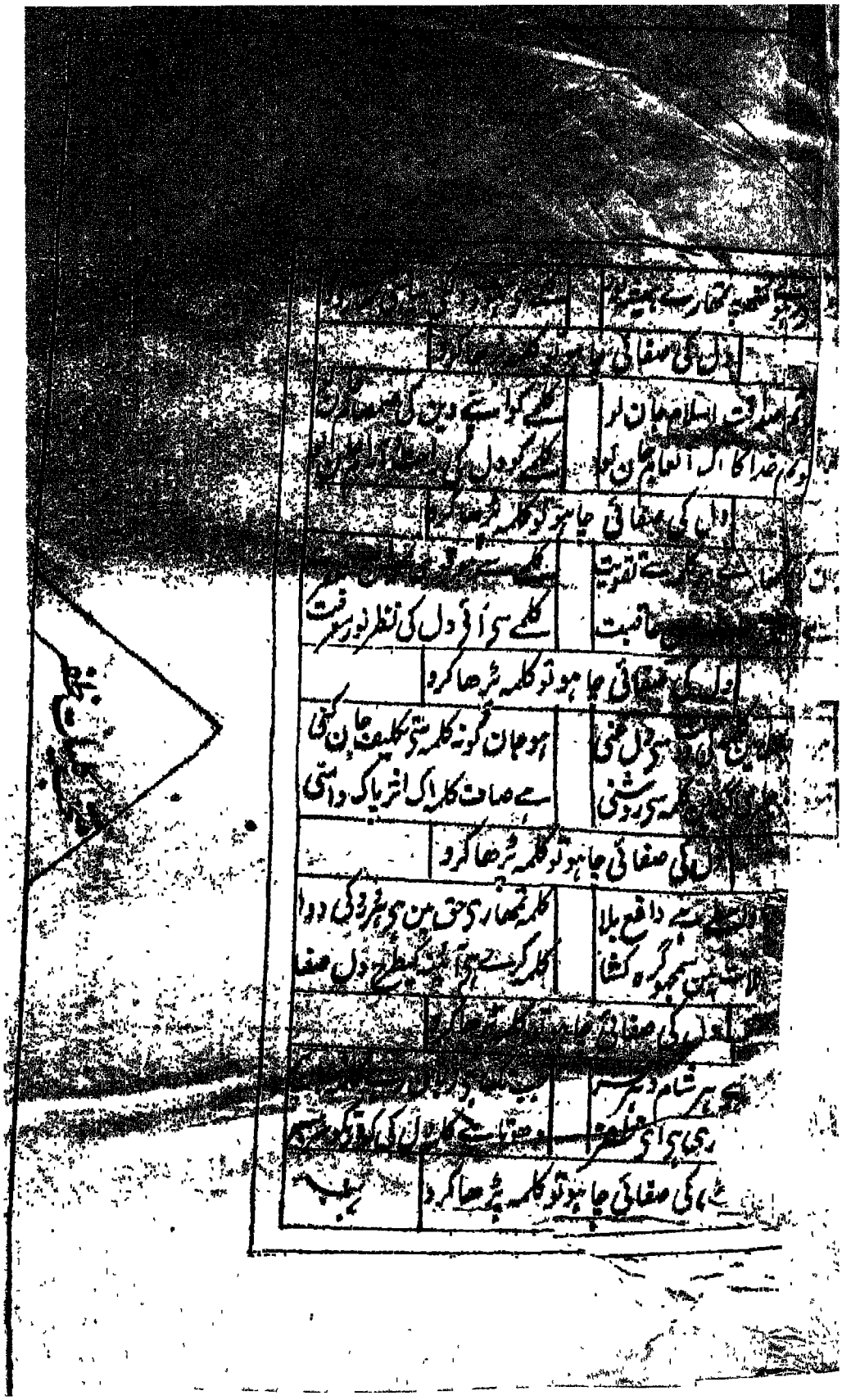

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ ان ایام فرخندہ فرجام میں انتخاب لاجواب کلیات غزلیات ثنا
تخلیص و انشق و سخن حضرت علیہ المغفرۃ والرحمۃ ابو ظفر محمد سراج الدین
اور فقیر دوست بلکہ خود ہی
اور تارک دنیا تھے اور جنکا کلام پر تاثیر دلغزیر اور کلام اکثر عالم میں مشہور
ہے حال آتا ہے یہ حضرت آخر بادشاہان دہلی کے ہوے انکی تخت نشینی کی
(تاریخ دہلی) ہی المنتخب یہ انتخاب مشتمل تو
صاحب کانپور میں سرچشمی سے
بہادر منشی پراگ
بہار گو مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام کامل
مئی سنہ ۱۹۱۲ء آٹھوین مرتبہ

تاریخ طبع از سخنور عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگوان سہائے صاحب عاقل

ظفر کہ بود شہنشاہ ملک سخن
بہای سال مسیحی بدل عاقل
از سخنور جادو بیان مولنا محمد حامد علی صاحب حامد

این دیوان فصاحت آگین

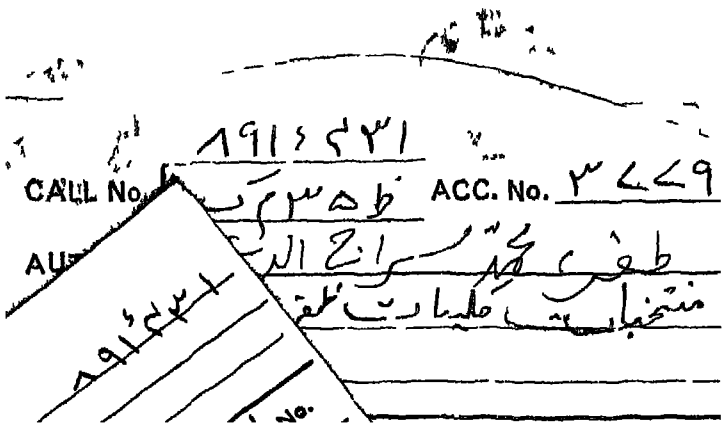

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stam, above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall charged for text-books and 10 Paise per volu per day for general books kept over - due.